علماء و دانشوران بلتستان

کی

دینی و ملی خدمات

یادداشتہائے جناب معتوب، مطعون، مغضوب، مقہور و مظلوم و مقتول موعودہ

علی شرف الدین علیہ الرحمہ

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

انتساب

☆ دین وشریعت کو تقلید کی قلادوں
سے نکال کر آیات محکمات سنت قطعی
رسول اللہ سے استناد کرنے والے
علماء ودونشوران کے نام ☆

﴿وَ لا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْباطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

(بقره ۴۲)

دیباچہ کتاب:

قارئین میری کسی بھی حوالے سے کسی قسم کی حیثیت نہیں کہ میں علماء و دانشوران بلتستان کے بارے میں لب کشائی کروں نعوذ باللہ، ''مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ''میں کیوں ان حامل جاہ وحشم کا حاسد بنوں، اعوذ باللہ من شر حاسد اذا حسد، میں کیوں بغیر کسی ثبوت کے افتراء وتہمت باندھنے والوں میں ہو جاؤں، وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ سورہ لمزۃ میں کیوں ان کے علم ودانش کی طرف چشم بد سے دیکھوں، میں دونوں قسم کی رائج درسگاہوں سے فیل انسان ہوں لہٰذا مجھے ان بزرگان میں سے کسی سے انتقام نہیں لینا کیونکہ انہوں نے مجھ سے کوئی چیز نہیں چھینی ہے کہ میں انھیں اپنا حاسد کہہ سکتا ہوں نہ یہ حضرات میرے محسود ہیں۔ میں اور یہ بزرگان دین ناشناسی میں ہم جماعت ہیں لیکن یہ حضرات دین پڑھے بغیر منادی سلونی قبل ان تفقدونی بنے ہیں۔ ان کا کہنا ہے جہاں سے پوچھنا چاہیں پوچھیں، ہم تنہا علم دین نہیں جانتے بلکہ علم سیاست کی لوٹا بازی بھی جانتے ہیں، رشوت ستانی کرنے والوں کے لیے حق زحمت کا فتویٰ بھی دیتے ہیں، دین ناشناسی کے باوجود بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دین کو جانتے ہیں۔ ہم اس حقیقت حال سے آگاہ ہیں کہ ہم میں سے کسی نے بھی درس دینی نہیں لیا تھا اس کے باوجود انہوں نے نام نہاد دینداروں کو ٹرالی میں ڈال کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے کفر والحاد کے حامل زرداری، گیلانی، عمرانی اور قادری و پرویزی کی پارکنگ میں لا کھڑا کیا اور وہاں موجود انسان سے کہا سر میں ٹرالی میں نام نہاد دینداروں کو لے آیا ہوں، انہیں کہاں اتارنا ہے۔ ہم نے نصف علم کے تحت مذہب فاسدہ کو اسلام کے نام سے چلانے والوں سے صرف سوال کیا تھا، ہم نے جب الحادیوں اور ابرہوں کے مقدسات اسلامی کو خرطوم سے اکھاڑتے ہوئے دیکھ کر بے ساختہ چند صفحات لکھے تو ملامت وسرزنش کا مخاطب قرار پائے، میں نے کہا ﴿وَ مَا أُبَرِّءُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ ہم اپنے اس دس بیس سالہ عتاب کے دور میں اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں کہ دین کے اوّلین نصاب قرآن اور سیرت محمدؐ کو پڑھنے میں ذہانت وفطانت سے عاری ہونے کی وجہ سے ابھی تک پہلی کلاس بھی پاس نہیں کر سکے۔ میں نے کسی بھی امور دین ودنیوی اور سیاسی میں کوئی کردار ادا نہیں کیا، ہم سیاست اور سماجیات میں ان کے مزاحم نہیں بنے جبکہ ان حضرات نے سوچ کر فیصلہ کیا ہے کہ یہ معاشرہ

علماء نا شناس ہے، علماء کی قدر کرنے والانہیں، ان کے لئے سامان زندگی کا اہتمام نہیں کرتا تو اپنی زندگی کا خود بندوبست کیوں نہ کریں۔

مجھے بتادیں وہ کونسی تاریخ ہے جس دن علماء بلتستان نے سماجیات وسیاست میں لوٹا کریسی کی بجائے دین کواٹھایا ہو ،خاص کر جب سے علامہ غلام محمد غروی اوران کے بعدان کے برحق جانشینوں نے سیاست وقضاوت وسماجیات میں قدم رکھاان کی شقاوتوں میں دین کا نام ہی گم ہوگیا ہے۔

اسباب ومحرکات تالیف علماء ودانشوران بلتستان:

علم ودانش گہوارۂ سعادت اور زینۂ ترقی وتمدن ہے جبکہ جہالت گہوارہ شقاوت و بدبختی، دہانہ تنزل و پسماندگی، مادرِکفریات والحادیات وشرکیات زینۂ نزول جہنم ہے۔ جہالت سے بدتر جاہلیت ہے جہاں جاہل و عالم ودانشور عمداً خالق متعال رب العالمین کے نازل کردہ دین وشریعت سے بغاوت وانحراف کرتے ہیں، نظام الٰہی کی جگہ نظام الحادی سیکولرزم کواپناتے ہیں معاشرہ انسانی کوجہنم کا گڑھا بناتے ہیں علم ودانش کی ابتداوآغاز ایمان با اللہ سے شروع ہوکر ایمان با آخرت پرختم ہوتی ہے۔ اس علم کوقرآن اور حدیث نبوی میں نور ہدایت کنندہ اور سعادت دنیاوآخرت کا ضامن بتایا گیاہے یہ بابرکت علم ہے جبکہ علم کومحسوسات تک محدود رکھ کرعلم ہی کومعبود بنانے والوں کی دنیاوآخرت دونوں تاریک ہیں، انہیں جنگ وقتال، دہشت گردی وبدامنی و پریشانی اور بے چینی اور غلامی کا سامنا رہتا ہے۔ لہٰذا نبی کریمؐ نے فرمایا ''العلم ثلاثةآية محكمه فريضة قائمة سنت عادله و ما خلا هن فضل '' یہ حدیث شریف بتاتی ہے کہ ہرمسلمان کے لیے یہ تین علوم سیکھنا نہایت ناگزیر ہے جس طرح میٹرک تک کی تعلیم تمام شعبہ جات علوم مثلاً طب، ہندسہ، معاشیات، اقتصادیات فزکس اور کیمسٹری وغیرہ میں تخصص کرنے والوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح ہرمسلمان کیلئے ان تین علوم کی بنیادی معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں کیونکہ مسلمان بننے، مسلمان جینے اور مرنے کے لیے ان تین علوم کا آنا ضروری ہے گویا ایمان سے متعلق علوم مقدم اور زندگی سے متعلق علوم مؤخر ہیں کیونکہ ایمان وعمل صالح اورادائے فرائض وواجبات کے بغیر انسان کی دنیاو آخرت دونوں جگہ زندگی ادھوری رہتی ہے جبکہ دنیاوی زندگی سے متعلق علوم میں انپڑھ رہ کربھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ دانشوران کو جب بدامنی وافراتفری نظرآتی ہے تو کہتے ہیں علماء کہاں بیٹھے ہیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن

یہ دانشوران خودکسی قسم کے دینی فرائض انجام دینے کیلئے آمادہ نہیں سوائے جہاں ان کو امام یا خطیب بنائیں۔قارئین حاضر کتابچہ ایک ٹیلی فونی گفتگو کی توضیح و جواب ہے جو بلتستان کے ایک جانے پہچانے دانشور جناب یوسف حسین حسین آبادی سے ہوئی تھی۔

نص گفتگو:

بروز بدھ ۹ رجب ۱۴۳۶ھ عصر کے وقت شکایت سے لبریز آپ کی گفتگو سننے کا موقع ملا، شکایت کا مرکزی نقطہ ہماری ایک کتاب'' بک گئے''تھی جو جناب ڈاکٹر حسن خان صاحب کی طرف سے ادا کیے گئے اہانت و جسارت آمیز کلمات پر کی گئی نگارش تھی' آپ کا اسم گرامی بلتستان کے روشن خیال دانشوروں میں ایک جانی پہچانی شخصیت کے طور پر معروف ہے۔نیز آپ جب این جی اوز کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کو حصہ لینے والے متعارف ہوئے تو اُس وقت میں نے آپ کو سیکولر کہالیکن آپ نے سختی سے اپنے سیکولر ہونے سے انکار کیا تھا۔آپ اپنی سوچ کے مطابق بلتستان کی ترقی اور وقار کی خاطر اس کے آثار قدیمہ کے احیاء کرنے والے بن گئے غرض اس نصف گھنٹہ سے زیادہ گفتگو میں آپ نے مندرجہ ذیل نکات کو اٹھایا۔

۱۔آپ نے مجھے این جی اوز کے لئے کام کرنے والا لکھا ہے' یہ بالکل غلط و بے بنیاد ہے میں این جی اوز پر لعنت بھیجتا ہوں کیونکہ میں ازخود مستقل ہوں۔

۲۔میں کروڑ پتی ہوں مجھے کیا پڑی ہے میں این جی اوز کیلئے کام کروں۔

۳۔مجھے یہ افتخار حاصل ہے کہ میں نے بلتستان میں قرآن کا بلتی ترجمہ وتفسیر پیش کیا ہے۔

۴۔علماء کی مذمت اور تنقیص کرنے میں ہمیں آپ پر سبقت حاصل ہے۔

۵۔آپ بتائیں مجھ سے پہلے آپ کی کتابوں کا پورا سیٹ کس نے خریدا ہے۔

۶۔ہم نے دین کا سرٹیفکیٹ شرف الدین سے نہیں لینا۔

۷۔میرے پاس دین کی خدمت کرنے کا وقت نہیں، میں اپنا توشۂ آخرت بنانے میں مصروف ہوں۔

۸۔میں دین سے زیادہ فضیلت والی عبادت میں مصروف ہوں' یعنی فروغ علم میں مصروف ہوں کیونکہ کہتے ہیں علم حاصل کرو چاہے اس کے لیے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

۹۔میں آپ کا دوست ہوں۔

۱۰۔جناب ڈاکٹر حسن صاحب کی مساعی غیر جمیلہ سے بنے آثار قدیمہ وباطن میں قحبہ خانہ کے بارے میں ہمارے تاثرات کو غلط گردانا گیا ہے کیونکہ یہ بھی حسین آباد والوں کے مشورے سے بنایا گیا تھا۔

۱۱۔آپ نے ''بک گئے'' سابقہ دارابی سفیان کی موجودہ صورت حال کی بھی تردید کی اور کہا ایسا کچھ نہیں ہے۔

۱۲۔آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تین خلفاء کو قتل کیا ہے۔

جناب محترم یوسف حسین صاحب کی ٹیلی فونی گفتگو پر اپنے تحفظات پیش کرنے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنی بساط معلومات کی حدود کے اندر رہتے ہوئے علماء اور دانشوران بلتستان کا تعارف اور انکی دینی اور ملی خدمات پیش کروں۔

علماء ودانشوران بلتستان:

محاورۂ مسلمین میں دین بتانے والے، دین کی ترجمانی کرنے والے اور دین کے نفاذ کیلئے کوشاں اور دین کی پاسدار ومحافظ شخصیات کو علماء کہتے ہیں جہاں کہیں ان کا بول بالا ہو وہاں دین کا بھی بول بالا ہوگا اس کا سہرا ان علماء ودانشوران کے سر جاتا ہے۔

علماء قواعد لغت عربی کے تحت بہت علم کے حامل انسان اور اصطلاح اسلامی میں قرآن اور سنت حضرت محمدؐ، تاریخ اسلام اور عقائد شریعت سے واقف وآشنا کو جبکہ اصطلاح حوزات میں حوزات میں مقرر نصاب اور درس سطحیات مکمل کرنے والے کو کہتے ہیں گر چہ وہ اسلام کے عقائد ونظریات اور قرآن وسنت وشریعت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہوں۔ مقامی اصطلاح میں عمامہ اور عباء قباء میں ملبوس انسان کو، اصطلاح عوام میں امام جماعت یا مصائب امام میں مبالغہ گوئی کے نام سے دروغ گوئی میں مہارت رکھنے والوں کو اور اصطلاح بازار میں اجازۂ خمس دکھانے والوں یا اس کے بارے میں اعلانات کرنے والوں کو علماء کہتے ہیں۔

فی زمانہ عالم دین اس انسان کو نہیں کہتے جو صرف معانی وتفسیر آیات قرآن، سیرت وسنت محمدؐ، تاریخ، عقائد اسلام، فروع اسلام اور اخلاق اسلام کو جانتا ہو بلکہ عالم دین اس انسان کو کہتے ہیں جو علوم عربیہ، منطق،

فلسفہ،اصول فقہ جاننے کے ساتھ ساتھ اجازات جمع اخماس وزکوٰۃ ونذورات اور خلاف قرآن وسنت فتویٰ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو بلکہ فی زمانہ ایک اور شرط کا بھی اضافہ کیا گیا کہ اسے کچھ مروجہ علوم بھی آنے چاہئیں ۔دین کے نام سے تعیش چاہنے والوں میں یہ حسرت ہونی چاہیے۔ ہمارے عزیز جناب آغا سید حیدر علی صاحب، ان کے برادر عزیز محترم مظاہری، جناب محترم توحیدی معروف بہ ایڈووکیٹ نے نام نہاد علم دین حاصل کرنے سے پہلے مروجہ علوم پڑھے ہیں ان کا نظریہ ہے کہ مدارس دینی میں انگریزی سیکھنا واجب ہے بلکہ انٹرنیٹ دیکھنا اور گھر میں ڈش رکھنا بھی ضروری ہے۔ان کے خیال میں آئندہ چند برسوں میں یہاں اردو بولنے والے نہیں ملیں گے چنانچہ وہ اپنے مدرسے میں ایک انگریز پروفیسر لائے تھے، ابھی معلوم نہیں یہ سلسلہ کہاں پہنچا ہے۔اس حوالے سے ان کا نظریہ اس سے بھی آگے جا چکا ہے جہاں آپ کی نظر میں مردوعورت کے مخلوط اجتماع میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ انہوں نے کثرت سے طواف کعبہ میں مردوعورت کو مخلوط حالت میں طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے' گویا کہ ان کے خیال میں مسجد الحرام میں دوران طواف حاجی بھی ایسا ہوتا ہے جس طرح انارکلی مال روڈ پر چلنے والا مخلوط اجتماع ہے حالانکہ مسجد الحرام میں فاسق وفاجر انسان بھی گناہوں پر روتے ہوئے طواف کرتے ہیں ان کے خطور میں صرف گناہ آتے ہیں یہ خیال نہیں آتا کہ یہاں کون حسین وجمیل ہے وہاں ہر قوم ونسل کے انسان ملتے ہیں۔اس طرح ان کے برادر محترم مظاہر صاحب آغاخانیوں کو اس لئے پسند آئے کہ وہ بے حجاب عورتوں کے سامنے کرسی پر بیٹھنے کو قباحت نہیں سمجھتے تھے، کہتے تھے جس گھر میں ڈش نہیں وہ احمق انسان ہے،انہیں حسین آباد کے مخلوط کالج پر بھی فخر ہے،ان دونوں نے مروجہ علوم زیادہ پڑھے تھے لیکن محترم توحیدی صاحب باقاعدہ ایل ایل بی کرکے جامعہ اہل بیت سے فارغ ہو کر قم گئے اور وہاں سے اسناد درجہ اجتہاد لے کر یہاں آئے ہیں، آتے ہی آپ کی پہلی ترجیح تھی کہ کفریات وشرکیات سے پر بوا شاہ عباس کے قصائد ومدائح اہل بیت کی کیسٹ بنا کر کیبل پر نشر کریں،ان کی یہ کاوش ہادی ٹی وی کے کام آئی ،انہوں نے صوفیہ امامیہ نوربخشی کو صوفی نوربخشیہ پر مقدم رکھنے اور مذہب حروفی پر عمل پیرا پیر صاحب کی خدمت کو اپنے روشن خیال ہونے کی سند میں پیش کیا ہے،جدید نظریہ روشن خیالی رکھنے والے ایسے مولویوں کے مقابل میں آپ کو صرف دین دین کہنے والا مولوی کیوں پسند آئے گا۔علماء بلتستان نے وارث انبیاء ہونے یا وارث حضرت محمدؐ ہونے کے ناطے سے کیا ذمہ داریاں انجام دیں، دین وشریعت کو اٹھانے اور اسلام

کے بول کو بالا کرنے میں کیا کیا کردار اپنایا ہے ہم اس کی طرف اشارہ کریں گے۔

علماء بلتستان:

علماء بلتستان میں سے قائد حزب مخالف مرحوم محترم آغا علی رحمۃ اللہ کا فرمان ہے۔

ا۔ یہاں کے مومنین کو الحادی تنظیموں، این جی اوز اور آغا خان کی خیرات سے روکنے کیلئے ہمارے ہاتھ میں بھی دینے کیلئے کچھ ہونا چاہیے۔

۲۔ قائد ملت جعفری آغا ساجد نے بھی فرمایا ہمارے پاس مومنین کو دینے کیلئے کچھ ہونا چاہیے۔

۳۔ اسی حکمت عملی کے بارے میں محترم جعفری صاحب اور آغا رضوی صاحب نے فرمایا ہم خالی ہاتھ لوگوں کو دعوت نہیں دے سکتے۔

۴۔ محترم جعفری صاحب نے فرمایا بلتستان میں ہم صرف دین کو اٹھا کر عوام کی خدمت نہیں کر سکتے ہیں ترقی کیلئے پیسہ جس نام اور جہاں سے ملے لے لینا چاہیے، چاہے کوئی این جی اوز، قوم پرست کمیونسٹ ہو ترقی کیلئے معاون ہے تو ان سے استفادہ کریں کفر والحاد سیکولران نیز قادری وخانی اور پی پی پی کے لئے یہ زرخیز علاقہ ہے لہٰذا روشن فکر و روشن خیال سیاستدانوں کا استقبال کریں۔ اس علاقے کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ پی پی پی کو کامیاب بنائیں۔

ہمارا کہنا تھا آپ رسول اللہ ﷺ سے اوپر نہیں اور نہ اللہ نے آپ مافوق استطاعت تکالیف عائد کی ہے اگر آپ ملک کی سیاست کے پیش نظر ان کو روک نہیں سکتے تو ان کی حمایت نہ کریں اور اس کے لیے کوئی توجیہہ و جواز پیش نہ کریں۔

دانشور:

عام محاورے کے تحت حاصل کردہ معلومات کو عقلیات و بدیہات سے جوڑ کر سادہ سادہ نتائج اخذ کرنے اور میدان عمل و استقامت میں اتر کر یا کود کر ملک وملت کی خدمت کرنے والوں کو دانشور کہتے ہیں یا یوں کہیں کہ محاورۂ انسانی میں علوم دنیا سازی و ترقی و تمدن اور دنیا پروری والوں کو دانشور کہتے ہیں۔ جہاں ان کا بول بالا ہوگا وہاں ترقی و تمدن، روزگار کی سہولیات، عیاشی کی زندگی اور خاص کر عورتوں کی آزادی بلا مہار اور عقد زواج سے

بے نیاز فحشاء ومنکرات کی فراوانی ہوگی ۔

بلتستان:

بلتستان پاکستان کے شمال میں واقع علاقے کے کا نام ہے کتاب منجد میں لکھا ہے بلتستان شیعہ نشین علاقہ ہے لیکن یہاں مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی نمائندگی بھی موجود ہے، لیکن سنی مقہور وخوف زدہ اپنے اور خلفاء کے لئے گالی ودشنام سننے کے لیے آمادہ رہتے ہیں۔ یہاں کی اکثریت شیعہ ہے لیکن شیعہ اسماعیلیوں یا آغا خانیوں کی گرفت میں ہیں۔ یہ لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنے مکروہ چہرے کو چھپانے کیلئے بطور نقاب خود کو اثنا عشری کہتے ہیں، اثنا عشری تصوراتی وتخیلاتی طور پر ممکن ہوسکتا ہے لیکن عقلی اور شرعی ناجائز اور حقیقت وواقعت میں وجود کی کوئی نشانی اور آثار نہیں ملتے۔ اثنا عشری اسماعیلیوں سے بھی زیادہ مخدوش اور تاریک تر ہیں کیونکہ ان کا نظریہ امامت فکر مجوس ایرانی وصلیبی ورومی سے اقتباس ہے۔ اس کے برعکس قرآن اور سنت کے تحت امام تمام ملت اسلامیہ کی دنیا و آخرت دونوں کا ضامن ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر دور ہر علاقے بلکہ ہر قریہ کیلئے ایک امام ہونا ضروری ہے جیسا کہ فرقان ۷۴ میں ہے ''ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا'' اس کے تحت وہ ملت اسلامیہ میں سینکڑوں سے تجاوز کر کے ہزاروں تک پہنچ سکتے ہیں۔ امام اسماعیلی نے اسماعیلیوں کی دنیوی زندگی کی ضمانت دی ہے۔ جس جنت کی بشارت قرآن میں دی گئی ہے اس کے لئے انہوں نے دنیا ہی میں تعیش اور آسائشوں کا بندوبست کر کے شریعت کو منسوخ کر کے آخرت سے بھی انکار کیا ہے جبکہ اثنا عشریوں کا امام عقل، قرآن اور احادیث سے متصادم ہے ایسے امام کو مانتے ہوئے بھی ان لوگوں کے ان گنت دنیاوی مسائل اور پریشانیوں کا کوئی پرسان حال نہیں، انہوں نے اس امام کو لوگوں سے الگ تھلگ یا نظروں سے غائب پیش کیا ہے جس کی وجہ سے رعیت اس گلہ گوسفند کی مانند ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں، لہٰذا وہ تتر بتر ہیں جو اصل تصور امام کے بھی خلاف ہے۔ اثنا عشریوں کی پہلی کتاب اصول کافی میں ایک باب اثنا عشری کے عنوان سے ہے اس میں تعداد آئمہ کے بارے میں بیس احادیث درج کی گئی ہیں جو سب کی سب اپنی سند ومتن اور حقیقت خارجی نیز عقل وشریعت سے متصادم ومتضارب ومتناقض ہیں۔

اس سلسلے میں تین روایات موجود ہیں جن میں تعداد آئمہ ایک میں گیارہ دوسری میں تیرہ اور تیسری میں بارہ آئی ہے۔ ان کے برجستہ وآزمودہ علماء کو کسی ممبر پر بٹھا دیں تو وہ کسی بھی امام کے بارے میں ان کی امامت سے

متعلق گفتگونہیں کرسکیں گے مثلاً امام حسن مجتبیٰ قیادت امت سے سبکدوش ہوگئے، امام سجاد نے بیس سالہ زندگی میں منصب امامت سے متعلق کسی فریضہ کو انجام نہیں دیا امام باقر و امام جعفر صادق نے فرائض امامت میں سے کون سے فرائض انجام دیئے ہیں بلکہ ابوخلال سلمہ کی پیش کش کو مسترد کیا ہے۔ موسیٰ بن جعفر چودہ سال زندان میں رہے انھوں نے بطور امام کون سے فرائض انجام دیئے۔ ان میں سے کسی نے لوگوں کو اپنی امامت کے بارے میں دعوت دی ہو،نہیں ملے گا امام حسن از خود منصب خلافت سے دست بردار ہوگئے، امام رضا نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ یہ علماء حضرت علی کے فضائل کے نام سے رذائل اور حضرت امام حسین کے مصائب کے نام سے کہانیوں اور کفر آمیز باتوں کے علاوہ کسی امام کے بارے میں ایک گھنٹہ خطاب نہیں کرسکتے۔ ان کے پاس قصہ کہانی اور اساطیر الف لیلیٰ کے علاوہ کچھ نہیں جس کی دم، وسط اور عقب سب بریدہ ہے۔ اس سلسلہ میں نبی کریمؐ سے منسوب حدیث بارہ خلفاء و امام، صوفیوں کی اختراع ہے۔

اہل بیت کے خاندانوں سے امام انتخاب کرنے کا طریقہ امام جعفر صادق کے بعد انشقاق ہوگیا۔ ایک گروہ نے فرزند اسماعیل کو امام صادق کے بعد انتخاب کیا، محمد بن جعفر صادق کے بعد یہ نامعلوم نسل میں چلا گیا اور اس طرح یہ سلسلہ اسماعیل سے شروع ہوتا ہوا فاطمین کے بعد اس گھرانے سے نکل کر حسن صباح کی نسل اور اس کے بعد یہ سلسلہ آغا خان کو پہنچا ہے، ان کے آئمہ کی تعداد معین نہیں ان میں سے بعض کسی غائب کے انتظار میں ہیں جیسا کہ بوہرہ فرقے والے نیابت چلا رہے ہیں' لیکن ان کی نیابت اثنا عشریوں سے بہتر ہے کیونکہ ان کے ہاں پوری دنیا کے لئے ایک نائب ہوتا ہے جہاں کہیں کوئی ان کے فرقے کا ہو وہ ان پر نظر رکھتے ہیں لیکن اثنا عشریوں کے امام غائب کے نائبین قم و نجف کی گلی کوچوں میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار نظر آتے ہیں ان نائبین کے بھی شہروں میں نائبین اور نمائندے ہوتے ہیں جو ان کے نظریہ امامت کے خلاف ہے۔ ان کے نائبین خمس کھینچنے کی صلاحیت رکھنے والے ہوتے ہیں ولوان کو توضیح المسائل بھی نہ آتی ہو یا یہ الحادیوں سے اتحاد کرنے والے ہوتے ہیں جیسے راجہ ناصر و ساجد نقوی کی سیاستمداری اہل پاکستان دیکھ رہے ہیں جہاں یہ ایک دوسرے کے خلاف محاذ جنگ بنا رہے ہیں یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان کو حاضر و گواہ کہہ کر قسم کھانے والے اطمینان سے قسم کھاتے ہیں کیونکہ انہیں پیچھے پوچھنے والا کوئی نہیں، کہتے ہیں جتنا لوٹ سکتے ہیں لوٹیں۔

غرض دوسرا گروہ امام موسیٰ بن جعفر کے گرد جمع ہوا، اس گروہ کے پاس آئمہ کی کوئی خاص تعداد مخصوص نہیں تھی لہٰذا جو بھی قابل اور صاحب حلیہ نظر آیا، اسے انہوں نے امام بنایا لیکن انکی بدقسمتی کہ انہیں امام رضا کے بعد کوئی بالغ ہستی نہیں ملی تو آپ کے ۸ سالہ فرزند محمد جواد کو انتخاب کیا تو اس پر بعض نے اختلاف کیا پھر ان کی وفات کے بعد بھی بالغ نہیں ملا پھر نابالغ کو لیا یہاں تک کہ امام حسن عسکری کے بعد ان کو خاندان اہلبیت سے وابستہ کوئی ایسی ہستی جو مقبول عام ہو نصیب نہیں ہوئی۔ اور جو اس خاندان سے وابستہ ملا وہ معاشرے میں جعفر کذاب کے نام سے مشہور تھا امام علی نقی کی نسل انہی سے پھیلی ہے، جنہیں نقوی کہتے ہیں یہاں سے انہیں امام کے بحران کا سامنا ہوا۔ فرق شناس شیعہ سعد اشعری اور نوبختی نے لکھا ہے امام حسن عسکری کے لا ولد ہونے کی وجہ سے ان کے معتقدین چودہ پندرہ فرقوں میں بٹ گئے۔

بلتستان کے شیعہ، شیعہ اسماعیلی غلات زیدیہ کے وارث ہیں ان کی نشانی سبّ وشتم خلفاء وام المومنین ،نفرت از عامۃ المسلمین ودوستیِ ملحدین ہے، جس کی بنیاد عبید اللہ مہدی مؤسس فاطمی حکومت نے رکھی ہے جو اپنی جگہ قرآن اور سنت محمدؐ سے متصادم ہے جبکہ حضرت علی سے لے کر امام حسن عسکری تک کسی بھی امام نے خلفاء کو سبّ کیا ہو تاریخ میں نہیں ملتا۔ ہم یہاں قرآن وسنت کے حوالے سے علماء اور دانشوران بلتستان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور وہ کیا سرانجام دے رہے ہیں اسے بیان کریں گے۔

علمائے اعلام کی ذمہ داریاں قرآن کریم اور سنت رسولؐ کی روشنی میں:

دینی خدمات پیش کرنے سے پہلے علماء کا مقام ومنزلت اوران کے دوش پر عائد ذمہ داریوں سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ علماء کا مقام ومنزلت قرآن اور سنت محمدؐ اور اجماع امت مسلمہ میں بلا اختلاف یہ ہے کہ علماء وارث انبیاء ہیں۔ جب علماء وارث انبیاء ہیں تو ان کی ذمہ داری بھی یہی ہوگی جو انبیاء کی ذمہ داری ہے کتاب الحیات تالیف محمد رضا حکیمی ج ۲ ص ۲۳ پر ان آیات کو جمع کیا گیا ہے جو انبیاء کی ذمہ داری سے متعلق ہیں۔

ا۔ تبلیغ رسالت یعنی احکام الٰہی کا پہنچانا۔ ''(وہ انبیاء) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبے کیلئے اللہ ہی کافی ہے۔'' (احزاب ۳۹) ''میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں

جانتے۔''(اعراف ۶۲)

۲۔معاشرے میں قیام قسط وعدل۔

''بتحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تا کہ لوگ عدل قائم کریں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید طاقت ہے اور وہ لوگوں کیلئے فائدے ہیں اور تا کہ اللہ معلوم کرے کہ کون بن دیکھے اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔اللہ یقیناً بڑی طاقت والا' غالب آنے والا ہے۔''(حدید ۲۵)

''یقیناً اللہ عدل اور احسان اور قربتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت قبول کرلو۔''(نحل ۹۰)

''اے ایمان والو!انصاف کے سچے داعی بن جاؤ اور اللہ کیلئے گواہ بنو اگر چہ تمہاری ذات یا تمہارے والدین اور رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔اگر کوئی امیر یا فقیر ہے تو اللہ ان کا بہتر خیر خواہ ہے لہٰذا تم خواہش نفس کی وجہ سے عدل نہ چھوڑو اور اگر تم نے کج بیانی سے کام لیا یا (گواہی دینے سے) پہلو تہی کی تو جان لو کہ اللہ تمہارے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔''(نساء ۱۳۵)

''آپ فرمادیں میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے چہرے ہر نماز کے وقت سیدھے کرو،اور اسے پکارو خالص اس کے حکم کے فرماں بردار ہوکر، جیسے تمہیں (پہلے) پیدا کیا تم دوبارہ بھی (جی اٹھوگے)۔''(اعراف ۲۹)

''اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد و کمال تک پہنچ جائے۔اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری کرو۔ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔اور جب کوئی بات کہو تو عدل و انصاف کے ساتھ۔اگر چہ وہ (شخص) تمہارا قرابتدار ہی کیوں نہ ہو۔اور اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔یہ وہ ہے جس کی اس (اللہ) نے تمہیں وصیت کی ہے شاید کہ تم عبرت حاصل کرو۔''(انعام ۱۵۲)

''اے ایمان والو!اللہ کے لئے کھڑے ہونے والے ہو جاؤ انصاف کی گواہی دینے کو،اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں (اس پر) نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو،تم انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک تم جو

کرتے ہواللہ اس سے خوب باخبر ہے۔جھوٹ کے لئے جاسوسی کرنے والے بڑے حرام کھانے والے، پس اگروہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کردیں یا ان سے منہ پھیرلیں اور اگر آپ ان سے منہ پھیرلیں تو ہرگز آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے، اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں، بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔'' (مائدہ ۴۲،۸)

۳۔سلاخوں زنجیروں اور سلاسل تقالید سے رہائی۔

''وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں (ہمارے) رسول (محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی امی کی، جسے وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں، وہ انہیں حکم دیتا ہے بھلائی کا، اور انہیں روکتا ہے برائی سے اور ان کے لئے حلال کرتا ہے پاکیزہ چیزیں، اور ان پر حرام کرتا ہے ناپاک چیزیں، اور اتارتا ہے ان (کے سروں) سے بوجھ اور (ان کی گردنوں سے) طوق جو ان پر تھے، پس جو لوگ ان پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کی حمایت کی، اور اسکی مدد کی، اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

(اعراف ۱۵۷)

۴۔پیغام ہدایت ودعوت اسلام وامر معروف ونہی از منکر۔

''اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے'' (انبیاء ۷۳)

۵۔توحید ویکتا پرستی پر قائم رہنا اور تمام انواع واقسام کے فزیکی بت، بت سیاسی، بت اجتماعی و بت رسومات کو نابود ومسمار کرنا۔

۶۔اصلاح اجتماع بشری۔

''اس نے کہا اے میری قوم! تمہارا کیا خیال ہے؟ میں اپنے رب کی طرف سے اگر روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے اچھی روزی دی ہے، اور میں نہیں چاہتا کہ میں (خود) اس کے خلاف کروں جس سے تمہیں روکتا ہوں، جس قدر مجھ سے ہوسکے میں صرف اصلاح چاہتا ہوں اور میری توفیق صرف اللہ ہی سے ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف رجوع کرو

بیشک میرا رب رحم کرنے والا محبت والا ہے'' (ہود ۸۸)

۷۔استقامت و پائیداری درراہِ حصولِ اہداف شریعت۔

''سوتم قائم رہو جیسے تمہیں حکم دیا گیا ہے، اور وہ بھی جس نے توبہ کی تمہارے ساتھ، اور سرکشی نہ کرو، بیشک جو تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔'' (ھود ۱۱۲)

'' پروردگار نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی تو اب اپنے راستے پر قائم رہنا اور جاہلوں کے راستے کا اتباع نہ کرنا'' (یونس ۸۹)

''تم میں ایسے لوگ بھی گھس گئے ہیں جو لوگوں کو روکیں گے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تو کہیں گے کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ ہم ان کے ساتھ حاضر نہیں تھے'' (نساء ۷۲)

۸۔نشر علم و معارف جنگ و جہاد با جائلین سفاهت کاران۔

''وہ اللہ وہ ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے اس کے بعد اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنا دیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے'' (بقرہ ۲۹)

'' وہ رسول جو اللہ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے کہ ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور جو اللہ پر ایمان رکھے گا اور نیک عمل کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اللہ نے انہیں یہ بہترین رزق عطا کیا ہے'' (اطلاق ۱۱)

'' اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی وہ کتاب عطا کی ہے جو ہدایت کی روشنی اور ان صاحبانِ تقویٰ کے لئے یادالٰہی کا ذریعہ ہے'' (انبیاء ۴۸)

''اس اللہ نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو ان ہی میں سے تھا کہ ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرے, ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اگرچہ یہ لوگ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے'' (جمعہ ۲)

۹۔رفع تمام نا ملائمات اجتماعی و اقتصادی و ہنگامی اقسام امراض جسمانی و اجتماعی۔

دین کے اصول واضح ہونے چاہیئے تاکہ دوسروں کو آسانی سے دعوت کر سکیں نیز یہ تمیز ہونی چاہیے یہ خدمت دین ہے یا خدمت خلق یا خدمت اولاد وا قارب یہ دین کو بدنام کرنے اور دین کا مسخرہ کرنے کا کردار ادا کرتے ہیں دین اللہ کی طرف سے قرآن اور سنت مطہرہ محمدؐ کی پیروی کرنا ہے دین کے حوالے سے انسان کے فرائض و واجبات یہ ہیں۔

۱۔ عبادات، نماز، صوم رمضان، حج بیت اللہ الحرام۔

۲۔ بندوں پر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی۔

۳۔ ایک دوسرے کی جائیداد سے ارث۔

۴۔ ایک دوسرے سے معاملات میں قسط و عدالت قائم کریں۔

علماء بلتستان کی شرعی ذمہ داریاں:

حضرت محمدؐ نے مکہ میں ۱۳ سال دعوت دین میں زندگی گزاری، مدینہ میں دس سالہ زندگی کا عنوان دین ہی رہا، کوئی ایسا دن نہیں جس دن دین کا بول بالا نہ ہوا ہو، حضرت محمدؐ کا مقصد ہی دین کا بول بالا کرنا تھا۔

علماء کی ذمہ داری:

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح و روشن ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک علماء وارث انبیاء ہیں ان کی ذمہ داری وہی ہوگی جو انبیاء کی ذمہ داری ہے لیکن دیکھنا ہوگا کہ بلتستان میں علماء کونسی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

بلتستان کے بارے میں مشہور ہے کہ بلتستان مذہبی علاقہ ہے اگر یہ بات حقیقت رکھتی ہے تو اس کا سہرا علماء کو جائے گا لہذا دیکھنا ہوگا یہاں کے علماء نے اسلام کو اٹھایا ہے یا اس کے مقابل میں مذہب کو اٹھایا ہے یہاں کونسا مذہب رائج کیا، یہ جاننے کیلئے عنوان بالا کو انتخاب کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں انہوں نے اسلام کو نہیں بلکہ اسلام کے مقابل میں مذہب اہل بیت کو رواج دیا ہے۔ وہ دین اسلام کا نام لینے سے کتراتے ہیں زیادہ تر مذہب مذہب ہی کہتے ہیں۔ مذہب قواعد عربی کے تحت دین سے نکلنے کے راستہ کو کہتے ہیں نہ کہ دین میں داخل ہونے کو غرض ان کے مذہب کا نام مذہب اہل بیت ہے۔ کیا واجب نمازوں، روزوں اور حج بیت اللہ کے مقابل میں زیارت ائمہ کا

شوق دلانا اوراس کی دعوت دینا اور وہاں پہنچ کر قرآن وسنت سے متصادم ومتعارض دعا وزیارت اور مفاتیح الجنان پڑھانا اور جھوٹے مصائب بیان کر کے رلانا خدمات دین ہیں۔

۱۔تاریخ اسلام میں اہل بیت اور اصحاب دونوں کا دعوت اسلام میں کردار بالکل واضح وظاہر وروشن ہے۔دونوں کا یہ کردار مکہ ومدینہ اور میدان جنگ وصلح میں صف مقدم میں رہا لیکن علماء بلتستان نے اہل بیت کے اس کردار کو فراموش کر کے انہیں بندگی سے اٹھا کر مقام الوہیت وربوبیت تک پہنچایا ہے۔اب انہوں نے امت کو یہ تلقین کی ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے اللہ سے مانگنے کی ضرورت نہیں جبکہ اس مذہب کے پیروکاروں نے انہی کے نام سے اسلام کے مقابل مذہب اہل بیت کی بنیاد ڈال کر دین اسلام میں دراڑیں ڈالی ہیں۔

۲۔قرآن کے بیان کردہ اصول کے مقابلے میں امامت کو اصول میں شامل کر کے امت میں شگاف ڈالا ہے۔بلکہ تنہا امت میں نہیں بلکہ خود شیعوں کے اندر ہر آئے سال ومہینے میں نئی نئی بدعات ورسومات کا اختراع کر کے ان میں شگاف ڈالتے رہتے ہیں یہاں تک ان کی تعداد پچاس ساٹھ فرقوں سے بھی بڑھ گئی ہے۔

۳۔ضد اسلام پر قائم مذہب اسماعیلی نے اہل بیت کو قرآن اور حضرت محمدؐ کے تابع گردانے کی بجائے قرآن اور حضرت محمدؐ کو ان کے تابع بنایا، یہ اہل بیت کے نام سے قرآن سے جسارت کرتے ہیں،اسی طرح یہ حضرت علی اور امام حسین کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت محمدؐ کی شان میں جسارت کرتے ہیں جیسا کہ یہ بات حدیث کساء سے واضح ہے۔

۴۔اہل بیت کو اللہ کے نیک بندے ہونے سے نکال کر ان کو خود اللہ بنایا اور کہا کہ اہل بیت علم غیب میں اور تصرف کائنات میں اللہ جیسے ہیں یا خود اللہ ہیں جو زمین پر بندوں کی حاجت روائی کیلئے اتر آئے ہیں۔

۵۔اساس اسلام قرآن اور سنت محمدؐ ہیں ان دونوں کو کنارے پر لگا کر انھوں نے سنت وسیرت اہل بیت کو اساس اسلامی قرار دیا ہے۔اپنی ان مذموم منویات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے غلو درغلو سے بھرے اشعار کو قرآن وسنت کی جگہ اٹھایا ہے۔

۶۔اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجت روائی کے لیے انھوں نے اہل بیت سے مدد طلب کی اور مشرکین کی سنت کو جاری کرتے ہوئے ان کے نام سے حیوانات کی نذر کرنے کی بدعت چلائی اور یہ روکنے والوں کو وہابی کہہ کر

روکتے ہیں۔ان کا کہنا ہے اگر علی نہ ہوتے تو رسالت محمدؐ نا کام ہوجاتی اور اگر امام حسین نہ ہوتے تو اسلام ختم ہوجاتا جبکہ اللہ فرماتا ہے اگر محمدؐ قتل ہوجائیں تو اسلام ختم نہیں ہوگا۔

۷۔مہجوریت قرآن: انہوں نے قرآن کریم کو انسانی زندگی سے دور رکھنے کیلئے اس کے نازل کنندہ پر یہ تہمت باندھی ہے کہ یہ سمجھنے کی کتاب نہیں ہے' یہ قرآن کو نظام حیات میں شامل کرنے کی کوششوں کو رد کرنے کیلئے اس کی اہانت و جسارت بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

۸۔انہوں نے اسلام کو مطعون کرنے کیلئے صنف اناث کو حقوق سے محروم کیا ہے۔ایک انسان کے دوسرے انسان پر حقوق کا تبادلہ تو ارث از دواج سے شروع ہوتا ہے مرد اور عورت کے درمیان حقوق کا تبادلہ دیکھیں تو حق مہر یہ رہائش، کھانا پینا اور لباس مرد کے ذمے ہے اور شوہر کی اطاعت عورت پر فرض ہے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کی متروکہ جائداد سے ارث لینا بھی ایک حق ہے۔

۹۔مہر یہ جو کہ اپنی جگہ پہلے ہی کم ہوتا ہے اسے بھی مزید کم کرنے کیلئے مولوی لڑکی کے باپ اور بھائیوں کو حضرت زہراء کا واسطہ دیتا ہے، رلاتا ہے، چادر زہرا کو مثل قمیص عثمان پیش کرتا ہے، اسکے لئے خود ساختہ حدیث پیش کرتا ہے، نام نہاد دانشور، روشن خیال اور خاموش دیندار آگے آتے ہیں، وہ انہی علماء کی حمایت کرتے ہیں جو عورتوں کو بازار میں بکنے والی کنیز جیسا پیش کرتے ہیں، ارث سے محروم کرنے کیلئے قاضی قضات سکردو شیخ محمد صادق آگے آئے ہیں، کہتے ہیں قرآن میں ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے ہم بلتستان میں خواتین کو ارث نہیں دیتے۔

۱۰۔حقوق ختم کرکے بلا حقوق زوجیت قائم کرنے کے لئے محترم محسن نجفی مصر ہیں۔

تمام ادیان سماوی و مذاہب زمینی زوجہ ہمیشہ زندگی بھر کیلئے لاتے ہیں حتیٰ وہ لوگ جو زنا کو جائز سمجھتے ہیں وہ لوگ بھی زوجہ ہمیشہ کیلئے لاتے ہیں، ان کیلئے حقوق دیتے ہیں لیکن ایران و عراق میں خواہشات پوری کرنے کیلئے متعہ کرکے زوجہ بنا کر لاتے ہیں۔ یہ بلتستان کے علماء کا عورتوں پر ان کی طرف سے ظلم و جنایت ہے کہ وہ متعہ کے نام پر خواتین کو اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور ہر قسم کا کام ان سے کرواتے ہیں لیکن زوجہ کے حقوق دینے سے انکار کرتے ہیں، عورتوں کو حقوق زوجیت سے محروم رکھ کر استعمال کرتے ہیں، تنہا خواہشات کیلئے نہیں بلکہ ان

سے ملازمہ کا کام بھی کرواتے ہیں۔اس وجہ سے آج بلتستان کی خواتین نعمت زواج سے محروم ہیں کیونکہ ان کی خو اہشات باہر سستے داموں میں پوری ہوتی ہیں۔ یہاں کے علماء نے نظام از دواج میں متعہ کا اجراء کر کے عورتوں کے حقوق سلب کئے ہیں۔درسگاہوں میں زنا کو فروغ دینے کیلئے اس فرقے نے متعہ کا شوشا چھوڑا ہے جس سے یہاں کی خواتین این جی اوز کی کنیز بن گئی ہیں۔

قرآن اور سنت محمدؐ میں شوہر کا حق زوجہ پر اور زوجہ کا حق شوہر پر عائد کیا گیا ہے، دونوں میں جس نے بھی اپنا حق ادا کرنے سے انکار کیا دوسرا عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ دائر کرسکتا ہے نیز اپنے ذمے پر عائد حقوق حق بشری کو روک سکتا ہے حسب فرمان امیر المومنین کوئی انسان نہیں جس کا حق کسی کے ذمہ پر ہو لیکن اس کا حق اس کے ذمہ نہ ہو۔

جب سے ہمارے ہاں جامعہ زہراء وجود میں آئی وہی مغربی کلمات بمعہ آمیزش فتاویٰ سننے میں آنے لگے مثلاً دوش بدوش چلیں گے، کھانا پکانا، لباس دھونا ہماری ذمہ داری نہیں، بچوں کو دودھ پلانا ہماری ذمہ داری نہیں، ہم یہاں گھر میں ماسی بن کر نہیں آئی ہیں بلکہ ہم یہاں دودھ پینے والی گڑیا بن کر آئی ہیں۔ جامعۃ الزہرا میں اسلام سے متعلق نہیں کوئی نصاب نہیں یہاں تقریر کرنے کے لیے آنے والے ملا اور این جی اوز کے اسکالر ہوتے ہیں وہ اور دینی مدرسوں سے فارغ التحصیل خواتین ان کی گاڑیوں میں سفر کرتی ہیں۔انھیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ آپ پر شوہر کا کوئی حق نہیں، آپ کھانا پکانے لباس دھونے اور دودھ پلانے وغیرہ کی اجرت مانگ سکتی ہیں آپ بغیر کسی تردد کے نافرمانی کرسکتی ہیں، آپ کو ہم اپنے ہاں رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں خواتین کارکناں کی کمی ہے۔غرض زواج انسانی زندگی کی ضروریات ناگزیر میں سے ہے عموماً جسے ہر قیمت پر پورا کرنا ہوتا ہے یہ ضرورت لباس و مسکن اور غذا جیسی ہے لیکن علماء بلتستان نے قرآن وسنت محمدؐ سے عدول کر کے شروط ملحدین عائد کر کے یہاں صنف اناث کو اس نعمت سے محروم کیا ہے۔

علماء کی اپنے عوام کو شرعی سہولتیں:

علماء بلتستان نے اپنی عوام کو بہت سی شرعی سہولتیں دے رکھی ہیں لہٰذا عوام بلتستان بھٹو کے بعد اپنے علماء کے مرہون منت ہیں، ہم یہاں پر ان کی طرف سے دی گئی سہولیات کا ذکر کرتے ہیں۔

ا۔بعض لوگ ایک عرصہ دراز سے نماز نہیں پڑھ رہے، روزہ نہیں رکھ رہے ہیں، علماء ان کے وارثین کو ہدایت دیتے ہیں کہ ان کے ترکہ سے ان پر واجب نمازیں پڑھوائیں روزے رکھوائیں اور حج کروائیں یہ فتاویٰ بعض مجتہدین سے مل سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے نہیں مل سکتے کیونکہ عبادات کی ادائیگی کے وقت عابد کو قصد قربت کرنا ضروری ہے جبکہ اجیر بقصد حصول رقم یہ عبادت بجالاتا ہے وہ قصد قربت نہیں کرسکتا ہے۔

۲۔نابالغ لڑکا لڑکیوں کا نکاح کر کے نوعمری میں تو شوہر سے باندھتا ہے وہ کوئی اجنبی مرد عورتوں میں محرم کراتے ہیں یہ چیز قرآن وسنت محمدؐ میں نہیں ملتی ہے۔

۳۔پہاڑ وصحرا کو جب تک کوئی آباد نہیں کرتا ہے اس وقت تک اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا ہے اسکو آس پاس نزدیک والوں کے لیے حریم قرار دے کر ان کے لیے مخصوص کرتے ہیں اس کی بھی کوئی سند قرآن وسنت میں نہیں ہے۔

علماء دانشوران بلتستان کی فراری وبازی:

علماء بلتستان نے بنی اسرائیل کی طرح دین سے سودہ بازی کا سبق سیکھا ہے جبکہ دانشوران نے دین سے فراری کا، دونوں کی قیادت ایک جہت سے ملتی ہے ذیل میں ہم ان کے نمونے پیش کرتے ہیں۔

ا۔بلتستان کے علماء بغیر پیشگی اجرت کے صرف تحریری وعدہ سادہ لوگوں کی زمین اجارہ پر دے دیتے ہیں اس طرح انہوں نے زمینوں کی سو سال بغیر کسی پیشگی اجازہ کے صرف وعدہ تحریر کے ذریعے بہت سے لوگوں کے حقوق تلف کیے ہوئے ہیں وہ اپنی گردن میں لٹکا کر قیامت کے دن محشور ہوں گے۔

۲۔انھوں نے نزاعات کی صورت میں حکومتی عدالتوں میں جانے کو حرام اور جرم و جنایت قرار دیکر اور اس سے حاصل کردہ حقوق کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کر کے بہت سے لوگوں کے حقوق تلف کرائیں ہیں اور اپنے فیصلہ کو شرعی قرار دیا ہے یہ فتویٰ کس عقل و منطق کے تحت صحیح ہے اور یہ کس آیت قرآن وسنت وسیرت نبی کریمؐ کے مطابق ہے اس سلسلے میں چند صفات لکھ کر نشر کریں تو دیکھوں گا آپ کس حد تک حق بجانب تھے یا کلی طور پر صراط مستقیم سے گرے ہوئے ہیں۔

دین سے فراری یا دین میں سہولتیں:

دین کے اوامر کی اطاعت اور نواہی سے باز رکھنے والا فراری گروہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک پایا جاتا ہے وہ بہت سے حیلوں اور بہانہ تراشی سے اپنے آپ کو اللہ کی عائد کردہ تکالیف سے آزاد رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اس کی واضح مثال سورہ بقرہ آیت ۷۱ میں آئی ہے جہاں حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اللہ نے تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے اس سے سرپیچی کرتے ہوئے گائے ذبح کرنے سے گریز کر کے سوالوں کی بوچھاڑ کی تھی ایسے لوگ عصر حاضر میں بھی پائے جاتے ہیں علماء اور دانشوران بلتستان ایسے کاموں میں مہارت رکھتے ہیں۔

۱۔ایک سیکولر و روشن خیال و روشن فکر گروہ جو دنیائے غرب کا نمک خوار ہے، ان کا کہنا ہے دین سمجھنا مشکل ہے دین سمجھنا آسان نہیں ہے دین سمجھنے کیلئے عربی پڑھنا چاہیے مدرسہ دینی میں داخل ہونا چاہیے ان بے چاروں کو پتہ نہیں ہے کہ مدارس دینی میں عمر گزارنے والوں کو دین کی الف ب بھی نہیں آتی ہے ایک دن چنیوٹ کے مدرسہ جامعہ اہل بیت میں ہم کسی گروہ کی دعوت پر گئے تھے ہمارے زعم میں انہوں نے اسلام شناسی کا درس رکھا تھا وہاں پر بہت سے لوگ ہال میں بیٹھے تھے کہ مدرسے کا ایک طالب علم ہمارے پاس آیا اور ہم سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کرنے آئے ہیں تو ہم نے کہا کہ یہ دین سیکھنے کے لئے آئے ہیں تو اس نے کہا اگر دین سیکھنا ہے تو مدرسے میں داخل ہو جائیں میں نے ان کو اور ان کے اساتید کو غصہ دلانے کیلئے کہا کہ مدرسہ کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ مدرسہ ہے تو میں نے کہا کہ یہ مدرسہ نہیں قبرستان ہے میں ڈر رہا تھا کہ یہ طالب علم جا کر اپنے استاد کو بتائے گا اور استاد تمام طالب علموں کو لا کر میرے کمرے کے سامنے آئیں گے اور مجھے باہر نکال دیں گے عام لوگوں کا خیال ہے کہ مدرسے میں دین یا عربی سکھائی جاتی ہے جبکہ اس میں دین سکھاتے ہیں نہ عربی بلکہ عربی گرائمر سکھائی جاتی ہے پاکستان میں ۵۰ ہزار مدارس دینی ہیں ہر مدرسے میں اوسطاً ۵۰ طالب علم ہوں تو ۲۵ لاکھ طالب علم بنتے ہیں اور یہ ۲۵ لاکھ افراد باہر نکل کر روڈ پر آ کر یہ کہہ دیں کہ اللہ ہمارا خالق و رازق ہے قرآن ہمارا آئین و دستور ہے اور حضرت محمدؐ ہمارے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔تو پھر قادیانی کہاں رہیں گے اگر ۲۵ لاکھ افراد کہیں کہ قرآن ہمارا دستور و آئین ہے تو قانون ساز اسمبلی کے رکن بننے کے خواہشمند کیسے کہیں گے کہ

ہمیں ووٹ دو گے تو ہم تمہارے مسائل کے حل کے لیے آئین و دستور و قوانین بنائیں گے۔ اگر ۲۵ لاکھ کا گروہ مسلمین مذکورہ بات کرے گا تو جنہوں نے سیکڑوں ہزاروں بزرگان کی بات کو حجت قرار دیا ہے اگر ۲۵ لاکھ افراد کا جم غفیر یہ کہے کہ حضرت محمدؐ ہمارے لئے حجت ہیں اور ان کے بعد کوئی حجت نہیں اور شیعوں نے ۱۲ حجت از خود جعل کی ہیں جن میں سے بعض نے لوگوں سے خطاب نہیں کیا ہے بعض نابالغ تھے جن کو باہر کسی نے دیکھا بھی نہیں ہے، وہ کہاں رہیں گے اور اسی طرح مسلمین نے بارہ نہیں حجت کی لمبی لمبی فہرست پیش کی ہے ان میں سے بہت سوں کے کسی کو نام تک نہیں آتے، لہٰذا دینی مدارس میں دین نہیں سکھایا جاتا، اس لئے یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں دین سکھایا جاتا ہو یہ سیکولر اور روشن خیال حضرات اللہ تعالیٰ سے مناظرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دین سمجھنا مشکل ہے جبکہ اللہ کا فرمان ہے کہ دین سمجھنا آسان ہے قرآن بہ بانگ دہل کہتا ہے کہ قرآن آسان کتاب ہے تو اس کے سامنے روشن خیال اور روشن فکر کہاں رہیں گے اگر یہ مدارس والے برملا کہیں کہ قرآن آسان ہے تو وہ اخباری گروہ کہاں رہیں گے جو کہتے ہیں کہ آئمہ کے بغیر قرآن سمجھنا آسان نہیں ہے اب یہ روشن فکر، روشن خیال اور نمک خواران شیاطین عصر حاضر جو کہتے ہیں کہ دین سمجھنا مشکل ہے یہ صحیح کہتے ہیں یا اللہ صحیح فرماتا ہے اس روشن فکری کی یہ بات کہ دین سمجھنا آسان نہیں ہے مشکل ہے یہ روشن فکری کی نشانی نہیں ہے یہ روشن خیال کی علامت نہیں ہے یہ فکر جہالت قدیم کی ترجمانی کرتے ہیں جہاں کے لوگ انبیاء سے کہتے تھے آپ کی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں غرض خلاصہ کلام دین سے فراری کی ایک منطق دین سے فراری کا راستہ بناتا ہے۔

۲۔ دین سے فراری کا ایک راستہ عدم قدرت واستطاعت ہے یہ ہماری قدرت میں نہیں ہے استطاعت میں نہیں ہے ایک بچہ جو آٹھ نو سال کا ہو وہ جون جولائی میں روزہ رکھتا ہے نماز پابندی سے پڑھتا ہے شاید قدیم زمانے کا بچہ اور دیہاتوں کے رہنے والے فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے والے شاید رکھ سکتے ہوں لیکن آج کل ہم نہیں رکھ سکتے ہیں حج ہماری استطاعت میں نہیں ہے اس کے لیے ہمارے اندر وہ طاقت نہیں ہے لڑکیوں کی رخصتی کرنی ہے گھر بنانا ہے لہٰذا حج کے لیے ہماری استطاعت نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کی استطاعت نہیں ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ اس حکم الٰہی سے فرار چاہتا ہے اگر اللہ کو حاکم مانتے ہیں اور یہ کہ اس کا خالق اللہ ہے اس کو مانتے ہیں تو خالق نے حکم دیا ہے کہ روزہ رکھو نماز پڑھو اللہ عالم الغیب ہے وہ جانتا ہے کہ وہ کتنے مال کا مالک ہے

اس لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ اس پر واجب ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میری طاقت میں نہیں ہے یہ صحیح کہتا ہے یا اللہ صحیح کہتا ہے۔

اگر انسان سوکلو وزن اٹھانے کی استطاعت رکھتا ہے تو اللہ اسے اس کی طاقت کے برابر نہیں بلکہ طاقت سے بہت کم یعنی تقریباً چالیس بچاس کلو اٹھانے کا حکم دیتا ہے۔تو یہ مشکل نہیں ہے یعنی شریعت میں انسان کو اس کی وسعت وطاقت کے برابر کام کا حکم نہیں دیا جاتا اللہ نے اسے اس کی وسعت اور گنجائش کے اندر تکلیف دی ہے وہ ۱۰۰ کلو مشکل سے اٹھا سکتا ہے لیکن اللہ نے اسے ۵۰ کلو اٹھانے کا کہا ۵۰ سے زائد نہیں کہا لہذا سورہ بقرہ آیت ۲۸۷ میں آیا ہے ہم کسی کو اس کی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں دین اسلام دین خالد وابدی ہے یعنی یہ دین اپنی تاریخ نزول سے لے کر قیام قیامت تک ترمیم کے بغیر ایسا ہی چلے گا اللہ نے بلند قد، چھوٹا قد، علاقے اور کمزور و تندرست وتوانا، سرد علاقے میں رہنے والوں سب کو سامنے رکھ کر اس نے انسان کے لیے احکامات نازل کیئے ہیں جس نے آپ کو مکلّف بنایا وہ ذات آپ کے بچے کو بھی جانتی ہے اور اس گزشتہ دور کے بچے کو بھی جانتی ہے لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ گزشتہ زمانے کا بچہ شاید جون جولائی میں روزہ رکھ لے لیکن آج کل کے دور میں مشکل ہے۔

عزاداری کے عناصر وجود کارو دوامی:

مثل دیگر واقعات وحوادث عزاداری اپنے وجود اور بقاء دونوں میں محتاج اسباب وعلل ہے لہذا اس کے وجود، عوامل ودوام وبقا تجزیہ وتحلیل طلب ہیں۔

۱۔اس کو وجود میں لانے والا معز الدولہ آل بویہ ہے مکان ایجاد بغداد اور تاریخ ایجاد ۳۵۲ھ ہے۔

۲۔ان مظاہر کو جزو مذہب کی حیثیت سے جاری رکھا گیا ہے حالانکہ اس میں استعمال ہونے والی تمام منقولات وروایات ضعیف بلکہ خود ساختہ ہیں۔

۳۔معجزات وکرامات اور خود ساختہ خواب اس کی بقاء اور دوام کے عوامل میں سے ہیں۔

۴۔اہداف غائی۔

اس کو وجود میں لانے کے جو اہداف ہیں وہ اسلام اور اسلام سے متعلق تمام امور پر حملہ ہیں۔اس میں اسلام کی پہلی اساس توحید دوسری رسالت اور تیسری آخرت کے خلاف ہے حتیٰ خود اہل بیت کی اہانت وجسارت

بھی کی جاتی ہے مثلاً اگر امام حسین قیام نہیں کرتے تو محمدؐ کی نبوت و رسالت ختم ہو جاتی۔

۵۔حضرت محمدؐ، حضرت علی، حضرات حسنین و زھراء ان مجالس میں خود شرکت کرتے ہیں بلکہ عزاداروں کی خدمت کرتے ہیں۔

۶۔امت محمدؐ میں شگاف و تفرقہ، اپنے حریف غیر عزاداروں سے عداوت و نفرت بلکہ تزاحم و تضارب۔

۷۔لعن بر یزید و معاویہ اور پس پشت خلفاء پر لعن و شتم کا یہ جواز پیدا کرنا کہ وہ معاویہ کو اقتدار پر لائے تھے۔

۸۔ایک طرف اہل کفر و الحاد کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ لوگ عزاداری کے حامی ہیں اور دوسری طرف عام مسلمانوں پر غیض و غضب ڈھاتے ہیں کہ یہ لوگ دشمن حسین ہیں۔

انہوں نے عزاداری امام حسین کو یاد قیام و نہضت امام حسین کے انداز میں پیش نہیں کیا اور آپ کے قیام کو آیات قرآن اور سنت رسول اللہؐ سے مستند نہیں کیا ہے۔امام حسین نے یزید کی خلافت اسلامیہ پر نامزدگی کو قرآن اور سنت حضرت محمدؐ کے خلاف قرار دیا ہے۔ہمیں آج بھی ایسی ولی عہدی کے رواج پانے کی بدعت کو قائم نہیں ہونے دینا چاہیئے تھا کیونکہ یہ قیصر و کسریٰ روم و فارس اور مجوس و صلیبیوں کی سنت ہے۔دین اسلام کے دونوں مصدر قرآن اور سنت نے اس سنت کو مسترد کیا ہے اگر عزاداری کی ثقافت اس موضوع کے گرد و پیش گردش کرتی اور عزادار اس کو اپنی عملی زندگی میں بھی تطبیق کرتے تو آج اس علاقے والوں کے دل محبت اسلام سے لبریز ہوتے دوسرے مسلمان بھی ان کی اتباع کرتے اور بلتستان سے دیگر صوبوں میں جانے کیلئے فوج سے حفاظت کی ضرورت نہیں پڑتی، الحادیوں کے لئے یہاں دروازہ کھلا اور مسلمانوں کے لئے بند نہ ہوتا اور یزید کی ولی عہدی کے خلاف سینہ کوبی کرنے والے اپنے یہاں اس ولی عہدی کو رواج نہ دیتے۔

نوکریوں سے پینشن ہونے اور مدارس کے بھگوڑے اسلام ناخواندہ طلاب کو امام محراب و منبر نہ بنایا گیا ہوتا، اگر یہاں قیام امام حسین کے اہداف زندہ ہوتے تو یہ خطہ نظام حکومت و ریاست اور ثقافت و اقدار میں نمونہ بن جاتا لیکن یہاں کے علماء نے عزاداری کو موسم سبّ خلفاء نفرت مسلمین قرار دیا ہے۔عزاداری میں ان کا موضوع جھوٹ بولنا ہوتا ہے بلکہ جھوٹ کا کارخانہ لگاتے ہیں، آپ کو جتنا جھوٹ بولنا آتا ہے بولیں، اس کے تناسب سے

ذاکر کامیاب قرار پاتے ہیں چنانچہ اس وجہ سے یہاں اوٹ پٹانگ اور جاہل اشخاص وارث ممبر بن گئے ہیں اور ایسے ہی لوگ ممبر پر قابض ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بلتستان کے سادات اور شیوخ میں اس ممبر کی وراثت کیلئے سالہا سال سے تنازع وتخاصم چل رہا ہے چنانچہ سادات کچورا اور قاضی سکردو نے ایک طویل عرصہ تنازع میں گزارا ہے شاید محترم شیخ صادق اس مقدمے میں ہار گئے اور اعجاز کامیاب ہو گئے وہ کیوں نہ کامیاب ہوتے کیونکہ انھیں جھوٹ بولنا اچھا آتا ہے۔

۲۔تمام محرمات شرعی کے ارتکاب کو عزاداری کی کامیابی کی خاطر بے حرج قرار دیا گیا ہے۔ یہاں سے شراب پینے والے، گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے، گانا گانے والے، تارک صوم وصلاۃ اور فاسق وفاجر اس کا ہر اول دستہ بلکہ انتظامیہ کے اہم اراکین بن چکے ہیں اور یہاں ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔ بعض خاندان ایسے بھی ہیں جو ممبر کو فروخت کرتے ہیں، ذاکرین کو تاریخ امام حسین، تاریخ اسلام اور قرآن وسنت کو پڑھنے کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی، وہ کامیاب ذاکروں کی تقاریر یاد کر کے خود ان کی طرح کامیاب ذاکر بن سکتے ہیں لہٰذا بلتستان میں حوزہ علمیہ نجف وقم سے پڑھ کر آنے والے ذاکری میں کامیاب نہیں ہوتے وہ اپنی کامیابی کے لیے حوزات سے فارغ ہونے کے بعد کوئی کتاب نہیں پڑھتے بلکہ کیسٹوں سے عوام میں مقبول تقاریر یاد کر کے مجالس پڑھتے ہیں۔

۳۔عزاداری کو فروغ دینے کیلئے انہوں نے کہا کہ حضرت زہراء خود مجلس میں تشریف لاتی ہیں۔

۴۔عزاداری کی مجالس میں قاتلان امام حسین پر لعنت کے بہانے سے سبّ وشتم خلفاء وام المومنین کا موسم سجایا جاتا ہے بلکہ ان کے نزدیک کربلاء کے واقعہ کے اصل بنیاد گر حضرت عمر تھے۔

۵۔سنیوں کی مساجد ومدارس کے مقابل میں توقف کر کے یزید اور آل امیہ پر لعنت بھیجتے ہیں گویا یہاں یزیدیوں کی رہائش گاہیں ہیں۔ انہوں نے عزاداری کی چھتری کے نیچے کسی بھی جرم وجنایت اور دین ومذہب سے کھیل کی شکل اور فن وہنر کو نہیں چھوڑا حتیٰ ہندوستان سے برآمد اسد عاشورا کو جو کہیں بھی مروج نہیں یہاں اسے رواج دیا ہے۔ بقول ڈاکٹر حسن خان وضامن علی مقاصد عزاداری کے حصول کیلئے ان محرمات کا ارتکاب جائز ہے۔ ذاکرین کو دار یزید میں بھی بلائیں تو وہ تیار رہتے ہیں۔

۶۔انہوں نے عزاداری کے اس بے سند عمل کے نام پر قرآن اور سنت حضرت محمدؐ حتیٰ سیرت آئمہ سے

عاری بدعات آل بویہ کو مروج کیا اور اسے اصول دین میں شامل کیا ہے۔سکندر قرمطی فاضل مرکز علوم اسلامی ملیر مقیم حوزہ علمیہ قم سے مروی ہے آپ جب اپنے گاؤں گئے وہاں ایک جلسہ منعقد ہوا، جلسے کا اختتام نماز عصر کے وقت تھا،کسی نے نماز کی طرف توجہ نہیں دی،آپ نے اپنے خطاب میں کہا آپ لوگ ظہر سے پہلے ختم کریں تا کہ لوگ نماز ظہرین بروقت پڑھیں یا نماز پڑھنے کے بعد جلسہ رکھیں اس پر جناب محترم سید مبارک علی شاہ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا ہم ہرکس وناکس کی تجویز پر عمل نہیں کرتے ،نماز فروع دین میں سے ہے جبکہ عزاداری اور عزاداری کے جلسہ وجلوس ہمارے اصول دین میں شامل ہیں۔موصوف فاضل نجف ہیں،نجف میں ایسا تصور نہیں پایا جاتا تھا شاید یہاں آکر عزاداروں سے سیکھا ہوگا،کیونکہ علماء نجف کی اسلامیات میں زیادہ تر سنی سنائی باتیں ہوتی ہیں کیونکہ وہ کتب کے مطالعہ سے پرہیز بلکہ پیسہ دے کر کتب خریدنا حرام سمجھتے ہیں عزاداری کو جس نے اختراع کیا ہے اس نے اس میں ایسے عناصر شامل کیے ہیں کہ اس میں اسلام کی حرام کردہ چیزیں ضرور شامل کرنا پڑیں تاکہ وہ عزاداری کو مثل قمیص عثمان استعمال کر کے اپنے اہداف شوم حاصل کریں اور دین اسلام پر جتنا حملہ کر سکے کریں تاکہ قصّہ کربلا قصص واساطیر اولین قصّہ الف لیلہ جیسا بن جائے، یہ کہتے ہیں اگر حسین نہ ہوتے تو اسلام نہ ہوتا اوران کا یہ بھی کہنا ہے کہ عزاداری امام حسین کے بعد انسان فرائض شرعی سے آزاد ہو جاتا ہے اس کی پہلی بنیاد رونا ہے، رونے کیلئے کہانیاں بنائی گئیں کیونکہ لمبی چوڑی کہانیوں اوراکاذیب کے بغیر رونا نہیں آتا ہے۔ اس کیلئے انہوں نے فتویٰ جاری کیا آپ جتنا ہو سکے جھوٹ بول سکتے ہیں،جھوٹ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔اب جو بھی شخص مجلس پڑھتا ہے جب تک وہ حد سے زیادہ جھوٹ نہیں بولتا وہ کامیاب نہیں ہوتا ہے۔علماء نجف کا بلتستان میں فیل یا ناکام ہونے کی بنیادی وجہ یہی عزاداری تھی۔

قارئین میرا علماء اعلام سے اختلاف قیام امام حسین سے ہی شروع ہوا کیونکہ میرا عقیدہ تھا کہ اسلام کا احیاء امام حسین کے قیام کے اہداف ومقاصد کا احیاء کر کے ہی ممکن ہے اس حوالے سے میں نے نجف میں قابل و فاضل ساتھیوں کی ایک تمرین مجالس گوئی قائم کی جس میں یہی محترم جعفری، جوہری،سید مہدی کچورا اور شیخ صلاح الدین وغیرہ شامل تھے ہمارا مقصد تھا ہم سب بولنا سیکھیں چنانچہ میں وہاں یوم حسین مناتا تھا اور اس حوالے سے انہیں موضوعات دیتا تھا یہیں سے میں نے امام حسین سے متعلق کتب جمع کیں انسان مسلمان کوکسی چیز میں برتری و

امتیاز اور افتخار گوئی کرنا حرام ہے مگر کہ وہ متہم ہو جائے تو اپنے دفاع کیلئے کچھ کلمات انتہائی احتیاط سے کہہ سکتا ہے میں پورے علماء پاکستان کو تحدی کرتا ہوں کہ بتائیں مجھ سے زیادہ امام حسین سے متعلق کتب عربی فارسی اور اردو میں کس کے پاس ہیں میں نے مجالس پڑھی ہیں بعض اوقات لوگوں کو رُلایا بھی ہے لیکن اس قیام کے بارے میں تحقیق کو کبھی ترک نہیں کیا یہاں تک کہ امام حسین سے متعلق بہت سے رُلانے والے واقعات کو کھلا جھوٹ مثل قصہ الف لیلیٰ جیسا پایا۔ جب میں نے قیام امام حسین سے متعلق کتابیں لکھنا شروع کیا تو ان میں بے بنیاد قصوں کا ذکر کیا بطور مثال قصہ فاطمہ صغراء، طفلان مسلم وزوجہ امام حسین شیرین قصہ از دواج قاسم، قصہ رفع حجاب اہلبیت تو یہ تحریریں ان دروغ گویان پر آسمان کی بجلی مانند گریں اس سے زیادہ تشویش ان بزرگان کو پیدا ہوئی جو خود ذاکری تو نہیں کرتے تھے لیکن بعض مطالب ان کے بنیادی عقائد سے ٹکراتے تھے۔ مثلاً ان کا بنیادی عقیدہ تھا امام حسین واقعہ کربلا کو پہلے سے جانتے تھے آپ کائنات پر ہر قسم کا تصرف کر سکتے تھے بلکہ آپ کے بھائی حضرت عباس شرق وغرب کے نادار لوگوں کو امیر بنا سکتے ہیں چنانچہ محترم شیخ محسن نجفی نے البلاغ مبین میں آیت ایاک نستعین سے استناد کرنے کے حوالے سے توسل سے منع کرنے والوں کے جواب میں لکھا آئمہ کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں۔ ذاکرین سے زیادہ انھیں ہمارے توسل پر تنقید گراں گزری چنانچہ انھوں نے ہمیں چار سو سے محاصرہ میں لیا۔

علماء کی دین شناسی اور دین داری:

علماء بلتستان نے یہ ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ بلتستان ایک مذہبی علاقہ ہے۔ یہاں شریعت چلتی ہے علامہ غروی نے از خود منصب قضاوت سنبھالا ہے۔ معلوم نہیں انہوں نے باب قضاوت در اسلام کے کتنے صفحات پڑھے ہونگے کیونکہ اس وقت نجف میں کتاب لمعہ کے باب قضاوت نہیں پڑھاتے تھے۔ قضاوت ہی ضامن حفظ حقوق ہے انسانی معاشرہ کسی بھی وقت قضاوت سے بے نیاز نہیں رہا ہے۔ دین اسلام میں منصب قضاوت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں پہلے قاضی خود رسولؐ اللہ تھے آپؐ کے دور میں اس منصب پر کوئی اور نہیں تھا۔ خلیفہ اوّل و دوّم کے دور میں خود خلیفہ قضاوت کرتے تھے بعد میں ان کی طرف سے عقل و ذہانت و فطانت کے حامل اور قرآن وسنت کا علم رکھنے والے کسی انسان کو نصب کیا جاتا تھا۔ خلیفہ اوّل کے دور میں خلیفہ دوّم اس منصب پر تھے، خلیفہ دوّم کے دور میں حضرت علی اس منصب پر تھے لہٰذا علم وحکمت سے مزین اور طمع ولالچ سے

دور انسان ہی اس منصب کیلئے لائق وسزاوار ہوتا ہے۔خود خلفاء ان کے سامنے حاضر ہوتے تھے حتیٰ بنی امیہ اور بنی عباس جیسے بے راہ رو خلفاء کے زمانے میں بھی اس دور کے نامور عالم دین کو اس منصب پر تعین کرتے تھے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ اہل و نامور علماء کے علاوہ کسی اور کو اس منصب پر لے آئے۔جبکہ بلتستان میں ہر ناکام و فیل ہونے والے اور قرآن وسنت سے ناآشنا انسانوں نے عدالت کی پرچون دکان کھولنا شروع کیا ہے۔

اس غیر عقلی وغیر شرعی اور ظالمانہ اعلان وفتویٰ کو مسترد کرنے والے قاضیوں میں سے سکردو چندا کے ایک بڑے عالم دین بنام محترم سید مہدی اٹھے، انہوں نے اعلان کیا میں شریعت غروی کھرمنگ کی تنسیخ کیلئے نکلا ہوں، کسی کو ان کے فیصلہ پر اعتراض ہو تو وہ میرے پاس آئے، قاضی غروی کے خلاف گول سے محترم سید عنایت اٹھے، دونوں کے درمیان مسئلہ نکاح میں اختلاف ہوا، اس سے اس عورت کے ساتھ کیا نہیں ہوا، اہل بلتستان جانتے ہیں۔شگر سے جناب مرحوم آغا سید محمد طہٰ نے اپنے گھر کو محکمہ شرعیہ قرار دیا، ان کے خلاف مرحوم سید علی موسوی کریسی نکلے، ان دونوں کے درمیان بھی ایک عورت شکار ہوگئی، کسی نے نہیں کہا کہ فیصلے پر اتفاق ہونے تک اس کو کسی کے لئے بھی نہ دیں، اسی طرح ہمارے علاقہ چھورکا میں مرحوم اخوند غلام حیدر کا معاملہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا۔

یہاں ہم ان تمام علماء کو ایک درجہ میں نہیں رکھ سکتے اس حوالے سے یہاں کے علماء کے تین طبقات موجود ہیں۔

ا۔جن کا قد وقامت، شکل وصورت اور فن خطابت اچھا ہو اور جو عوام میں محبوبیت ومرعوبیت کے حامل اور صاحب عزت ہوں۔ان میں سب سے پہلے علامہ غروی، محترم علی موسوی، محترم جعفری، محترم ھادی، محترم سید محمد طہ اور محترم سعیدی شامل ہیں۔ان حضرات نے دین وشریعت کو تنہا طلاق نہیں دی بلکہ دین وشریعت کو انھوں نے اسی طرح متاع قلیل کے عوض فروخت کیا ہے جس طرح حضرت یوسف کو فروخت کیا گیا تھا۔انہوں نے دین وشریعت کو یہاں سے بے دخل کر کے کفر کو جاگزین کیا ہے۔انہوں نے الحادیوں اور اسماعیلیوں دونوں کو یہاں بسایا ہے۔

۲۔قد وقامت اور عزت رکھتے ہیں لیکن انھیں سیاست نہیں آتی یا سیاستدان انھیں گھاس نہیں ڈالتے۔انہوں نے منصب قضاوت کو اپنایا ہے۔اس میں علامہ غروی کے سیاست میں آنے کے بعد اس منصب کو محترم شیخ محمد صادق نجفی کو سونپا گیا۔

بلتستان میں یہ منصب عمامہ پوشوں کیلئے گیند بن گیا، ان کو اس منصب سے متعلق قرآن وسنت حضرت محمدؐ سے کچھ نہیں آتا تھا تاریخ اسلام کے گزشتہ قضات کے تاریخی فیصلوں سے ان کو آگاہی نہیں تھی اور نہ یہ حضرات دنیا کی کسی بھی عدالتی روئیداد کو پڑھتے تھے۔ ان کی شریعت میں وقت کے کھڑ پینچوں کے اشارے یا اپنی خواہشات یا سفارشات یا عداوت واختلافات کو بنیاد بنایا جاتا تھا۔

ان سے صادر فتاویٰ اور فیصلہ جات نے وارثین صنف اناث وارثین بے سہارا، بہروں اور گونگوں کی فریاد وفغاں نے گویا عرش بریں کو متزلزل کیا ہے بہت سی خواتین اور گونگوں سے ڈرا دھمکا کر اور جبر وتشدد سے ھبہ لیا گیا اور ان کی قضاوت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے روتے جوان ومرد وعورت کو ہنسایا اور خوشی میں سرشار دلہا ودلہن کو رلایا ہے۔ پہاڑ، نالے اور دشت وبیابان جو کسی کے قبضے میں نہیں ہوتے، ان پر قریب کے محلّہ والوں نے پورے کا پورا قبضہ کیا ہوا ہے اس کی ایک واضح مثال سکردو والوں نے دریائے سندھ اور شگر کے درمیان واقع علاقہ پر اپنا قبضہ جمایا ہے، میں نہیں کہتا ہوں یہ شگر والوں کا ہے، اسی طرح گھوری کے سادات نے اپنے گاؤں سے ملحقہ غیر آباد زمین پر قبضہ کرنے کیلئے لاکھوں کی رشوت کے ذریعے قبضہ کیا اس راہ میں خون خرابہ اور رشوت ستانی ہوئی ہے۔ اسی طرح نالے کے پانی کے بارے میں اہالی چھورکا پر کیا گزری ہے مناسب ہوگا کہ خلاف قرآن وسنت دیئے جانے والے فتووں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا جائے کہ یہ خلافِ قرآن وسنت ہیں۔

ان کے فیصلے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ نابالغ اولادوں کا باپ کی اجازت سے نکاح

۲۔ اولیاء کی اجازت سے نابالغ بچوں کا نکاح

۳۔ ایک حاکم کے فیصلے پر دوسرا مداخلت نہیں کرسکتا۔

۴۔ ہمارے فیصلوں کو قبول کرنے کا تحریری حلفیہ بیان دیں۔

یہاں کے علماء وقضات جعلی مدعیوں کے وارثین سے صلح کراتے ہیں۔ اصلی یا متعہ والی زوجات کو نفقہ، ارث اور حقوق زوجیت سے محروم کرتے ہیں۔ ان کے ایک فیصلہ کی روداد ملاحظہ کریں، سکردو کشو باغ میں میری دس مرلہ زمین تھی جس کو جناب شیخ صادق صاحب کے توسط سے خریدا تھا۔ اس کی چار دیواری اور دروازے کے

پیسے بھی ہم سے لئے گئے تھے لیکن قابض ہونیوالوں نے اس پر ۲۰ سال تک اپنا قبضہ جما کر رکھا اور ابھی تک ایک روپیہ بھی اجارہ نہیں دیا۔

بلتستان میں جب ہندو راج تھا اس وقت عورتوں کو ارث نہیں دیا جاتا تھا بلتستان کے نظام حکومت میں ابھی بھی ڈوگرہ راج ہی ہے، وہاں اُس وقت مرحوم سید عباس والد مرحوم محترم سید محمد طہٰ و آغا علی نے بزور طاقت ڈوگرہ حکومت کو منوا کر عورتوں کو ارث دیا تھا۔

منصب قضاوت کے لیے ہر اوٹ پٹانگ شخص دعویٰ نہیں کرتا تھا بلکہ اس کو ملتا تھا جو کچھ فقہی موازین جانتا ہو۔ مجھے بلتستان کے دیگر علاقوں کے قاضیوں کا معلوم نہیں، میں صرف چند قاضیوں کو جانتا ہوں جن میں سے ایک قاضی جناب محترم سید عنایت حسین ہیں جو قضاوت کرنے کیلئے پہلے لکھوا لیتے ہیں کہ ہم جو فیصلہ کریں گے اُسے قبول کرنا ہوگا۔ آپ اور غروی کی ضد میں ایک بے چاری عورت بغیر کسی طلاق و عدت دو شوہروں کے درمیان باری باری چلتی رہی پھر بھی اس قضاوت کو حکم اسلام کا نام دیا گیا۔ وہاں یہ منصب زیادہ جاہل اور نادانوں کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔ اس کا اندازہ قاضی جناب مولانا محمد صادق صاحب کی ایک قضاوت میں ملاحظہ فرمائیں، ہم نے اپنی ماں کے حق ارث کیلئے ان کے ہاں استغاثہ دائر کیا تھا کہ ہماری ماں کا حق ان کے سوتیلے بھائی عیسیٰ کی اولادوں کے قبضے میں ہے قاضی صاحب کے پاس یہ مدعی علیہ مسمی حاجی غلام رضا حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا ان کی ماں کا حق ہمارے پاس نہیں ہے ہمارے چچا کی اولاد کے پاس ہے تو آپ نے آفرین کہتے ہوئے ان کو بری کیا گویا یہ ایک بیان تھا جو انہوں نے سیکھا تھا اور اسی طرح سے پڑھا تھا۔ جب میرے وکیل نے ان سے کہا جو حق میرے موکل کی ماں کے حق زوجیت سے ملنا ہے انہیں ان کا حق دیا جائے تو انہوں نے کہا اس کو آپ کو ثابت کرنا پڑے گا کہ ان کا عقد دائمی تھا جبکہ یہ بات قواعد فقہ کے خلاف ہے کیونکہ تنازع ہونے کی صورت میں اصل عقد دائمی ہوتا ہے متعہ ثابت کرنا پڑتا ہے۔ محکمہ شرعی سکردو کی فائل صندوق کا تالا توڑ کر شیخ احمد فصیح نے ضائع کر دی اس کے بعد اس نے اپنا محکمہ قائم کیا۔ اب وہ اس عدالت کے خلاف سماعت کرنے لگے ہیں۔ یہ جھوٹی کہانیوں سے لوگوں کو رلانے والے ذاکر ہیں انکا فقہ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

انھوں نے پہلے عوام الناس کو باور کرایا کہ ہم شرعی عدالت قائم کریں گے، اس عدالت کو یہاں رواج

دینے کیلئے پہلے انہوں نے سرکاری عدالتوں کو طاغوت کہا، پھر ہر عبا و عمامہ پوش کو اپنے گھر میں شرعی عدالت کھولنے کی اجازت دی پھر انہوں نے ایک دوسرے کو تحفظ دیا کہ ایک عالم کا فیصلہ دینے کے بعد کوئی دوسرا عالم سماعت نہیں کرسکتا، گرچہ پہلے فیصلے سے کسی پر ظلم کا پہاڑ ہی کیوں نہ گرا ہو، ایسا نظام عدالت تاریخ بشری میں کسی نے نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ سرکاری سطح پر بالا عدالتوں میں نظر ثانی کی اپیل کی گنجائش ہوتی ہے۔

یہاں کے علماء ہر حوالے سے کھڑ پینچوں کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کے فیصلوں کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں، مدعیٰ علیہ کو بری کرتے ہیں، دوسرے کے فیصلے کے خلاف کاروائی کریں یا اپنی من مانی سے فیصلہ کریں اور اس کے بعد دوسرے اس میں نظر ثانی کرنے سے یا اپیل وسماعت کرنے سے گریز کریں تو وہ بڑے قاضی بن جاتے ہیں۔ اس طرح بعض ایگزیکٹ یا وفاق المدارس کی پانچ چھ ہزار والی ڈگری لے کر سیاست میں اتر آئے ہیں، غرض ان کو چنداں پڑھنے پڑھانے کی زحمت نہیں ہوئی۔

انہوں نے قرآن کریم کے ساتھ یہ اہانت وجسارت بھی کی ہے اور کہا قرآن میں ارث زوجیت کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن ہم یہاں نہیں دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے محلے کے شیخ ضامن علی نے بغیر کسی بیان وثبوت کے ہمارے حق کو روکے رکھا ہے ان کا جرم وجنایت تنہا یہ نہیں کہ انہوں نے نہ صرف ہمارا حق روکا بلکہ انہوں نے تمام صنف اناث کو ارث سے محروم رکھا ہے۔

نام نہاد قضات خودساختہ بلتستان سے سوال ہے:

علاقہ شگر چھور کا سگلدو میں خاندان وفر و پا جو کہ اس علاقے میں بڑا صاحب املاک زمین واشجار کے مالک ہیں نے میری اور میرے دو مفلوج الحال بھائیوں سید حسن اور سید حسین کو اپنی ماں کی ارث سے محروم رکھ کر ستر سال سے اس پر جابرانہ معاندانہ قبضہ جمائے ہوئے یہاں کے قضات خود ساختہ نے دور جاہلیت عرب اور جدید ڈوگرہ راج کے قانون پر عمل کر کے شریعت حضرت محمد سے منہ موڑ کر عورتوں کو ارث وحقوق سے محروم رکھا ہے نیز اپنے کو مذہبی دیکھانے کے لئے ایک ماتمسراء بنایا ہے نیز ان کو بھی جاتے ہیں فی زمانہ اس خاندان کا سربراہ حاجی غلام رضا فاسق بے دین ہے ان سے پھلنے والے نسلیں کیسے ہیں۔ روز محشر عدل الٰہی میں جب سوال ہوگا تو کیا جواب دیں گے۔

یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہاں دینداروں کا راج ہے، یہاں کے عوام علماء کا کہنا مانتے ہیں اس ایک مقولے سے کتنے لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے لہٰذا علماء بلتستان کی دینداری کے تاریخی صفحات پلٹانے کی ضرورت ہے ۱۹۵۸ء میں عراق میں عبدالکریم قاسم نے کمیونیزم کا اعلان کیا جس کے تحت دین اور دینداروں کا پیچھا کیا، عراقی عوام نے مزاحمت کی، علماء نے کمیونسٹوں کا ساتھ دینا اور ان کی پارٹی میں شامل ہونا حرام قرار دیا اس سلسلے میں محترم حکیم نے جرأت مندانہ فتویٰ جاری کیا۔

محترم حکیم کا فتویٰ تنہا عراق والوں کیلئے نہیں تھا بلکہ جہاں جہاں شیعہ تھے بیدار ہوئے، بلتستان کے علماء بھی روندو سے لے کر چپلو کھر منگ سکردو تک میں علماء نے دورے کئے لوگوں کو کمیونیزم اور سوشل ازم کے طوفان و سیلاب وطاعون کے خطرات سے ڈرایا جس میں علامہ شیخ غلام محمد، محترم سید علی موسوی، محترم سید محمد ہادی (گول) اور آقائے سید محمد طہ نے کمیونیزم اور سوشل ازم کے بارے میں لوگوں کو ڈرایا، مجتہدین کے فتاویٰ سنائے انہوں نے خود تحفظ بلتستان کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس دوران بھٹو نے پاکستان میں بھی نظام مارکس ازم کا اعلان کیا، پاکستان کے روشن خیال سیاستدانوں اور ریڈیو ٹیلی ویژن کے اداکاروں اور گلوکاروں نے اندر سے علمائے بلتستان کو سمجھایا کہ وہ سوشل ازم کو قبول کریں اور پیپلز پارٹی کی حمایت کا اعلان کریں چنانچہ الحادی کاروان کے اس بہتے ہوئے سیلاب میں بلتستان کے نامور بے دین صادق پرکوتہ، راجہ حامد کریس، راجہ شگر اور احمد علی شاہ آگے آئے، علامہ غروی نے تحفظ بلتستان کو تحلیل کر کے بلتستان پاکستان پی پی کے قیام کا اعلان کیا اور خود اس کے صدر ہو گئے، سوشل ازم کا ترجمہ مساوات کیا پھر اس مساوات کو اسلام میں شامل کیا باقی علماء ان کے اقدامات پر مہر لگانے والے وزیر قرار پائے، حاجی محمد حسین نے محترم طہ اور ہادی کو منوایا چنانچہ بلتستان میں سوشل ازم اور آغا نیزم کو قبول کروانے میں علماء کا کردار ہے انہوں نے ان علماء کی قیادت پر اعتماد و بھروسہ کیا یہ ان کا پہلے مرحلہ میں دین شناسی اور دیندار ہونے کا ترجمہ ہے انھوں نے تنہا پی پی کے قیام پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ مساجد و ماتمسراء میں بھٹو کے حق میں دعائیں کی گئیں چونکہ بھٹو کے نام کے ساتھ علی کا نام آتا ہے گویا یہ معاویہ کی غلطی تھی کہ وہ یزید کی جگہ اس کا نام علی رکھتا تو جھگڑا خود بخود ختم ہو جاتا، اس لیے اسے بھٹو کے شیعہ ہونے کی نشانی قرار دیا گیا جس طرح آج یا علی مدد کہنا شیعہ ہونے کی نشانی سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اسماعیلی جب یا علی مدد کہتے ہیں تو یا علی سے ان کی مراد آغا

خان ہوتا ہے۔

جب ضیاء الحق نے بلتستان کے داڑھی والے نمازی سیاستدانوں اور اقتدار کے بھوکے علماء کے رجحانات کو دیکھا تو انہوں نے علامہ غروی سے کہا سنا ہے آپ اتنے عرصے سے بلتستان میں قضاوت فرما رہے ہیں لہٰذا انکی ذہانت اور ترجیحات کے سامنے کرسی قضاوت کو پیش کیا جسے آپ نے کھلے دل سے قبول فرمایا یہاں ان کے لئے حاکم جور کی پیشکش قطعاً مسئلہ نہیں بنی۔ پھر آپ نے شریعت چھوڑ کر پی پی پی اور اسماعیلیوں کے یہاں قدم جمانے کا بیڑا اٹھایا۔ صدر ضیاء الحق کے ساتھ غداری اور خیانت کرنے کے لئے پی پی گلگت کے صدر قربان علی اور فاضل موسوی شیخ علی مدد راتوں رات بلتستان آئے اور علامہ غروی کو منوایا کہ ضیاء الحق کے ریفرنڈم کے خلاف بغاوت کرنی ہے آپ نے اسے قبول کیا یہاں سے ضیاالحق کے حامی اور شیعوں کے درمیان کشیدگی شروع ہوگئی۔

تقلید مطلق:

علماء و دانشوران بلتستان کی ایک ضرب مہلک بلکہ ضرب عضب بر پیکر اہل فکر و دانش تقلید ہے۔ تقلید اپنی ہمہ گیری و ہمہ جہتی اور وسعت و مسافت میں سمندر سے گہری اور کوہ ہمالیہ سے بھی بلند مبانی اصلی اسلام سے اجنبی تنکے برابر دلیل و برھان سے خالی و عاری بلکہ دلیل قاطع و عقلی اور آیات ساطع قرآنی سے متعارض و متصادم ہے یہ کسی بھی جگہ جائز نہیں سوائے نظام عسکری کے جہاں اطاعت سمعاً وطوعاً ہی ہوتی ہے۔ اگر آیات محکمات و بینات پیش کریں تو کہتے ہیں ہم اہل تقلید ہیں اس تقلید استبدادی نے ان کی فکر و نظر و سماعت سب کو اس آیت کا مصداق بنایا ہے۔

''اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر گویا مہر لگا دی ہے کہ نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور آنکھوں پر بھی پردے پڑ گئے ہیں ان کے واسطے آخرت میں عذابِ عظیم ہے'' (بقرہ ۷)

اس تقلید نے ہی اس زرخیز علاقے اور مدعیان روشن خیال کو ترقی و تمدن میں قرون وسطیٰ اور بوسیدہ ہڈیوں کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اگر ان کے جنایات آثار باقیات کی حیثیت سے جمع کریں تو خانہ تاریخ انبار خانہ جنایات بن جائے گا۔ جس قوم کو قائدین تقلیدی نصیب ہوں، جو قوم کو گلہ گوسفند مانند سمجھتے ہوں اور رونے پیٹنے کو بہترین عبادت سمجھتے ہیں، انہیں جھوٹے مصائب سنا کر رلاتے ہوں، جو سیاسی اجتماع میں اپنی وصیت دھراتے

ہوں کہ پی پی کے جھنڈے سے میرا کفن بنانا میری قبر پر پی پی کا پرچم لگانا، جو کہتے ہوں میں نے کوئی گناہ کیئے بغیر نہیں چھوڑا جب اس جیسے شخص کو علاقے کی تقدیر سے کھیلنے کا وکیل بنائیں تو اس قوم کا کیا حشر ہوگا۔ جن کے ذاکرین کا حال یہ ہو کہ جہنم کے راستے کے داعی ہوں یہ قوم کسی اور کی بات سننے کیلئے کہاں آمادہ ہوسکتی ہے۔ اس کے باوجود صانع خرافات کا کہنا ہے ہمیں رونے پیٹنے اور تقلید سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

جب ہم کہتے ہیں تقلید ایک فعل مذموم اور عمل قبیح ہے تو اس سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ جاہل اور ان پڑھ عوام کے لئے بھی خاتم النبیین ﷺ کے مسائل غسل و وضو و تیمّم جاننے اور نماز اور روزہ کے طریقہ سے آگاہی کے لیے تحقیق ضروری ہے کیونکہ یہ عصر ذھبی اسلام یعنی دور خاتم النبینؐ اور آپؐ کے بعد خلفاء راشدین میں بھی نہیں ہوا، اور نہ آئندہ ہوگا اور نہ دنیا میں کسی بھی قوم وملت میں ایسا ہوتا ہے حتیٰ اختراعات واکتشافات کے مراکز میں بھی نہیں ہوا ہوگا بلکہ ہماری مراد اس کے مذموم ہونے کے بارے میں دو نکات ہیں ایک خود کلمہ تقلید ہے یعنی حیوانات کی گردن میں لٹکانے والی رسی کو کہتے ہیں۔ یہ مزاج وثقافت قرآن وسنت وسیرت نبی کریمؐ کے خلاف ہے یہ کلمہ گروہ خائنین اسلام اطباء کے منہ پر باندھنے والے ماسک کی مانند ہے جو اسلام میں مداخلت کرنے کیلئے چور دروازے کا کام دیتا ہے آنکھ بند کر کے اپنے قائد کی اطاعت کرنا صرف میدان جنگ میں ہنگامی حالات میں ہی ہوا ہے چنانچہ امیر المومنین نے فرمایا ہے میں تم سے کوئی چیز چھپا کے نہیں رکھتا ہوں قرآن کریم نے کثیر آیات میں نفی اکراہ کی منطق کو مدلل کرنے کیلئے فرمایا:

”دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے ۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور واضح ہو چکی ہے ۔ اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے جس کے ٹوٹنے کا امکان نہیں ہے اور اللہ سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے“ ﴿بقرہ ۲۵۶﴾

قرآن نے نہ جاننے والوں کیلئے باب سوال کھولا ہے جیسا کہ انبیاء میں آیا ہے قرآن سوال کرنے کے بعد جواب سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دوبارہ سوال کرنے کا حق چھیننے کے خلاف ہے۔

تقلید کے مذموم ہونے کا دوسرا زاویہ یہ ہے کہ اچھے بھلے پڑھے لکھے عالم ودانشور نما افراد اور اپنے علم وایمان پر فخر کرنے والے کہتے ہیں ہم تقلیدی ہیں۔ تین سال پہلے منیٰ میں مجھے پاراچنار والوں کے خیمہ میں جگہ ملی

جہاں بڑے بڑے کالج و یونیورسٹی کے اساتید بیٹھے ہوئے تھے گیارہ کی صبح جب میں خیمے میں آیا تو دیکھا سب احرام میں ہیں، میں نے عرض کیا آپ نے ابھی تک احرام نہیں اتارا؟ کہنے لگے ہم آقائے خامنہ ای کے مقلدین کے لیے قربانی سے پہلے احرام اتارنے کی اجازت نہیں ہم کل قربانی نہیں کرسکتے ہیں۔ میں نے کہا یہ بات غلط ہے تو وہ کہنے لگے کیا کریں ہم ان کی تقلید میں ہیں۔اس پر ہم نے کہا آپ حیوان ہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بتائیں تقلید اور حیوان میں کیا فرق ہے جو بغیر سوچ سمجھے ہر آواز کے پیچھے بھاگتے ہیں اور سیاہ وسفید کی تمیز نہیں کرتے۔ مرحوم آیت اللہ سید محمد باقر الصدر نے فرمایا جب تک ملت اس طبقہ کو ختم نہیں کرے گی یہ ملت تند وتیز طوفان کی زد میں رہے گی اور کسی بھی موقع پر صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی، تقلیدی ہوتے ہوئے کوئی ملت ترقی نہیں کرسکتی ہے حالانکہ دس بارہ سال کسی بھی شعبے میں علم حاصل کرنے والوں کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی مسئلہ کو دلائل اور تحلیل کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ صفت مشرکین ہے کہ وہ مالوف ومانوس سے ہٹ کر سمجھنا نہیں چاہتے۔ کثیر آیات میں ان کے اس فعل کی مذمت آئی ہے۔چنانچہ انہوں نے تقلید کرنے والے انسان مقلد کو گونگوں جیسا بنایا کہ جہاں ان کے مجتہدین نے اصول دین ومسلمات دین میں تقلید کی نفی کی ہے، مقامی علماء وہاں بھی تقلید چلاتے ہیں۔

علماء بلتستان کی سیاست مداری:

گذشتہ زمان سے علماء اعلام میں یہ بحث چلی آرہی ہے کہ آیا سیاست عین دین ہے یا عارض بہ دین ہے یا یہ دین کے ذیل میں آتی ہے یا خلاف دین ہے۔ بلتستان میں اکثر وبیشتر علماء کا عقیدہ ہے دین عین سیاست ہے سیاست ہماری عبادت ہے۔

یہ جملہ ۱۹۲۰ میلادی میں فقہاء عراق نے انگریز کے خلاف اعلان جہاد کے بعد روشن خیال مجتہدین اور مستغربین نے فقہاء وعلماء کو میدان سیاست سے ہٹانے کیلئے بطور نصیحت سیاست کو علماء کے لئے شجر ممنوعہ قرار دیا تھا۔ گویا معاشرے میں بڑھتے ہوئے فسق وفجور اور بے راہ روی کو روکنے کیلئے علماء کو سیاست میں نہیں جانا چاہیے، سیاست ان کے لیے لئے شجر ممنوعہ ہے۔اس وقت کے علماء نے ان کے جواب میں یہ جملہ فرمایا تھا جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ مرحوم شیخ محمد حسین کاشف الغطاء کے کلمات میں سے ہے، ان کے بعد یہ کلمہ گردش کرتا ہوا

امام خمینی تک پہنچا جہاں آپ نے سیاست کو جزو دین قرار دے کر ایک سیاسی حکومت قائم کی۔

امثال شیخ محمد کاشف الغطاء، شیخ عبدالکریم زنجانی، آغا کاشانی اور امام خمینی نے کہا ہماری سیاست ہمارا دین ہے اور دین ہماری سیاست ہے۔ بڑھتے ہوئے فساد کو روکنا ہی ہمارا دین ہے جو ہمیں ملک میں نظم و نسق میں مداخلت کا حکم دیتا ہے۔ یہ بات ہمارے وہ علماء کہتے ہیں جو دین داری میں اعلیٰ پائے پر فائز تھے۔ لیکن بدقسمتی سے ایران میں انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد ہمارے ہاں عمامہ پوشوں اور عبا پوشوں نے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ سیاست ہمارا دین ہے، سیاست ہماری عبادت ہے۔ کاش وہ سیاست کے ساتھ دین کو بھی چلاتے تو غنیمت ہوتا لیکن انہوں نے سیاست کو آگے لا کر دین کو آج کل کے محاورے کے تحت بطور ٹشو پیپر استعمال کیا ہے۔

امام خمینی کے بعد یہ کلمہ بازار نیلام میں بکنے لگا اسے حوزات و مدارس کے بھگوڑوں نے بھی استعمال کیا ہے، ایک نام نہاد عالم دین نے کہا کہ ہم نے امام خمینی کی سیاست کی پیروی کرتے ہوئے بے نظیر کی تائید کی ہے بعض نے کہا ہم آیت اللہ فضل اللہ کے وکیل ہیں اور ان کے حکم کے مطابق ایم کیو ایم نظام اتاترک کے داعی کا ساتھ دیتے ہیں محترم ساجد نقوی نے تو بلتستان گلگت کی پہلی قانون ساز اسمبلی کے ممبران کے لئے چار دفعہ ولایت فقیہ استعمال کیا تھا محترم راجہ ناصر کو عمران خان کا ساتھ دینے کیلئے کس ولی فقیہ نے حکم دیا ہے، مجھے معلوم نہیں گویا ان کے تصرفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے آپ کو اللہ نے موسیٰ کے بعد وقت کے فرعونوں سے اتحاد و یکجہتی کے لئے نبی بنا کر مبعوث کیا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ فرعون سے اتحاد و یکجہتی کے لیے نہیں بلکہ تبلیغ کے لیے گئے تھے لہٰذا آپ کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں، یہاں تک کہ مدارس کے بھگوڑوں نے کہا ہے کہ اگر ولی فقیہ حکم دیں کہ آپ اپنا ووٹ اس پتھر یا نمرود و فرعون کو دیں تو آپ کو دینا پڑے گا۔

قرآن اور سنت میں کلمہ سیاست استعمال نہیں ہوا بلکہ اسکی جگہ کلمہ مدبر یا مدیر آیا ہے۔ انسانوں کو اعلیٰ و ارفع مقاصد کیلئے گامزن کرنے کیلئے کلمہ تدبر و تفکر آئے ہیں۔ کلمہ سیاست اس صیغے میں پولیٹیکل کا ہم معنی ہے۔ کلمہ پولیٹیکل بغیر کسی بندش و ضابطے کے رعایا کو چلانے کیلئے استعمال ہوا ہے۔ رائج سیاست کی عملی صورت کی برگشت معاویہ کی طرف جاتی ہے جو کسی اصول و موازین کا پابند نہیں تھا۔ لہٰذا حضرت علی فرماتے ہیں۔

''اللہ کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ہے لیکن کیا کروں کہ وہ مکر و فریب اور فسق و فجور بھی کر لیتا ہے اگر یہ چیز

مجھے ناپسند نہ ہوتی تو مجھ سے زیادہ ہوشیار کوئی نہ ہوتا لیکن میرا نظریہ یہ ہے کہ ہر مکروفریب گناہ ہے اور ہر گناہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہے ہر غدر کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایک جھنڈا دے دیا جائے گا جس سے اسے عرصہ محشر میں پہچان لیا جائے گا۔ اللہ کی قسم مجھے نہ ان مکاریوں سے غفلت میں ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ان سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔'' (خطبہ نمبر ۲۰۰)

معاویہ غدر و فجر کرتا ہے، اگر اس راہ میں تقویٰ مانع نہ ہوتا تو میں بھی اس جیسا کر سکتا ہوں۔ اللہ کی راہ میں یہ چیز مانع ہے۔ غرض یہ طریقہ سیاست، تدبیر بے قید و بے سند چلتے چلتے میکاوَلی تک پہنچا ہے۔ جس نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے ہر قسم کے جرم و جنایت کو بے حرج قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ڈاکٹر حسن خان صاحب کا کہنا ہے حصول مقاصد عزاداری کی خاطر ارتکاب محرمات کوئی گناہ نہیں اس طرح ان کے لیے اعظم خان کے ممبر بننے کیلئے احزاب الحاد و دہشت گرد میں شامل ہونے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اعظم خان کے اعلیٰ مقاصد میں ان کا اقتدار تک رسائی ہے یہاں سے ہمارے ملک میں بے نظیر، زرداری اور چوہدری شجاحت وغیرہ نے تکرار سے کہا ہے کہ سیاست میں کوئی اصول نہیں ہوتا اور کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے علماء نے کہا کہ علماء کو سیاست میں دخل نہیں دینا چاہیے۔

جبکہ راجہ ناصر کے نزدیک سیاست عین دین ہے جس کے تحت مسلمانوں کے لیے تمام کفریات و محرمات اور الحادیوں سے دوستی جائز ہو جاتی ہے تمام علماء نے بغیر کسی استثناء کے اس سیاست میں قدم رکھا ہے گرچہ یہ اعزاز بعض عمائدین علماء کو حاصل ہے لیکن اسکا اصلی سہرا مرحوم قائد ملت بلتستان علامہ غلام محمد غروی اور انکے جانشین غیر متنازعہ علامہ جعفری کو حاصل ہے۔ آپ دونوں نے یہاں کی ملت کے لئے گرانقدر تحفے چھوڑے ہیں۔ دونوں نے پی پی اور آغا خانیوں کو اپنی عباء کی چھتری میں بسایا، اب انہوں نے اپنے شکم سے بہت سے آغا خانیوں کو جنم دیا ہے۔ اب تو وہاں سادات خمس خور سب آغا خانی بن گئے۔ فضائل سادات کے مخترع شاہ اسماعیل صفوی ہیں انہوں نے یہ اختراع اسلام کے متبادل کے طور پر پیش کی ہے لہٰذا سادات اکثر و بیشتر بے دین ہوتے ہیں چنانچہ آپ اسد زیدی اور سید حیدر شاہ قوم پرست وغیرہ کو دیکھ لیں۔

بقول غروی سوشلزم کا معنی اردو میں مساوات ہے۔ مساوات انکے مذہب کا جزو ہے انکے نزدیک اس

کے قرآن اور سنت میں نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا، ان کے نزدیک بھٹو، بے نظیر، زرداری، بلاول، بختاور شیریں رحمٰن، شہلا رضا، فوزیہ، غرض بے حجاب خواتین، دین اسلام کا مذاق اڑانے والے اور عام مسلمانوں کو ستانے والے نعوذ باللہ موالیان ومحبان اہل بیت ہیں ان کے اہل بیت کو ایسے ہی افراد چاہئیں۔ معاشرے میں ان سے جو نفرت و بیزاری پائی جاتی ہے وہ ان کے ناقابل بخشش جرائم کا نتیجہ ہے۔

سیاست میں علماء بلتستان پاکستان کے دوسرے علاقوں کے علماء سے تھوڑا اختلاف نظر رکھتے ہیں۔ دیگر علاقوں کے علماء کا کہنا ہے ہم زرداری وگیلانی کا ساتھ دیکر نظام مصطفیٰ نافذ کریں گے چنانچہ نظام مصطفیٰ والے بہت سے علماء اعلام آج پی پی اور پی ٹی آئی میں ہیں یا عوامی تحریک کے انقلاب مجہول المصداق کے ساتھ ہیں کیا یہ جس انقلاب کی بات کرتے ہیں وہ انقلاب فرانس یا انقلاب روس جیسا انقلاب ہوگا یا وہ کبھی نہ آنے والا انقلاب مہدی ہے جبکہ علماء بلتستان کا خیال ہے ہمیں نظام اسلام یا نظام مصطفیٰ کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ہمیں ان بدبخت داڑھی والوں کا نظام نہیں چاہیے۔ علماء بلتستان کا اپنے پڑوسی ملک افغانستان کے علماء سے موازنہ کریں تو یہ ان سے بھی مختلف نظر آتے ہیں افغانستان کے علماء نے سوویت یونین جیسی طاقتور کمیونسٹ حکومت کو افغان کی سرزمین چھوڑنے پر مجبور کیا' امریکا جیسی بڑی طاقت کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا، وہاں کی این جی اوز کی سند یافتہ بھی حجاب لینے پر مجبور ہوئیں جبکہ علماء بلتستان نے سوشلزم اور کمیونزم کو اپنے علاقے میں دعوت دی ہے چنانچہ علامہ غروی کے وارثین کو یہ افتخار حاصل ہے کہ ہم نے یہاں پی پی کو بلایا ہے' ہمارے والد محترم نے پی پی اور آغاخانیوں کی جڑوں کو عوام میں گاڑا ہے اب کسی استاد کی مجال نہیں ہے کہ وہ درس میں یاعلی مدد کے خلاف بولیں۔ علماء بلتستان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے کفر وشرک والحاد کو یہاں اپنا منشور پھیلانے کی اجازت دیتے ہیں صرف ان لوگوں کو اجازت نہیں جن کے حلیہ یا زبان سے اسلام کی بو آتی ہو۔

یہ مقولہ کہ آیا علماء کے لئے سیاست شجر ممنوعہ ہے یا سیاست عین دین ہے، اس کا فیصلہ کون کرے گا، روشن خیالوں کا کہنا ہے سیاست ایک گندی چیز ہے یہاں جھوٹ، غدر، بے وفائی اور لوٹا کریسی کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی لوٹ مار پر آنکھیں بند کرنا پڑتی ہیں، یہ نیک ومتقی اور طیبین کے لئے مناسب نہیں، یہ خبیث چیز ہے، اسے خبیثوں کے لئے رہنے دیں۔ اگر یہ منطق درست ہے اور حقیقت میں ایسا ہی ہے تو علماء کو اس سیاست سے نزدیک

تو دور کی بات ہے کوسوں دور ہو جانا چاہیے۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان سیاست دانوں میں سے بعض لوگ لفافہ لے کر خاضعانہ انداز میں علماء کے گھروں کا طواف کرتے ہیں ان سے تائید لیتے ہیں پھر کہتے ہیں علماء کو چاہیے میدان میں آجائیں، لوگوں کو کہیں اپنا ووٹ استعمال کریں آج کے دن گھروں میں بیٹھنا حرام ہے، یہ ایک امانت ہے گویا یہ سیاست دان آپ علماء کی طرف سے مسئلہ گو ہیں عوام سے یہ کہتے ہیں کہ آپ ہم جیسے فاسقین وفاجرین کو ووٹ دے کر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں اگر سیاست عین دین ہے تو بتائیں دین کیا ہے دین تو اللہ کی حاکمیت، رسولؐ کی حاکمیت اور احیاء ونفاذ قرآن وسنت ہے۔

آصف علی زرداری نے بار ہا کہا سیاست ہماری عبادت ہے معلوم ہوتا ہے زرداری نماز روزے کے بدلے سیاست پڑھتے ہیں، اس لئے وہ ہر جگہ سیاست کو عبادت سمجھتے ہیں گویا زرداری دس بیس سے ۵۰ فیصد تک کمیشن بھی عبادت سمجھ کر لیتے تھے چنانچہ بلتستان میں ہمارے علماء امثال شیخ غلام محمد غروی، شیخ جعفری، محمد علی شاہ رضوی اور سید عباس رضوی نے بھی سیاست کو زرداری کی سیاست کی مانند سمجھا ہے۔ انہوں نے بلتستان میں دین و دیانت کو بے دخل کر کے اسکی جگہ کفر وشرک کو جاگزین کیا ہے چنانچہ الحاد دوستی نبھانے والے راجہ ناصر کے نمائندہ، جناب سید علی رضوی مسلمانوں سے نفرت کرنے اور انکے محلوں اور گھروں میں انہیں خوفزدہ کرنے کے لیے لبیک یا حسین کہتے ہوئے ہلہ بولنے کو بھی سیاست سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں الناس علی دین ملوکھم کے تحت اکثر انہی کی سیاست پر چلتے ہیں، بلتستان میں ہر گوشہ و کنار اور ہر ضلع میں عمامہ پوش یہ جملہ کہتے ہیں۔ یہاں کے علماء نے ہر الحادی پارٹی کا اتحادی بن کر اپنے آپ کو اچھے لوٹے ہونا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ آغا رضوی اور محمد علی شاہ پی پی اور پرویز وشجاعت سب کیلئے لوٹا بنے تھے۔

ان کے تعاون سے یہاں کے عوام کو درج ذیل سہولتیں نصیب ہوئی ہیں۔

۱۔ قوم لوط علیہ سلام جس گناہ کی وجہ سے عذاب کا شکار ہوئی آج اس گناہ کبیرہ کی بلتستان میں فراوانی ہے۔

۲۔ شراب کا تو کہیں بھی نام نہیں لے سکتے تھے لیکن اب آسانی سے مل جاتی ہے۔

۳۔ چرس وافیون کی فراوانی گندم اور چینی وغیرہ سے زیادہ ہے۔

۴۔ دنیا بھر کی فلموں اور گانوں کی سی ڈیز عام دستیاب ہیں۔

۵۔ شاید آئندہ دہشت گردی کی باری ہو کیونکہ اصل دہشت گردی فرقوں کی نہیں بلکہ احزاب کی ہوتی ہے جہاں احزاب کو آزادی ہوگی وہیں فرقوں کو لڑاتے ہیں۔

۶۔ اب وہاں بہ طفیل تحریک انصاف سرعام گانے بجانے اور اداکاروں کی بھی فراوانی ہوگی۔ انکے حامیوں کی نظر میں شاید یہ بھی انکی خدمات جلیلہ میں سے ہوگا'اس وقت جو خبریں اخباروں میں آرہی ہیں حکومت پاکستان نے این جی اوز کو محدود کرنے کا عزم کرلیا ہے اگر یہ عزم اپنی جگہ صداقت رکھتا ہو تو۔

۷۔ این جی اوز کے بغیر علماء کی گذر اوقات مشکل ہوگی۔

ان چیزوں کی فراوانی نے بہت سی چیزوں کو مہنگا بلکہ ناپید بنایا ہے۔

۱۔ لڑکیوں کیلئے جائز شوہر اور ازدواجی زندگی کا حصول مشکل بنادیا گیا ہے۔

۲۔ حیا، عفت اور ایمان کا بحران پیدا کیا ہے۔

علماء بلتستان کی سیاسی خدمات:

انہوں نے پہلے مرحلہ میں دین کو عین سیاست کہا بعد میں سیاست کو اصول وموازین شریعت سے آزاد کر کے الحادی پٹڑی پر سوار کیا ہے اس کا سہرا بلتستان کے نامور عالم دین علامہ غروی کو جاتا ہے۔علامہ شیخ غلام محمد غروی نے الحاد و سوشلزم کے پرچم کو ارض بلتستان میں خود گاڑا ہے، انہوں نے سوشلزم کی تفسیر مساوات سے کی اور مساوات کو اسلام میں ثابت کیا ہے جو کہ اسلام میں الحادیزم کا اعتراف ہے۔کلمہ مساوات کا معنی برابر ہے دین اسلام کے قانون میں سب برابر ہیں باقی امورات برابری مذہب مانویہ مجوس کا ہے جسے کارل مارکس نے اپنا فلسفہ کمیونزم بنایا ہے اسلام اس مساوات کے خلاف ہے چنانچہ مرحوم باقر الصدر نے اقتصادیات میں اس کو رد کیا ہے ، چونکہ یہ عملی طور پر ناممکن تھا تو ایک قدم پیچھے ہٹ کر سوشلزم یعنی اشتراکیت کا نعرہ لگایا جس کی غروی صاحب نے تفسیر کرتے ہوئے مساوات کو اسلام میں ثابت قرار دیا ان کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کے جانشین نے اس کی جڑوں کو پائیدار بنایا ہے۔

جناب آغا سید علی موسوی مرحوم نے پاک فاؤنڈیشن منعقدہ منصوریہ میں اپنے خطاب میں فرمایا آغا خا

ان سے قطع تعلق ہونے کیلئے ہمارے پاس کثیر دولت ہونی چاہیے جو ہم عوام الناس کو دیں۔ان دونوں اور باقی علماء نے سنیوں سے بچنے کیلئے شریعت اسلام کے مسلمات سے انحراف کر کے منکر شریعت بلکہ شریعت کا استہزا کرنے والے کی چھاؤنی میں پناہ لینے کو واجب قرار دیا ہے'اس وقت متعدد علماء نے اس فعل قبیح کو واجب قرار دیا ہے یہ ان کی دینی خدمات ہیں۔

جب ضامن اور طہٰ دونوں عبا و قبا میں ملبوس ہو کر علاقے میں آئے تو چونکہ انہوں نے دین تو پڑھا ہی نہیں تھا لہٰذا انہوں نے دین کو سیاست کہہ کر سیاست شروع کی' چونکہ حسب تحقیق سیاست پڑھنے کی نہیں ہوتی کرنی ہوتی ہے وہ بھی حسب تحقیق چودھری صاحب اصولوں کو پامال کرنا پڑتا ہے چنانچہ ایک سال انجمن امامیہ نے ظاہری طور پر غیر جانب داری کا اعلان کیا تو انہوں نے کہا یہ تو ظاہری تھا باطن میں ہم نے پی پی کے نمائندہ عمران کو کامیاب بنانا ہے۔

چنانچہ انہوں نے عمران ندیم کا ساتھ دیا، انہیں اقتدار میں لانے کو دین سمجھا جبکہ عمران ندیم اور راجہ دونوں آغا خانیوں کے داعی ہیں، ان کیلئے کام کرتے ہیں، انکے حامی ہیں۔ایک کو دین سے باہر تو دوسرے کا ساتھ دینے کو عین دین سمجھا۔رفتہ رفتہ اسی ڈگر پر انہوں نے وحدت المسلمین کا ساتھ دیا ہے اور باور کرایا کہ مستقبل میں ہم نے وحدت کا ساتھ دینا ہے گر چہ ظاہری طور پر ووٹ ایک عبا پوش کو جا رہے تھے لیکن زرداری اور نواز کی بجائے تحریک انصاف کی حمایت اس لیے کی کیونکہ انھوں نے ان کو کفریات میں دوسروں سے بے باک دیکھا ہے چنانچہ اس سال علی آباد کے جلسے میں علامہ مختار ثقفی نے زرداری اور نواز پر تنقید کی اور عمران کا دفاع کیا کیونکہ وہ انکے اتحادی تھے۔ملک میں غصب، ترک صوم وصلوٰۃ، رمضان میں کھلے عام کھانا پینا اور چرس وافیون سے چشم پوشی ہی انکی سیاست ہے، اسی طرح آغا خانیوں اور پی پی کی حمایت ہی انکی سیاست مداری ہے۔بڑھتے ہوئے الحاد و بے دینی سے ان علماء کے بال تک نہیں ہلتے انہیں کسی قسم کا احساس نہیں ہوتا اور وہ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے چنانچہ بلتستان سے آنے والے دیندار حضرات کا کہنا ہے کہ وہاں بے دینی اپنی انتہا کو چھو رہی ہے جس کی کوئی حد نہیں، لڑکیاں آوارہ ہو گئی ہیں، پسند کی شادی انکا معمول بن گیا ہے بے دینی کے مظاہرہ پر علماء کسی قسم کا اظہار مذمت و ناراضگی کرنے کو تیار نہیں۔آخر علماء کیوں بے حس ہو گئے ہیں، اس بے حسی کی وجہ تلاش کرنے کیلئے ایک مثال پیش

کرتے ہیں۔کسی ان پڑھ دیہاتی شخص کا ایک جوان لڑکا مر گیا۔ اسکے دوست احباب اسکی تسلی وتعزیت کیلئے تشریف لائے ۔ کہنے لگے آپ کا جوان لڑکا فوت ہوگیا' بہت افسوس ہوا اللہ آپکو صبر جمیل عنایت فرمائے ،مشیتِ الٰہی یہی تھی ۔لڑکے کے باپ نے کہا آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن اس سے میرا ایمان تازہ ہو گیا ہے۔ اس پر حاضرین نے استفسار کیا آپ کا ایمان کیسے تازہ ہوگیا ہے۔ وہ کہنے لگا آپ جانتے ہیں اللہ لم یلد ولم یولد ہے اسکا کوئی بیٹا نہیں۔ جب اس کا بیٹا ہی نہیں اسکو میرے جوان بیٹے کے مرنے پر کیا دکھ ہوگا ،جس کا جوان بیٹا مرا ہے وہ ہی اس غم کو جان سکتا ہے۔گرچہ اس آدمی کی یہ باتیں سراسر جہالت ،دین سے لاعلمی اور بے وقوفی پر مبنی ہیں کیونکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے کون انسان خوش ہے اور کون غمگین ہے لیکن اس مثال سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جن علماء نے دین پڑھا ہے نہ وہ اس پر کاربند رہے ہیں وہ اسے کیسے درک کر سکتے ہیں، اس دین سے انہیں کوئی سروکار ہی نہیں اس کے لیے ایک مثال سے مدد لیتے ہیں میر مرتضیٰ بھٹو کی مجلس میں کسی نے کسی اور سے پوچھا کہ بے نظیر کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی ہے وہ کیا پڑھتی ہیں کسی نے کہا وہ آیت الکرسی پڑھتی ہیں تو میر مرتضیٰ نے کہا وہ تو صرف کرسی کرسی پڑھتی ہے،اس طرح علماء کا مقصد اچھا کھانا پینا ہے اپنی رہن سہن وغیرہ کو اچھا کرنا ہے ان کی سوچ اس دیہاتی جیسی ہے جس طرح ایک مزدور جو اپنا کام نہیں کر سکا تو مالک نے اس سے پوچھا آپ نے آج کام کیوں نہیں کیا تو وہ کہنے لگا میں اس پر شرمندہ ہوں۔لیکن ان علماء سے کہیں آپ کے عقائد بے بنیاد ہیں تمہارے اعمال فاسد ہیں آپ لوگ دین وشریعت سے کھیلتے ہو غیرت نہیں آتی تو یہ خاموش رہتے ہیں گویا یہ اپنے اعمال فاسد پر اور دین و شریعت سے کھیلنے پر بھی شرمندہ نہیں ہوتے ان وجوہات کی بنا پر لوگوں کا رجحان بے دینی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے وہ آغا جعفری، محمد علی شاہ اور غلام سلیم کو اچھے لباس اور رہن سہن میں دیکھتے ہیں تو رشک کرنے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں ایران میں ایک جگہ موٹر سائیکل کے ٹوکن دے رہے تھے تو ایک شخص دوڑ کر صف میں شامل ہوگیا آخر میں ان کی باری آئی تو انہیں کہا گیا کہ یہ پاسداروں کیلئے ہیں کیا آپ کے پاس پاسداروں کا کارڈ ہے، کہا نہیں تو واپس جاتے وقت کسی جگہ ایک اشتہار پر نظر پڑی، اس پر لکھا تھا کاش میں بھی پاسدار ہوتا تو وہ کہنے لگے اس کو بھی کارڈ چاہیے۔

جناب مولانا وصی حیدر صاحب جو ایک موٹر سائیکل پر آتے جاتے تھے کہنے لگے، یار میں نے گاڑی لینی ہے، راستے میں کوئی دوست احباب ملیں تو موٹر سائیکل روک کر ملنا پڑتا ہے۔ گاڑی روک کر کسی سے ملنے کا اپنا مزہ

ہے۔اسی طرح سکردو کا ایک جوان مدرسہ مرکز اسلامی کراچی سے ایک دن ہمیں ملنے آیا، بات چیت کے دوران ہم نے ان سے سوال کیا، آپ نے اس لین کا انتخاب کیوں کیا ہے۔کیا یہ والدین یا دوست احباب کا مشورہ تھا یا آپکی اپنی خواہش تھی۔وہ کہنے لگا مجھ سے ایک دن میرے والد نے سوال کیا بیٹا آپ سائنس کو کیوں پسند کرتے ہیں تو میں نے کہا اس سے روزگار اچھا ملتا ہے، عزت ملتی ہے۔اس پر اس کے والد نے کہا آپ جانتے ہیں ہمارے ہاں اگر عزت ہے تو وہ شیخ جعفری کی ہے بریگیڈیران سے ملتے ہیں، اے سی، ڈپٹی کمشنران کے پاس آتے ہیں۔ یہاں سے اسے اپنے والد کی بات اچھی لگی اور اسے یہ لین پسند آ گئی۔ایک دن ہم بلتستان پہنچے تو ڈاکٹر حسن خان سے ملاقات ہوئی۔وہ کہنے لگے ہم نے اپنے ایک بیٹے کو دینی لین پر لگانا ہے۔اس پر ہم نے کہا کیا اس دفعہ ووٹ کم ملے ہیں۔وہ کہنے لگے نہیں آپ لوگوں کی دین و دنیا دونوں اچھی ہوتی ہیں۔اس وقت علماء کا مقصد عیش ونوش اور لفافے ہیں۔یہ چیز انہیں اس وقت تک میسر نہیں ہوسکتی جب تک وہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی و انحراف اور بے دینی سے چشم پوشی نہ کریں اور دین سے متعلق اپنے جاری کام کو نہ روکیں چنانچہ شبیر خانی نے ہمارے بیٹے محمد باقر اور محمد سعید دونوں کو قاموس قرآن اور قرآن سے متعلق تصانیف سے روکا تھا۔

علماء بلتستان کا اصرار و تکرار ہے ہم خالی ہاتھ لوگوں کو دعوت نہیں دے سکتے ہیں کچھ دے کر دین کی طرف دعوت دینا ہے ہمیں محسوس ہوتا ہے یہ لوگ دین این جی اوز پر قائم ہیں ورنہ دین اسلام میں اسلام لانے کے بعد ان سے زکوٰۃ لیتے تھے۔

انبیاء بندگان کو ایمانیات، اعمال اور حلال وحرام، التزام احکامات شریعت بتانے کے داعی تھے انبیاء کرام لوگوں کو عیش ونوش کی بجائے اس فریضہ کو مفت اور کسی اجرت کے بغیر پیش کرتے تھے۔چنانچہ ان آیات کو ملاحظہ کریں۔

''اے قوم میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں۔میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں''(ہود ۲۹)

''قوم والو میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو اس پروردگار کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے کیا

تم عقل استعمال نہیں کرتے ہو'' (ہود۵۱)
'' آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ جو چاہے وہ اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرے'' (فرقان ۵۷)

''اور میں اس تبلیغ کا کوئی اجر بھی نہیں چاہتا ہوں میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے'' (شعراء۔۱۰۹)

''اور میں تو تم سے تبلیغ کا کوئی اجر بھی نہیں چاہتا ہوں میرا اجر صرف رب العالمین کے ذمہ ہے'' (شعراء۱۲۷)

'' اور میں تم سے اس کام کی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے'' (شعراء۱۴۵)

''اور میں تم سے اس امر کی کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں میرا اجر تو صرف پروردگار کے ذمہ ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے'' (شعراء۱۶۴)

'' اور میں تم سے اس کام کی کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں کہ میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے'' (شعراء ۱۸۰)

''اور پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ کا کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والا غلط بیان ہوں'' (ص ۸٦)

ان آیات میں اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا، ہماری تبلیغ وارشاد تمہارے لئے مفت اور بلا اجرت ہے کیونکہ طبیعت دعوت دینی اس کے متقاضی ہے کہ اس دعوت میں اسباب تعیش ولطف اندوزی سے منع کیا ہے، اسی وجہ سے ظاہری طور پر دعوت انبیاء کو پذیرائی نہیں ملی ہے۔انبیاء کے بعد اس بار سنگین کو علماء نے اٹھایا تو ان پر بھی یہ شرط عائد ہوگئی کہ دعوت تبلیغ وارشاد مفت کریں۔نیز تاریخ انبیاء میں کہیں بھی نہیں دیکھا کہ کسی نبی نے دعوت دینے والوں کو کچھ دیا ہو یا وعدہ کیا ہو۔اس کے برعکس ان علماء کے نزدیک آج کل کی اصطلاح کے تحت پروٹوکول کے علاوہ ان کے پاس کثیر دولت بھی ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو کچھ دیا جائے چنانچہ سید علی، علامہ ساجد علی غروی اور جعفری صاحبان کا کہنا ہے کہ آغا خان کو روکنے کیلئے ہمارے ہاتھ میں بھی کچھ ہونا چاہیے گویا سو سال گزرنے کے بعد اہل بلتستان ابھی تک مولفۃ قلوبھم سے نکلے نہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ یہاں دین وضمیر کا بازار لگا ہے جہاں این جی اوز بین الاقوامی خریداری کے لئے آتی ہیں۔انسان کو تبلیغ کیلئے اپنا مال بھی خرچ کرنا ہے۔

پی پی داغ سیاہ برجبین علماء ودانشوران بلتستان:

پی پی پی پاکستان میں اسلام کے خلاف وجود میں آنے والا سب سے پہلا ،سب سے زیادہ فعال وسرگرم اور مؤثر حزب ہے جس کی بنیاد ذوالفقار علی ملحدومنافق نے ۱۹۷۰ء میں رکھی ۔وہ اپنے اقتدار کی خاطر ملک کا ایک بڑا حصہ ملک سے جُدا کر کے اس سے دست بردار ہوگئے وہ اقتدار کی خاطر روس جیسے الحادی ملک کو خوش کرنے کے لیے بار بار اسلام پر تنقید کرتے تھے ۔اس پارٹی کے تمام بنیادی اراکین اسلام دشمن وملحد تھے وہ تنہا مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ رویہ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اپنی سیاست مداری میں اپنی پارٹی کے اراکین اور عوام کے ساتھ بھی منافق تھے وہ پاکستان سے جاگیردارانہ وسرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے اور ناجائز قبضہ شدہ دولت غریب عوام کو دینے کا وعدہ کرنے کے بعد تمام صاحبان ثروت وملکیت کو اپنا مشیر ووزیر رکھے ہوئے تھے ۔وہ ایک دھوکہ باز سیاست دان تھے انھوں نے مولویوں کو خوش کرنے کیلئے جمعہ کی چھٹی کا اعلان کیا اور ساتھ ہی لبرلزم کے حامیوں کو خوش کرنے کیلئے محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے یوم ولادت کی چھٹی کا اعلان کیا ۔ابھی تک ان کے علاقے کے لوگ بدستور غربت وتنگدستی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں انہوں نے جو کچھ اپنی پارٹی اور ملک کے غریب عوام کو دیا ہے وہ قبر پرستی وپیر پرستی ہے ان کے بعد ان کی وارث بیٹی بھی پاکستان کے استقلال وعزت کا سودے بازی کرتی رہی چنانچہ روزنامہ دنیا مورخہ ۹ ذی القعدہ ۱۴۳۶ھ ق میں کالم نگار انجم نیاز نے امریکا سے بھیجے گئے کالم میں پاکستان کی جوہری طاقت روکنے کے امریکا سے خفیہ معاہدے سے پردہ اٹھایا ہے ۔بے نظیر کی یادگار بلاول ہندوؤں اور مسیحیوں کے اجتماعات سے خطاب میں اقتدار میں آنے کے بعد انھیں اقلیت سے نکالنے اور مسیحی وزیر اعظم دیکھنے کی خواہش دہراتے رہے ۔بلاول کی مسیحیوں کو یہ خوشخبری کہ آپ جلد مسیحی وزیر اعظم دیکھیں گے ،ان کی یہ پیشنگوئی اپنی جگہ دو احتمالات کی حامل بن سکتی ہے ایک یہ ہے کہ بلاول کسی مسیحی کے وزیر اعظم بننے کے حق میں خود دست بردار ہو جائیں یہ بعید نظر آتا ہے کیونکہ وہ اپنے اقتدار ملنے میں تاخیر کی وجہ سے اپنے والد سے ناراض ہیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ خود مسیحی بن گئے ہیں یا بننے والے ہیں ۔بلاول بھٹو کی اسلام دشمنی کا ایک منہ بولتا ثبوت ان کا سندھی ثقافتی میلے میں اپنی بہن کے ساتھ رقص کرنا ہے یہ تنہا ان کے بے دین ہونے کی نشانی نہیں بلکہ ان کی بے غیرتی نیز گری ہوئی نفسیات کی بھی نشانی ہے کیونکہ کسی اسلامی ملک کا سربراہ بننے کا امیدوار ایسا نہیں کرسکتا۔

اس پارٹی سے زیادہ ظالم وجابر وغاصب کوئی پارٹی ابھی تک اہل پاکستان نے نہیں دیکھی ہے‘ چنانچہ ان کے مظالم و استبداد، ہٹلری وصدامی کا تلفات آج دیکھ رہے ہیں جس طرح بھٹو اور آل بھٹو نے اہل پاکستان سے سیاست نفاق پردازی کی ہے اس طرح علماء اور دانشوران بلتستان نے جھوٹ اور نفاق سے یہاں کے عوام کو اور اپنے زعم میں اہل بیت اطہار کے پیروکاروں کو آل بھٹو کے پیروکار بنایا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے پہلے مرحلہ میں وہی کلمہ نفاق سیکولرازم استعمال کرتے ہوئے کہا ہے آپ کا دین آپ کے پاس ہے اس سے چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے بھٹو کی سیاست صرف اقتصادی ہے۔

جھوٹ وافتراء کے ذریعے کہتے ہیں اسلام میں مساوات ہے اور بعد میں ایوان امامیہ اور اس کے قائد نے قانون ساز اسمبلی میں اسلامی قانون بنانے کیلئے اسلام سے نابلد اور کمیونسٹ ذہنیت کے حامل مولوی سلیم اور اس جیسے دیگر ملحدین کو دینی نمائندہ بنا کر بھیجا۔ ان کا کہنا ہے کہ اہلیانِ بلتستان پر آل بھٹو کا احسان ہے گوان پر ان سے بھی بہت اوپر والوں کا احسان ہے جو ایک ختم نہ ہونے والی بات ہے ایک آل رسولؐ جس کے نام سے وہ ہر فاسق وفاسد کو اجر رسالت ادا کر رہے ہیں اور دوسری آل بھٹو ہے جس کے خاندان سے وابستہ افراد چاہے وہ جیسے بھی ہوں جو بھی ہوں چاہے عورت ہو، بیٹی یا بہو ہو، یا داماد ہو یا پارٹی صدر ہو ان سے وفاداری نبھانا اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ انہوں نے مہدی شاہ کو وزیراعلیٰ بنایا، ندیم کو ممبر بنایا ہے اور سلیم کو اسمبلی بھیجا یہ سب بھٹو کا قرض چکانا اور ان سے وفاداری ہے۔

علماء اور دانشوران بلتستان کی گراں قدر تعلیمات میں سے ایک آل بھٹو کی نمک حلالی ہے یہ اہلیان بلتستان پر ان کا احسان ہے ان کے نزدیک اجر رسالت کے حقداروں میں محمد علی شاہ، حیدر شاہ، اسد شاہ اور محمد علی شاہ جیسے سادات فاسقین آتے ہیں نبی کریمؐ سے وفاداری اور ادائے اجر رسالت ان جیسے سیدوں پر احسانات کرنا ہے دوسرا آل بھٹو ہے۔

خود کو وارث انبیاء بتانے اور وکیل مراجع وولی فقیہ متعارف کرانے والے اور عوام کو پیروان اہل بیت علی وحسین گردانے والے نے بھٹو کو پیغمبر کہا اور شہلا رضا کو خواہر ملت کہا آج چادر بے نظیر اور ٹائی زرداری وگیلانی سے تمسک کرایا اور عوام کو اپنے ساتھ ٹرالی میں بٹھا کر قربان گاہ تک پہنچایا ہے۔ بھٹو کا اہلیان بلتستان پر لگان معاف

کرنے کا جو احسان ہے ان کے لیے وہ نسل بہ نسل نا قابل فراموش ہے اس احسان کے مقابل میں جو صنا دیق جواہرات سے بھرے وہ بیرون ملک لے گئے ہیں۔ برطانیہ اور فرانس میں جو دولت جمع کی اور سرے محل اور جائیدادیں بنائی ہیں سوئس اکاونٹ میں جو رقوم جمع کی ہیں، ایک لاکھ اسی ہزار ڈالر کا ہار قبضے میں لیا ہے کراچی، لا ہور اور اسلام آباد میں جو بلاول ہاؤس اور محلات بنائے ہیں سندھ میں مزارات بنا کر اس کے لئے بجٹ بنایا ہے علاوہ ازیں دین سے جو مسخرہ کیا ہے وہ سب اس معاف ہونے والے لگان کے مقابل میں اور اس کے بدلے میں ہے وہ خود ضد دین ہیں وہ اللہ کو نہیں مانتے ہیں لیکن مولوی واخوند اور شیخ وسید ان کے ایام ناگواری میں ان کے لئے دعا گو رہتے ہیں اور ان کے احسانات کا بدلہ چکانے کے متمنی اور جزا کے طالب رہتے ہیں ادائے زہرا اور چادر زینب پررونے والی بے حجاب بختاور آصفہ وشیری الرحمٰن، فوزیہ اور سیدہ شہلا رضا جیسی عریاں سر اور بے ردا پھرنے والی خواتین کے کھلے بالوں سے تمسک کرتے ہیں یہ ان کی جبین پر داغ سیاہ ہے۔

اس گروہ الحادی کے بانی نے ملت اسلامیہ پاکستان کو دھوکہ دیا جبکہ یہ ملت اس وقت عالم اسلام کیلئے باعث افتخار تھی کیونکہ عالم اسلام کی اکثریتی آبادی اور یہاں رہنے والوں کے اسلام سے غیر معمولی شغف کی وجہ سے یہ پوری امت کا نقطہ عطف قرار پائی۔ اس میں کوئی جائے شک وتر دید نہیں کہ پوری دنیا میں مال و دولت چند زر پرست لوگوں کی جاگیر بنا ہوا ہے اور باقی ان کے مزارعے بنے ہوئے تھے۔ حالانکہ عامۃ الناس ایک نظام اجتماعی جو قسط وعدل پر قائم ہوا پنے ملک میں نافذ ہوتا دیکھنا چاہتے تھے۔

داغ سیاہ دوم:

بلتستان کے علماء ودانشوران اور عوام جو بابانگ دھل پیروان اہل بیت اطہار اور سنت محمدؐ کے محافظ ہونے کا افتخار رکھنے کے دعویداروں میں سے ہیں۔ ان کی طرف سے ۲۵ رجب ۱۴۲۷ھ کو پرچم کشائی و پرچم پرستی کی تقریب زیر قیادت علماء منہ بولتا ثبوت ہے کہ آل اطہار سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا مذہبی سلسلہ نسب ابی الخطاب اجدعی میمون دیصانی یہود، ابو عبید اللہ مہدی، حاکم بامر اللہ کیا بزرگ آغا خان نسخ کنندہ وتعطیل کنندہ شریعت اسلام سے ملتا ہے۔ وہ نام تو حضرت علی، زہراء مرضیہ اور حضرات حسنین کا لیتے ہیں لیکن عملی زندگی میں صانع خرافات میانوالی کے پیروکار بنے ہوئے ہیں جہاں اس نمائش کا انتظام واہتمام اس علاقہ کے سادہ و بے

حیثیت علماء نے نہیں بلکہ سیاہ وسفید کا مالک کہلانے والی سیاست واجتماعیات و مذہبیات کی اعلیٰ قیادت نے کیا وہاں اس میلہ پر چم کشائی میں عوام کوالو بنانے والے دیگر علاقوں کی اعلیٰ درسگاہوں کے قائدین کے ساتھ ساتھ جامعہ کوثر نے بھی چند سالوں سے اس پرچم کو ثقافت شیعہ کے طور پر متعارف کروایا ہے اس دفعہ اس کو ٹی وی سے بھی نشر کیا گیا اور ثابت کیا گیا کہ ہم پرچم پرست ہی ہیں پھر اس پرچم کو پانی میں بھگونے کے بعد نچوڑ کر بطور شفا لوگوں کو دیا گیا ہے۔

داغ سوئم:

یہ علماء بلتستان کی جبین پر لگا وہ داغ سیاہ ہے جو کسی بھی غسالہ و دروغ وتوریہ سے قابل محو نہیں نہ اس کی بدبو مشک کافور سے ختم ہوگی یہ داغ دنیائے کفر والحاد کا اسلام کو مسخ کرنے اسلام حقیقی کی تشہیر وترویج کا راستہ روکنے اور مسلمانوں کو منتشر و پراگندہ کرنے کیلئے مختص کئے گئے بجٹ سے مساجد و مدارس ضرار کی تعمیر ہے ایسی بہت سی مساجد و مدارس بنائے گئے ہیں۔ہم ان کے چند نمونے پیش کرتے ہیں ان میں سرفہرست سکردو جامع مسجد ہے گرچہ جعفری صاحب نے چندین بار تکرار واصرار سے کہا ہے کہ یہ مسجد سکردو شہر کے بعض تاجروں نے بنائی ہے گرچہ بعض حضرات نے اس کو دروغ گوئی سے تعبیر کر کے کہا ہے،نہیں یہ این جی اوز والوں نے ہی بنائی ہے لیکن میرا نظریہ ان سے مختلف ہے میں تصدیق کرتا ہوں کہ سکردو کے تاجروں نے ہی رقم دی ہے لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ کویت کے تاجروں نے جعفری کے اس واسطہ وتعلق کو چھپانے کیلئے یہ رقم ان تاجروں کے اکاؤنٹ میں ڈالی ہو کیونکہ منافقین اپنی جگہ بہت ڈرپوک ہوتے ہیں چنانچہ خود مغرب والے براہ راست بطور مستقیم دینے کی بجائے شیعوں کیلئے شیعہ تاجروں اور سنیوں کیلئے سنی تاجروں کا انتخاب کرتے ہیں انہوں نے اپنی رقم ان تاجران کویتی کے اکاؤنٹ میں ڈالی ہے جو کویت میں معرفی کے نام سے معروف ہیں لیکن یہ مغرب والوں کی این جی اوز ہے لیکن یہ بھی ناممکن ہے کہ معرفی والے این جی اوز نہ ہوں نیز یہ بھی ممکن نہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں معرفی کا کوئی حصہ نہ ہو کیونکہ جعفری معرفی والوں کی دعوت پر کویت گئے تھے وہاں موجود بلتستانی اپنی استطاعت کے تحت چندہ دینے کیلئے تیار تھے لیکن آپ نے فرمایا میں چندہ لینے کیلئے نہیں آیا ہوں کیونکہ چندہ وہاں لیا جاتا ہے جہاں ایک دو آدمی پورا خرچہ نہ دے رہے ہوں جبکہ یہاں معرفی والے آپ کو خانہ پوری کرنے کیلئے لائے تھے خرچ معرفی والوں نے

ہی دینا تھا۔معرفی والوں کے پاس جعفری صاحب محترم ومکرم تھے کیونکہ مرحوم شیخ حسن جپلو سکردو میں ان کی طرف سے سرگرمیوں کے بارے میں خاموش و نادیدہ انداز میں رہے مغرب کی رشوت دینے کی اس سکیم میں جو ڈھال بنے وہ بلتستان کے معروف چہرہ دینی رکھنے والے تھے ان کے اوپر اس فعل منکر سے چشم پوشی آقائے جعفری کی طرف سے اور بعد میں ان دیگر علماء کی طرف سے ہوئی جو بغیر استناد قرآن وسنت اس بلتستان میں ان کے زعم کے مطابق حجۃ اللہ تھے۔

یہ ان کیلئے ان کے کاموں میں معاون تھے لہذا انہوں نے آقائے جعفری کو سونے کا تمغہ دیا تھا۔ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ جعفری نے یہ مسجد طہ شگر، طہ سگلد و شیخ ضامن کی طرح کمیشن لے کر بنائی ہے کیونکہ ایسا کام تو ان جیسے ذلیل لوگ ہی کرتے ہیں۔شیخ ضامن صاحب خود کمیشن لیتے ہیں، کمیشن لینے والوں کے خلاف بولتے نہیں، ان کے اسرار فاش بھی نہیں کرتے ہیں جس طرح آپ کا چو فیاض کے کمیشن پر کچھ نہیں بولے تھے۔

وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر یہ رقم کویت میں کسی سنی اکاؤنٹ میں ڈالیں تو شیعہ نہیں لیں گے لہذا انہوں نے اس کو شیعہ اکاؤنٹ میں ڈالا، وہ بھی ڈرتے ہیں کہ اگر اتنی رقم امام جمعہ کے اکاؤنٹ میں ڈالیں گے تو وہ بھی بدنام ہو جائیں گے اور جعفری کی خاموش تائید بھی ختم ہو جائے گی تو انہوں نے سکردو کے دکانداروں کے اکاؤنٹ میں ڈالی ہے لیکن سورہ منافقین میں آیا ہے منافقین پھر بھی ڈرتے ہیں یہ کہتے ہیں یہ رقم اپنے لوگوں نے دی ہے۔ چنانچہ چھورکاہ کے دو امام جمعہ ماسٹر فضل اور ان جیسے دیگران بے دین و بے شرم کو بچانے کیلئے خود بے شرم ہوگئے۔کوئی بات نہیں، تھوڑا کمیشن تو مل گیا۔ہمیں ان مساجد کی تعمیرات پر خرچ ہونے والی خطیر رقم پر بھی اعتراض نہیں کیونکہ کم اور خطیر رقم کا مسئلہ وہاں پیش آتا ہے جہاں مال خالص مسلمانوں کا ہو حسب تعبیر قرآن یہ مال اللہ کی امانت ہے اس میں اسراف و تبذیر کی اجازت نہیں چاہے یہ اپنا ذاتی ہی کیوں نہ ہو، مقدار ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا از روئے شریعت مذموم اور قابل باز پرس ہے۔اس کے برعکس اگر یہ مال دنیائے کفر و شرک کا ہو وہاں کم یا زیادہ خرچ کرنے سے فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ کافرین و مشرکین کو مسجد بنانے کی اجازت نہیں ہے (توبہ ۱۷۔۱۸) اس اجازت نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل کفر و شرک کا مسجد بنانا نیک نیتی پر مبنی نہیں ہوتا ہے بلکہ بدنیتی پر مبنی ہوتا ہے اسی لیے ابو عامر کی حقد و کینہ پر بنائی گئی مسجد کو اللہ نے مسجد ضرار کہا ہے اور اسے مسمار کرنے کا حکم دیا اور سیرت نبی

کریمؐ کے تحت ایسی مسجد کے مسمار کرنے کے بعد اگر کسی کے پاس ان مساجد کی تعمیرات کے بارے میں کوئی توجیہ و جواز ہے تو اسے منظر عام پر لائیں اور واضح کریں کہ۔

ا۔ان مساجد میں معرفی کا کوئی حصہ نہیں، یہ خالص مقامی مومنین کے چندے سے بنی ہیں فلاں نے اتنا، فلاں نے اتنا اور فلاں نے اتنا دیا ہے۔نماز جمعہ میں اس کی تفصیلاً رپوٹ پیش کریں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان مساجد پر خرچ ہونے والی رقوم معرفی نے دی ہیں انہوں نے کسی کافر سے نہیں لی ہیں اور وہ این جی اوز کے ایجنٹ نہیں۔

۳۔تیسری صورت یہ ہے معرفی والے این جی اوز کے ایجنٹ ہیں اس صورت میں آپ کو ثابت کرنا ہوگا کہ این جی اوز سے رقم لینے میں قرآن وسنت نبیؐ کی رو سے کوئی اشکال نہیں ہے۔

ہم سکردو جامع مسجد کے امام وخطیب سے یہ پوچھیں گے آپ اپنے نمازیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کریں تاکہ وہ یہاں اطمینان سے نماز پڑھ سکیں اگر کچھ لوگوں نے اپنے خالص مال سے اس مسجد کو بنایا ہے تو بتائیں کہ کیا ہے۔

ا۔یا دس بیس مسلمان کیا غریب عوام صرف معمولی چندے سے اتنی بڑی شان وشوکت والی مسجد کی تعمیر کر سکتے ہیں کیا اتنی رقم مسجد میں خرچ کرنا اسراف نہیں ہے۔کیا مساجد کی تعداد اور تعمیر وحدود اسراف سے خارج ہے کیا یہاں حد سے زیادہ خرچ کرنا یہ اسراف میں نہیں آتا ہے۔

۲۔جن لوگوں نے اتنی رقم اس مسجد کی تعمیر میں لگائی کیا اتنی رقم صرف کرنا تبذیر نہیں کیا مساجد و مدارس میں اسراف وتبذیر کا کوئی تصور نہیں ہے۔آپ کے لیے تو خرچ اموال میں خود مختار آزادی ہے اور اگر کہیں اسراف و تبدیر پر پابندی ہے تو یہ صرف بد بخت عوام تک محدود ہے۔

۳۔کیا اتنی رقم تعمیر میں لگانے والے اس مقدار میں ہمیشہ اپنی زکوۃ نکالتے ہیں یہ جائز ہے۔ان مسائل کا جواب اپنے خطبے میں یا کتابچے کی صورت میں عوام پر واضح کریں۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ میں یہ سطور جعفری صاحب کے میرے حق میں کچھ زیادتی یا ایام مصیبت وابتلاء میں کوتاہی برتنے پر غصہ نکالنے کی خاطر ضبط تحریر میں لایا ہوں ایسا قطعاً نہیں، میں ان

کو قابل و باصلاحیت سمجھتے ہوئے علاقے میں ان سے اسلام و مسلمین کی سربلندی کی خاطر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کی امید باندھے ہوئے تھا میں ان سے کسی قسم کی مادی یا اجتماعی طمع ولالچ رکھنے والا نہیں تھا۔ سب جانتے ہیں اعجاز جہنمی کس کے کہنے پر وہاں اپنی حیثیت قائم کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح حاجی محمد علی تو معلوم ہے نورہ کشتی کے ماہر ہیں جو خود کو مخالف دکھاتے ہیں لیکن وہ ان کے مرشد جعفری کے مقلد ہیں۔ میرا ان سے اختلاف ایام دوستی سے شروع ہوتے ہوئے بڑھتا گیا، وہ اندر سے اسلام سے دور اور آغا خانیوں سے نزدیک ہوتے گئے اور یہ اختلافات بڑھتے گئے۔

شیخ جعفری علاقے میں پی پی اور آغا خانی کا بوجھ اٹھاتے تھے میں اس کا مخالف تھا ہم سمجھتے تھے ظاہری و سطحی حد تک محدود رہنے کی وجہ سے ہمارا اختلاف بھی سرسری رہا لیکن بعد میں کشف ہوا آپ ان کے بارے میں منہمک ہیں۔ میں نے آپ سے آپ کے علم و فضل کی وجہ سے اسلام و مسلمین کے لیے جو امیدیں باندھی ہوئی تھیں اس وقت ان پر فاتحہ پڑھ لی تھی جب آپ نے ہمارے بھتیجے سید محمد سعید کو آغا خان کے بارے میں بے ادبی سے بات کرتے سننے کے بعد کہا آپ کے سادات ہونے میں شک ہے آپ کی نظر میں کسی کے صحیح سید ہونے کی کسوٹی آغا خان کے حق میں تجلیل واحترام ہے وہی اصلی سیادت اور نقلی سیادت کی مہر لگاتے ہیں یہ مسئلہ طویل بحث کیلئے چھوڑیں آقائے جعفری یہ بتائیں کہ سیادت کی فضیلت ہونے کی قرآن اور سنت حضرت محمدؐ کی رو سے کوئی سند ہے؟ کبھی فضیلت سادات کے بارے میں اپنے علم و فضل کی روشنی میں کچھ آیات و روایات مستند سے استناد فرماتے تو بہتر ہوتا ورنہ قوم پرستی کی بنیاد رکھنے والے سید حیدر شاہ و سید حسن بمعہ فسق و فجور، اسد زیدی آغا خانی اور محمد علی شاہ سادات اور ان کی اس سیادت و فضیلت پر داغ سیاہ ہیں۔

این جی اوز کی رقم سے بنائی جانے والی دوسری مسجد کچوراء کی جامع مسجد ہے جو قاضی قضاوت کی انتھک کوشش سے معرفی والوں کو راضی کر کے بنائی گئی ہے لہٰذا آپ اس کے امام ہیں سید محمد علی شاہ گرچہ شیخ محمد صادق کے خلاف ہیں لیکن آپ کو ان کی مسجد میں نماز پڑھنے میں کوئی اعتراض اس لئے نہیں ہے کیونکہ آپ کی نظر میں یہ امریکیوں کی طرف سے شیعوں پر احسان ہے۔

علماء و دانشوران بلتستان کے ناقابل فراموش کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ جو بجٹ دنیائے کفر و

الحاد نے اسلام کو بدنام اور پامال کرنے کیلئے معین کیا ہوتا ہے اس کا ٹھیکہ وہ دنیا کی معروف این جی اوز کو دیتے ہیں بلتستان کے شیعہ نشین علاقہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹھیکہ کویت کی این جی اوز کو دیا گیا جو کہ معرفی کے نام سے متعارف ہیں جس نے بلتستان میں دینی توازن کو تہہ و بالا کیا بلکہ مساجد کی شکل و ہندسہ کو بھی مسخ کر کے بنایا وقت گزرنے کے ساتھ مومنین کے اذہان میں اس بارے میں شکوک وشبہات جنم دینے لگے تو انہوں نے اس راز کو چھپانے کیلئے لوگوں سے چندہ بھی لینا شروع کیا تا کہ لوگوں پر یہ ثابت کی جاسکے کہ یہ مسجد مقامی لوگوں کے چندے سے بنی ہے اس میں سرفہرست سکردو کی جامع مسجد شگر ہے، چھورکا میں ایک مسجد ضامن علی کے توسط سے بنی ہے جس کے لیے ۲ لاکھ دیئے گئے ایک مسجد سگلدو میں سید محمد طہ کے توسط سے بنی جس کے لیے ۲۰ لاکھ روپے دیئے گئے آخر میں اس کے شرعی جواز کو ثابت کرنے کیلئے شاید وہ کسی معروف مجتہد سے فتویٰ نہیں لے سکے تو خود ساختہ مفتی سید محمد علی شاہ المعروف فو کرنے فتویٰ دیا کہ پیسہ جہاں کہیں سے ملے لے سکتے ہیں۔ان کا یہ فتویٰ حکومت پاکستان کے اس موقف کے خلاف ہے جو ماہ مبارک رمضان کے اخباروں نیز ۱۱ ذیعقدہ ۱۴۳۶ھ روزنامہ دنیا میں آیا ہے اکبر بگٹی کی پارٹی نے اعتراف کیا تھا کمیونسٹ علاقے کو پاکستان سے الگ کرنے کے لئے ہندوستان یا کسی کافر ملک سے مدد لیں گے، پاکستان میں غیر ملکی این جی اوز باہر والوں کے کہنے پر اوران کے منشور پر عمل کرنے کیلئے ان سے رقم وصول کرتی ہیں ان کی کل تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ این جی اوز ملک کے استقلال کو ختم کرنے اور دین کو کنارے پر لگانے کیلئے آئی ہیں' چنانچہ ۱۸ ذی الحجہ الحرام ۱۴۳۶ھ کو روزنامہ میں کالم نگار ہارون رشید نا تمام کے عنوان سے لکھتے ہیں برطانیہ سے آنے والے ایک جج سے خطاب میں ایک این جی اوز نے کہا ہمارا ایجنڈا یہ ہے کہ اسلام کو پاکستان سے باہر نکالیں۔این جی اوز کے اس مقصد تک رسائی کیلئے بلتستان کے عالم دین جواد حافظی کا کہنا ہے کہ این جی اوز ہماری نگرانی میں کام کریں۔رضوی کو وہ لوگ خوش اخلاق نظر آتے ہیں جعفری کا تو سب کو پتہ ہے کہ انہوں نے ان کا استقبال کیا ہے۔اس لئے ملک کے محافظ ادارے اور خاص کر سپریم کورٹ سختی سے این جی اوز پر پابندی لگانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔

جہاں حکومت پاکستان کی سیاسی وعسکری قیادت کے ایم کیو ایم کے خلاف اٹھائے جانے والے شواہد میں سے ہے کہ ایم کیو ایم کے نمائندے نے لندن میں برطانیہ کی پولیس کے سامنے اعتراف کیا ہے کہ انہیں

بھارت کی طرف سے ہر سال مختلف مدوں میں رقوم ملتی رہی ہیں پہلے ڈالر بعد میں پاؤنڈ کی صورت میں رقوم ملتی رہی ہیں۔

مدارس ضرار:

مدارس ضرار اپنی بعض سرگرمیوں کی وجہ سے مطعون ومبغوض اہل دین ووطن قرار پائے ہیں مغرب سے وابستہ دانشوران اور روشن خیالوں کی نظر میں دین کے نام سے جتنے بھی مدارس ہیں وہ ان کی نظر میں مطعوں ہیں اور ان سے انہیں چڑ ہے۔ بقول وزیر اطلاعات یہ مدارس خیرات وفطرات اور کھالوں سے چلتے ہیں لیکن یہاں کی پیداوار ملک وملت کے خلاف نکلتی ہے۔ یہاں اسلام سے غیر متعلقہ نصاب کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں کے مدارس کا نصاب آج سے پانچ چھ سو سال پہلے کا ترتیب دیا ہوا ہے اس میں بھی صرف عربی گرائمر ہی سکھائی جاتی ہے۔ان مدارس سے فارغ التحصیل طلبا ہمارے معاشرے کی ضروریات پورا کرنے سے عاجز وقاصر ہیں گویا وہ کسی کام کے نہیں لیکن بعض روشن خیالوں کی نظر میں اس میں ایک ترمیم کی ضرورت درپیش ہے وہ یہ کہ یہاں کے نام نہاد عالم دین بننے والوں کو صرف ونحو عربی کے علاوہ مروجہ علوم بھی سکھائے جائیں تا کہ یہاں سے فارغ ہونے والوں کو اگر کہیں کوئی محراب ومنبر نہ ملے تو وہ اپنے مروجہ علوم سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی گزر اوقات مہدی شاہ کرپٹ رشوت خور کی طرح کر سکتے ہوں یہ نظریہ ملا نصیر الدین کے بیٹے کا نظریہ ہے جہاں وہ اپنے والد کے علاج کیلئے طبیب کے ساتھ ایک دفان یعنی میت دفنانے والے کو بھی لائے تھے تا کہ اللہ نہ کرے اگر علاج کارآمد نہ ہوا اور باپ فوت ہو گیا تو دفان تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے لیکن یہ مسئلہ عصر حاضر کی این جی اوز نے حل کر دیا ہے، انہوں نے مدرسوں اور ان کے دیگر اخراجات کا ذمہ خود لیا اور کہا آپ نے جو کچھ کرنا ہے کریں ہماری ایک ہی شرط ہے جو چیز دین کے بول کو بالا کرنے میں معاون ومددگار ہو وہ آپ نہیں کریں گے بلکہ دین کی بات ہی نہیں کریں گے بلکہ قرآن اور حضرت محمدؐ کا نام ہی نہ لیں' چنانچہ کراچی کی ایک این جی اوز شبیر کوثری نے ہمارے بیٹے اور داماد سعید پر یہی شرط لگائی تھی کہ ملت کو ائمہ اور اصحاب کے چکر میں رکھیں۔

مغرب وشرق کے ملحدین نے میدانی بحری ہوائی مورچوں سے پسپا ہونے کے بعد اندرون خانہ اسلام میں داخل ہو کر وار کرنے کیلئے این جی اوز کے گوریلے یہاں بھیجے،انہوں نے یہاں مدارس ضرار کی تعمیرات میں

تیزی دکھائی اور پوری کوشش کی کہ یہاں سے فارغ طلاب کے منہ سے غلطی سے بھی نام گرامی اسلام نہ نکلے اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے علماء اعلام کو سرگرم کیا ہے جبکہ اس حوالے سے امام خمینی نے اپنی حیات میں اپنے نام سے اینٹ پر ایک اینٹ نہیں رکھی جبکہ ان کے ایک محافظ سراج موسوی نے ان کی رحلت کے بعد ایک انتہائی عالی شان عمارت بنائی جہاں صرف برائے نام عربی گرامر سکھانا مقصود ہوگا اور اصل مقصد کالجوں اور یونیورسٹی والوں کیلئے یہ رہائش گاہ ہوگی۔ اسی طرح جامعہ کوثر وعروۃ الوثقیٰ کا حال ہے جس کو ابتدائی دنوں میں انگریزی دانشگاہ کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی اور پھر یہاں سے فارغ ہونے والوں نے اسلامی مطالبات اٹھانے کی بجائے بلتستان کی خودمختاری اور ہندوستان سے الحاق کے مطالبات اٹھانا شروع کیے ہیں جس کیلئے ان کے استاد محترم فخر الدین پیش پیش ہیں۔ بعض نے اس ملک میں پرچم پرستی کو عام کرنے کے لیے پرچم اٹھا کر ملک کے طول وعرض کے دورے شروع کیے ہیں بعض بوا شاہ عباس کی غزلوں کی سیڈی سنانے میں محو ومصروف ہیں اسی طرح جامعہ الزہراء سے ان فارغ ہونے والی خواتین مقررین کی تقاریر سماجیات وسیاسیات اور قومیات سے تجاوز نہیں کرتی ہیں۔ وہ عورتوں کے وہ حقوق نہیں اٹھاتیں جو قرآن اور حضرت محمدؐ نے اٹھائے ہیں بلکہ این جی اوز کے اٹھائے گئے حقوق کو اٹھا رہی ہیں۔

داغ چہارم:

علماء بلتستان کے ماتھے پر چسپاں ہونے والا داغ چہارم سبّ وبغض خلفاء اسلام ہے۔ یہ داغ کہیں بھی کسی غاسل وغسال سے دھل نہیں سکتا کیونکہ اس داغ سے بلتستان کے علماء سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں رہا ہے۔ ہاں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض سیاست دان وسیاستمدار خود کو مذہبی دردمند دکھانے کیلئے علماء کو استعمال کرتے ہیں۔ علاقہ شگر کے سابق ممبر حاجی محمد حسین اور ان کے جانشین نے چھتروں کے علماء کو اس فعل شنیع پر اکسایا ہے یہاں تک کہ انہیں یہ باور کرایا یہاں کیلئے دشمن اسلام شباب ودشنام خلفاء اسلام پی پی اور آغا خانیوں کا ہونا ہمارے مذہب کی بقاء کیلئے ناگزیر ہے چنانچہ جناب آغا سید مبارک علی شاہ جو سمجھتے تھے عمران ندیم کو کامیاب کر کے انہوں نے اپنا وظیفہ شرعی ادا کیا ہے جہاں علماء علاقے کے کھڑپینچوں اور سیاستمداروں کے ہاتھوں طوطی یا گڑیا بنے ہوں وہاں دیانت داری کی اقدار کیسے رہ سکتی ہیں ان کے اس سبّ وبغض کا پھل آج ان کو یہ مل رہا ہے کہ آٹا چینی لینے

جانے کیلئے بھی فوجی دستہ کی حفاظت کی ضرورت پڑتی ہے۔

بلتستان کے علماء اور دانشوران کا میرے ساتھ سلوک:

علماء دین وافاضل قم منجملہ رئیسی اور جوہری امام جماعت قتل گاہ دین وشریعت کا کہنا ہے میری کتابوں سے شیعہ قوم کے اسرار فاش ہوئے ہیں۔محترم مجلسی کے خیال میں یہ تالیفات مافیا کے کہنے پر لکھی جارہی ہیں گویا متعہ،گھوڑا پرستی، پرچم پرستی اور قبروں سے توسلیات کے نام سے بت پرستی پرلوگوں کی نظر نہیں پڑتی ہے اور یہ اسرار شرف الدین کی کتابوں کے آنے کے بعد فاش ہوئے ہیں۔جناب ڈاکٹر حسن خان کی نظر میں یہ تصنیفات سعودیوں کے کہنے پر لکھی جارہی ہیں،ان کوان ساری تہمتوں کی بھرمار کرنے کی ضرورت کیوں پڑی،جواب واضح ہے کہ کہیں آغا خانیوں کے اوپر چڑھائی گئی چادر اثناعشری اتر نہ جائے۔میرے مخالفین کہتے ہیں میری کتابیں سنیوں کی موافقت میں یا ان کے کہنے پر یا سعودیوں کے کہنے پر لکھی جارہی ہیں۔ان سے میرا سوال ہے میں نے کب سے سنیوں کی موافقت اور ان کے کہنے پر کتابیں لکھنا شروع کی تھیں؟میری ایسی کسی کتاب کا نام بتائیں؟جس کتاب میں میں نے آپ کے عقائد کے خلاف لکھا تو اس کے بعد آپ کی برداشت ختم ہوگئی اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ میں سے کوئی تو ہمیں متوجہ کرتا،لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے شیعوں اور آغا خانیوں کے عقائد کے خلاف نہیں لکھا، بلکہ ان کے عقائد کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہے،انھوں نے آئمہ واولیاء کے نام سے پورے علاقے کو شرکستان بنایا اور اس میں انہوں نے چنداں دلیل و برہان کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی،جس کسی نے اس شرک کے خلاف آواز اٹھائی تو انھوں نے کہا یہ وہابی ہے انہوں نے ایک کلمہ وہابی سے سب کو اندرون خانہ محصور کیا ہے۔

شرف الدین کی کتابوں کے مطالعہ اور خرید پر پابندی اور خود ان سے قطع تعلقی کے احکامات و ہدایات ہیں جبکہ اسلامی کتب خانے سودے بک ڈپو میں انواو اقسام ضد دین مجلات،سی ڈیز اور دین کے نام سے ضد دین انحرافی وخرافاتی کتابیں سب موجود ہیں جناب محسن نجفی کی البلاغ مبین گر چہ ان کے اردو ترجمہ میں جائے اشکال کم ہے لیکن اس پر لگائے گئے حاشیہ جات میں غلات کے عقائد ہیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں۔اما بغیر کسی جرم و جنایت کے ہم سے قطع تعلقی کے احکامات اور ہدایات تاریخ کے صفات میں ثبت رہیں گے مٹیں گے نہیں۔

کہتے ہیں ہم نے آئمہ کی شان میں نعوذ باللہ کوتاہی و گستاخی کی چنانچہ سکردو سے حج کو آنے والے نوجوان نے مجھے بتایا کہ ہم جہاں اپنے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو وہ اشارے سے کہتے ہیں یہ سعودیوں کیلئے کام کرتے ہیں، منیٰ میں ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ اہل بلتستان کا خیال ہے ہ آپ آئمہ کی شان میں جسارت کرتے ہیں اس وجہ سے وہ آپ کو پسند نہیں کرتے۔:

ا۔ بتائیں کیا میں نے آئمہ کی جو شان اللہ نے بتائی ہے، اس کا انکار کیا ہے؟

۲۔ آئمہ کی شان میں جو حضرت محمدؐ نے فرمایا میں نے اس کے خلاف کوئی بات لکھی ہے؟

۳۔ یا جو باتیں شیعہ غلات وملحدین نے آئمہ کی شان میں جسارت کی ہیں میں نے ان کو مسترد کیا ہے۔

اگر میں نے کسی کے کہنے پر کتابیں لکھی ہوتیں تو بتائیں اس کے عوض ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟

ا۔ ذلت وعار، بدگوئیاں، نفرتیں اور تہمتیں حاصل کی ہیں۔

۲۔ کیا میں نے دولت ومال ومنال وجائیداد بنائی ہے تاکہ وہ نافرمان اولاد اور ناقدر دامادوں کی وراثت میں جائے جو مثل فرزندان عبداللہ زبیر بنیں جو لشکر حجاج بن یوسف میں چلے گئے تھے۔

۳۔ کیا میں نے زوجہ اور بیٹیوں کے لیے قیمتی زیورات بنائے تاکہ ان کی رضا وخوشنودی حاصل کروں۔ کیا ایسے بے فائدہ بلکہ نقصان دہ عمل کو اصرار وتکرار بلکہ اضافات کے ساتھ پیش کرنا کم عقلی و دیوانگی کی نشانی ہے یا قرآن وسنت کے مطابق عاقلانہ کردار ادا کیا ہے؟ اگر یہ عاقلانہ حرکت نہیں تو میرے دیوانا ہونے کا ثبوت پیش کرے، بتائیں کیا میں نے فضول باتیں لکھی ہیں؟ اگر میں نے فضول باتیں لکھی ہیں یا قرآن وشریعت کے خلاف لکھا ہے تو آپ میں سے کسی نہ کسی کو تو معقول طریقے سے مجھے روکنا چاہیے تھا۔ اگر آپ نے نہیں روکا تو یہ ثبوت ہے کہ میں نے قرآن وشریعت کے مطابق لکھا ہے، اسلام سے دفاع کیا ہے لیکن آپ کو میری کتابوں سے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اثنا عشری جس کے عقائد عقلی وشرعی طور پر کبھی بھی صحیح ثابت نہیں کیے جاسکتے اس کا ورد کر کے علاقے کو آغا خانیوں کیلئے لیز پر دینے کا راز کھل نہ جائے۔ غرض آپ کو اسلام وقرآن وشریعت سے کوئی غرض نہیں۔

میری کتابیں علماء ودانشوروں کی آنکھوں میں تیر:

ویسے تو میری کتابیں تمام فرقوں کیلئے نا قابل برداشت رہی ہیں لیکن شیعہ فرقہ کے بعض عمائدین اس انتظار میں تھے کہ میں شیعیت چھوڑ کر کوئی دوسرا فرقہ اپناؤں گا۔اس کیلئے انہیں جھوٹ وافتراء کے کارخانے کی پیداوار کو دگنا کرنا پڑا تھا تاکہ ان کے عائد کردہ محاصرے سے رہائی کیلئے ان کی ضد میں میں سنی بن جاؤں لیکن یہ ان دونوں کی کج فہمی یا بالکل نافہمی تھی۔ہم نے اپنے فرقے پر تنقید کے ساتھ ان لوگوں کو اس لئے چھوڑا تھا کہ ان کے اصول وفروع اور اخلاق وسلوک قرآن اور سنت حضرت محمدؐ کے خلاف ہیں۔ہم کہتے تھے ہم پہلے اسلام پر اور بعد میں شیعہ ہیں لیکن ہماری سوچ اپنی جگہ غلط تھی یا غلط فہمی پر مبنی تھی۔کیونکہ ہم سمجھ رہے تھے کہ مذہب اسلام کی طرف جانے کا راستہ ہے اور ان راستوں میں سے اہل بیت کی سیرت پر چلنے والا راستہ زیادہ اطمینان بخش ہے لیکن تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ یہ مذہب اہل بیت، اہل بیت کے نام سے ضد اسلام کھڑا گیا مذہب ہے۔مزید تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ مذہب دراصل اسلام سے نکلنے کا راستہ ہے۔جب یہ واضح ہوگیا تو بڑے اطمینان قلبی سے اس کے نادیدہ شرکیات سے بھی پردہ اٹھایا تو اس پر پورے ملک کے فرقے میرے خلاف ہوگئے لیکن بلتستان سے تعلق رکھنے والے علماء ودانشوران نے کچھ غیر متوقع غم وغصے کا اظہار کیا' البتہ انہیں ہماری کتابوں پر پابندی لگانے کی ہمت وحوصلہ اس وقت ہوا جب فقیہ غلات آقائے محمد حسین سرگودھا اور علامہ شیرازی نے ہماری کتابیں نہ پڑھنے کا فتویٰ دیا اور شیخ غالی، مناظر بہ اسلام فخر الدین نے سکردو وشگر میں دکانوں کے دروازوں پر چسپاں کیا پھر محترم فقیہ اسلام آباد نے تو مجھے منافق اور حدود سے تجاوز کرنے والا کہا لیکن یہ لوگ مجھے اسلام سے خارج نہیں کرسکے کیونکہ اسلام سے مجھے پکڑ کر نکالنے کیلئے ان کو مذہب چھوڑ کر اسلام میں آنا پڑتا جبکہ یہ ان کیلئے ممکن نہیں ہے۔

بلتستان میں دین پر ڈاکہ ڈالنے والے نورانی:

بلتستان میں انقلاب اسلامی کے جو آثار نمودار ہوئے اور اسے جو ترجیح دی جارہی تھی اس پر نورانی گروپ نے ڈاکہ ڈالا جہاں انہوں نے جلوسوں میں باجماعت نماز کے ساتھ دعائے کمیل اور درس اسلام شناسی کا اہتمام کر کے نسل نو کو دستغیب اور بہجت وجان علی کاظمی کی فرسودگیوں، کمر شکن تقلید اور عمر بھر اپنی پسماندہ گی کی حالت زار پر رونے اور سینہ کوبی کے طور وطریقے سکھانے شروع کیئے بعد میں ملک میں موجود الحادی دانشوروں

کے ذریعے انہیں عام مسلمانوں سے نفرت اور بے حجاب عورتوں امثال نصرت بھٹو، ملکہ بلتستان، فوزیہ، نازیہ اور شہلا رضا وغیرہ کی قیادت قبول کرنے کی بھی دعوت دیتے رہے ہیں۔ بلتستان کو ظاہری طور پر علماء لیکن اندر سے نورانی گروپ ہی چلاتا تھا انہیں اصل اسلام حتیٰ اسلام خمینی یا خامنہ ای بھی ناگوار تھا وہ نعرہ خمینی خالص مادی مقاصد کی خاطر لگاتے تھے۔اس بات کی دلیل یہ ہے کہا کہ امام خمینی نے شیعہ سنی نفرت ختم کرنے کی دعوت دی جبکہ یہ نفرت پھیلانے کی دعوت دیتے ہیں۔جب خامنہ ای نے عزاداری میں لہولہان ہونے سے منع کیا تو نورانی گروپ نے کہا یہ فتویٰ ہمارے لیے نہیں ہے۔وہ حقیقت میں کسی عالم کے زیرسایہ یا کنٹرول میں نہیں تھے وہ اقتدار طلب، عیاش اور پروٹوکول خواہ علماء کو آگے بڑھاتے تھے۔

ا۔دین کی بنیاد پر قائم معاشرے میں کسی کو دین میں داخل کرنا اور کسی کو خارج کرنا کسی جرگہ کے ہاتھ میں نہیں ہوتا بلکہ قرآن وسنت محمدؐ کے بیان کردہ اصول وفروع کی بنیاد پر ہوتا ہے اور علماء قرآن وسنت سے استناد کردہ دلائل وبراہین سے کوئی حکم جاری کرتے ہیں۔

۲۔سماج کی بنیاد پر قائم معاشرہ کے بہت سے معیار بنتے ہیں۔

ا۔ یہاں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوال کرے کہ کیا شیعہ اسلامی فرقوں میں شامل ہے یا یہ ایک سماجی وقومی تنظیم کا نام ہے جو مختصر نوٹس پر رکنیت ختم کرتے ہیں،اگر شیعت ایک دین ہے تو فقیہ غلات علامہ غروی، موسوی، جعفری بھی دیگران کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کو خارج کریں جب تک کہ اصول وموازین دین یا ضروریات دین سے انکار نہ کریں نہ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو داخل کریں اور کسی کو خارج کریں وہ آغا خانیوں اور قادیانیوں کو اس میں شامل کریں سنیوں کو اس سے خارج کریں؟

۲۔ اگر علم دین عربی گرائمر اور منطق ارسطو وسقراط اور عقائد نصرانیت کے اقنوم جیسا ہے اور یہ امام حسینؑ اور اہل بیت کے نام جھوٹ کا کارخانہ چلانے کا نام ہے تو میں ان کی علمائیت کا اعتراف کرتا ہوں، اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی مانگتا ہوں، میں کون ہوتا ہوں جو ان کے اجل وارفع مقام کے حول وحوش میں مثل شب پر (چمگادڑ) اس طرف دیکھوں، عالم دین عقائد واعمال کو قرآن اور سنت محمدؐ سے استناد کرکے بتانے والے کو کہتے ہیں، جبکہ یہ حضرات مجتہدین کے رسالہ عملیہ میں دیئے گئے فتاویٰ سے اوپر جانے کے لیے آمادہ وتیار نہیں ہوتے

۔اگر کوئی یہ نشاندہی کرے کہ آپ کے مجتہدین نے قرآن وسنت کے خلاف فتاویٰ دیئے ہیں تو ان کے منہ سے یہ غلاظت سننے کوملتی ہے کہ کسی بات کے قرآن میں ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے گویا ان کو قرآن سے استناد گوارا نہیں بلکہ قرآن سے استناد کرنے والے کو وہ عمری کہتے ہیں اور سنت نبی کریمؐ سے استناد کرنے والے کو وہ سنّی کہتے ہیں ان کے نکتہ نظر کے تحت شیعہ وہ ہے کہ جو اپنے دین کو مجتہد سے اوپر نہ لے جائے گویا شیعوں کے مجتہدین ہی اللہ کی طرف سے آخری حجت ہیں جبکہ سورہ نسا ۱۶۵ کے مطابق حضرت محمدؐ کے بعد کوئی حجت نہیں ہے نہ اصحاب نہ آئمہ اور نہ ہی اہل بیت، یہ سب ذوات اپنے اعمال کی سند قرآن وسنت محمدؐ سے دیتے تھے۔عجیب بات ہے کہ ان کو قرآن وسنت سے اتنی چڑ ہے وہ اپنی درسگاہوں میں قرآن وسنت محمدؐ کو بطور نصاب شامل نہیں کرتے۔

۳۔عالم دین قرآن اور سنت محمدؐ کی روشنی میں اللہ اور بندوں کے درمیان ہمزۂ وصل ہے جبکہ یہاں اپنے عوام کو عیاشی کا دامن تھما کر کفر والحاد کی دہلیز پر پہنچانے والوں کو علماء گردانا جاتا ہے۔

۴۔میں ایک مسلمان کی حیثیت سے اس قرآن سے چند آیات پیش کرتا ہوں، ان کا ترجمہ اپنے ترجمہ شدہ قرآن میں دیکھیں:

۱۔ اپنے کروڑ پتی ہونے پر مغرور نہ ہوں اور سورہ مسد میں اس آیت کو پڑھیں آیت ۲ ﴿مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا كَسَبَ﴾ ''نہ اس کا مال ہی اس کے کام آیا اور نہ اس کا کمایا ہوا سامان ہی''

۲۔ آپ کے پاس دین سے متعلق کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں، آپ کی پسند کی کتابیں جو قوم پرستی کی فضیلت میں لکھی گئی ہیں وہی آپ کے بائیں ہاتھ میں دی جائیں گی اور جس کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا۔

﴿يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ﴾ ''اے کاش یہ نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا'' (حاقہ ۲۵)

علماء اور عوام بلتستان عرصہ محشر میں:

حضرت محمدؐ کی وفات کے بعد امت کی ہدایت و رہبری اس ملت کے علماء اور دانشوران ملت پر عائد ہوتی ہے۔علماء قرآن اور سنت محمدؐ سے استناد و استنباط کر کے ملت کو دین و دیانت سے متعلق ہدایات دیتے ہیں لہٰذا علماء واسطہ ہیں بین امت و حضرت محمدؐ لہٰذا ہر دور میں ہر جگہ کے علماء اپنے علاقے کے امام ہوں گے سورہ مبارکہ

اسراء کے آیت اے﴿ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِم ﴾ ''قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے اور اس کے بعد جن کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشہ برابر ظلم نہیں ہوگا''

ہر قوم کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے، عوام بلتستان بھی اس آیت کے تحت غروی وجعفری اور قم کے فارغ التحصیل مجمل گو، مہمل گو کہانی گو یا ان کیساتھ محشور ہونگے، ان لوگوں کے آگے ساجد نقوی اور راجہ ناصر ہونگے اور خود ساجد نقوی بے نظیر، نصرت بھٹو، زرداری، گیلانی، شیریں وشہلا رضا کے پیچھے ہونگے۔ بعض راجہ ناصر کے گلاب رنگ کے بنڈل کی خاطر ان کے پیچھے ہوں گے لیکن خود راجہ صاحب قادری اور تحریک انصاف کے پرچم تلے جمع ہونگے جہاں ان کو عورتوں کا اسلام مخالفت پر مبنی مظاہرہ نظر آئے گا ہر ایک کو ان کی پارٹی کا منشور ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اسراء اے میں آیا ہے کہ جو دنیا میں جس کے پیچھے تھا اسی کے ساتھ محشور ہوگا، لہٰذا ان سے کہا جائے گا کہ آپ دنیا میں جن کے پیچھے چل رہے تھے آج انھیں کے پرچم تلے محشور ہوں گے۔

وہاں رضوی صاحب کو پرچم دورنگی کے نیچے محشور کریں گے آپ انتخابات میں منافقت برت رہے تھے جس طرح اس دنیا میں یہ منافقت کارآمد نہیں ہوئی یہ آخرت میں بھی کارآمد نہیں ہوگی، بتایا جائے گا تم نے اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا ہے وہ کہیں گے کاش! ہم اس جھنڈے تلے جمع نہ ہوتے ان کا منشور آخرت کے دن جہنم کی راہ داری ہوگی۔ عمامہ وعباء میں محجوب علماء پیچھے اور بے حجابان آگے آگے ہوں گی تو یہ بے شرمی دیکھ کر وہاں ان کے سر نیچے ہونگے، کہیں گے کاش! ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

﴿ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لاَيُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَ كَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلاَيَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴾ ''۔'' (سورہ کہف ۴۹)

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴾ '' اور ہم نے ہر انسان کے نامۂ اعمال کو اس کی گردن میں آویزاں کر دیا ہے اور روز قیامت اسے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح پیش کر دیں گے'' (اسراء ۱۳)

جب یہ سب قائدین امام ومومنین اور عوام ایک جگہ جمع ہونگے تو اس وقت انہیں ان کے نامۂ اعمال ان کے ہاتھ

میں دیں گے اور حکم ہوگا کہ انہیں سیدھا جہنم میں لے جاؤ۔

ان کو پابند سلاسل کرو، جہنم میں پھینکو، وہاں ان کا اپنے عوام کے ساتھ جھگڑا ہوگا اور یہ ایک دوسرے پر لعن کریں گے۔

﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴾ ’’ اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے صرف زندگانی دنیا کی محبتوں کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اختیار کرلیا ہے اس کے بعد روز قیامت تم میں سے ہر ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا جب کہ تم سب کا انجام جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا‘‘ (عنکبوت ۲۵)

عوام کہیں گے آپ لوگوں کے کہنے پر عمل کرنے سے ہم جہنم پہنچے ہیں اب یہاں ان کے امام اپنے ماموںین سے کہیں گے۔

﴿ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلاتَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِي مِنْ قَبْلُ ﴾ ’’اور شیطان تمام امور کا فیصلہ ہوجانے کے بعد کہے گا کہ اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور بھی نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اسے قبول کرلیا تو اب تم میری ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کی ملامت کرو کہ نہ میں تمہاری فریادرسی کرسکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو میں تو پہلے ہی سے اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے مجھے اس کا شریک بنادیا اور بیشک ظالمین کے لئے بہت بڑا دردناک عذاب ہے‘‘ (ابراہیم ۲۲)

﴿إِنَّا كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ (۳۴) إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لاإِلَهَ إِلَّا اللهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴾ ’’ اور ہم اسی طرح مجرمین کے ساتھ برتاؤ کیا کرتے ہیں ان سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو اکڑ جاتے تھے‘‘ (صافات ۳۵۔۳۴)

﴿مَنْ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَمَا كُنَّا

مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا (۱۵) وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴾ ''جو شخص بھی ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے اور ہم تو اس وقت تک عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج دیں'' (اسراء ۱۵)

۱۔ کیا وہ علماء جو اپنے بھائی کے حق پر ان کی حیات وممات میں قابض رہے، وہ عالم دین اور امام مسلمین بننے کے لائق ہیں۔

۲۔ ہمیں دین کے بارے میں تحقیق کرنے کا حق نہیں کیا ایسا کہنے والے عالم دین ہیں۔ میں یہاں ان علماء سے کہتا ہوں آپ اپنا حساب خود کریں، کیا آپ نہیں کہتے تھے سیاست ہمارا دین ہے آپ کا دین وہی تھا جو بھٹو، بے نظیر اور زرداری وغیرہ کی سیاست سے واضح ہے آپ نے دین انہی سے لیا ہے۔

۳۔ کیا عمر بھر یہاں کی بیچاری عوام کو قرآن کی جگہ مفاتیح الجنان ومفاتیح الحیات سے باندھ کے رکھنے والے عالم دین کہلانے کے حق دار ہیں۔

۴۔ کیا پرویز مشرف جس نے کتا گود میں لے کر عوام کا استقبال کیا تھا جس نے پاکستان میں اتاترک کا نظام قائم کرنے کے عزم ابلیسی کا اظہار کیا تھا، جس نے وطن عزیز کے نام اسلامی جمہوریہ پاکستان سے اسلامی کو ہٹانے اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کی مذموم کوشش کی تھی اس کی طول عمر کے لئے دعا کرنے والے عالم دین کہلانے کے حق دار ہیں۔

۵۔ کیا مال ودولت جہاں سے ملے لے لیں کہنے والے عالم دین کہلانے کے حق دار ہیں، کیا یہ بات وہی نہیں جو آغا خانیوں نے اعلان کیا کہ شریعت کا دور ختم ہوگیا ہے۔

۶۔ کیا ہمیشہ امت اسلامیہ میں تفرقہ ڈالنے والے اور ملک میں ہمیشہ دوسرے مسلمانوں کے بارے میں نفرت پھیلانے والے خود کو عالم دین کہنے کا حق رکھتے ہیں کیا اپنے باطل عقائد کا پردہ اٹھانے والے کو وہابیوں کے ایجنٹ کہنے والے عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں۔

۷۔ کیا یہاں کی خواتین کو ارث سے محروم رکھنے کیلئے متعہ کو رواج دینے والا عالم دین کہلانے کا مستحق

ہے۔

ہم اور علماء بلتستان عرصہ محشر:

گر چہ علماء بلتستان نے تیر وتلوار وتفنگ سے مجھے قتل نہیں کیا ہے بلکہ سنت جاہلیت پر عمل کرتے ہوئے زندہ درگور کیا ہے، زندہ درگور ہونے والے قیامت کے دن عدل الٰہی میں استغاثہ دائر کریں گے وہ وہاں فریاد بلند کریں گے۔

''جب چادر آفتاب کو لپیٹ دیا جائے گا جب تارے گر پڑیں گے جب پہاڑ حرکت میں آ جائیں گے جب عنقریب جننے والی اونٹنیاں معطل کردی جائیں گی جب جانوروں کو اکٹھا کیا جائے گا جب دریا بھڑک اٹھیں گے جب روحوں کو جسموں سے جوڑ دیا جائے گا اور جب زندہ درگور لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا '' (تکویر ۸۔۱) اس دن میں اس کا سبب جاننا چاہوں گا، میں قیامت کے دن محضر عدالت اللہ میں پوچھوں گا کہ ان علماء نے مجھے کس جرم وجنایت میں زندہ درگور کیا۔ ان علماء نے میرے خلاف جو تہمت وافتراء واستہزاء وجسارت و کردار کشی کی ہے اس پر میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ میں نے کون سے ایسے گناہان نا قابل بخشش کا ارتکاب کیا تھا کہ آپ سب نے متحد ہو کر میری کردار کشی کی اگر میں آپ کی نظر میں مجرم تھا تو آپ دلیل کے ذریعے میری راہنمائی کرتے تا کہ میں توبہ واستغفار کرتا، اپنے بیان وتقریر یا تحریر سے واضح کریں کہ کیا شرف الدین نے ایسے گنا ہ کا ارتکاب کیا تھا جس کی پاداش میں اسے اس حد تک کردار کشی کا نشانہ بنایا گیا۔

ہم علماء بلتستان سے وہی سوال کریں گے جو امام حسین نے اہل کوفہ سے کیا تھا کہ تم لوگ کس جرم و جنایت کی پاداش میں مجھے قتل کرنے پر متحد ہو گئے ہو۔

ا۔ کیا میں نے دین اللہ میں کوئی تغیر وتبدیلی کی تھی؟ کیا شرف الدین نے نواسہ رسولؐ حسین بن علی کے نام گرامی سے گلی کوچوں میں بت خانے بنائے تھے؟ کیا شرف الدین نے محبت اہل بیت کے نام سے خانہ اہل بیت میں رذائل کی بھرمار کی تھی؟ کیا شرف الدین نے مدح ومنقبت اہل بیت کے نام سے اہل بیت کی جسارت واہانت کی تھی؟ کیا شرف الدین نے اسلام دشمن طاقتوں کو علاقے میں بلا کر مقدسات اسلامی سے کھیلنے کی کھلی چھٹی دی تھی؟ کیا شرف الدین نے سوشلزم کو عین اسلام کہا تھا؟ کیا شرف الدین نے بھٹو، بے نظیر اور زرداری کا ساتھ

دینے کوعبادت کہا تھا؟
۲۔کیا شرف الدین نے شریعت محمدؐ میں کوئی تبدیلی لائی؟ کیا شرف الدین نے مساوات کوبھی اسلام میں گنا تھا؟ کیا شرف الدین نے معتزلہ، مجوسیوں اور صلیبیوں کے اصول عقائد کو اپنا اصول قرار دیا تھا۔
۳۔کیا شرف الدین نے کسی کوقتل کیا تھا جس کے قصاص میں مجھے زندہ درگور کرنے پر تلے ہوئے ہو؟ کیا شرف الدین نے کسی کا منصب چھینا تھا؟
۴۔کیا شرف الدین نے مسلمانوں کے خلاف کفر والحاد سے یکجہتی واتحاد کیا تھا؟ وہاں معلوم ہوگا کون اور کس نے اسلام سے دفاع کیا اور کس نے اسلام دشمنی میں الحادیوں کو یہاں بلایا تھا۔ وہاں شرف الدین ڈاکٹر حسن خان آغا خانی رشوت ستانی اور سرکاری نوکریاں فروخت کرنے والے سے پوچھے گا کہ آپ نے کن شواہد وثبوت کے تحت شرف الدین کوسعودیوں کا ایجنٹ کہا تھا؟ کس جرم وجنایت میں میرے بھتیجے کو ہراساں کرنے کیلئے آغا خانی کو ان کے گھر بھیجا تھا۔
مجھ سے علماء کی مخالفت کے بارے فیس بک پر سوال کیئے جاتے ہیں کہ آپ کا علماء اعلام سے اختلاف کن کن مسائل پر ہے اور یہ اختلافات کب سے شروع ہوئے ہیں۔ اگر سائلین یہ سوال علماء اعلام سے کرتے کہ حضرات واجب الاحترام علماء افاضل واکابرین امت برکاتکم آپ حضرات نے کس مسئلے کی بنیاد پر شرف الدین سے قطع التعلقات کا حکم صادر فرمایا ہے تو مسئلہ جلدی اور آسانی سے حل ہو جاتا میں بھی متوجہ ہو جاتا کہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے لیکن سائلین نے علماء سے سوال کرنے کی بجائے ہم سے سوال کرنے کو ترجیح دی ہے کیونکہ وہاں جواب کی جگہ ڈانٹ ملتی ہے چونکہ شرف الدین تابع قرآن ہے قرآن کریم میں اللہ نے فرعون کے سوال کا جواب دیا ہے یہودیوں کوجواب دیا ہے یہ اللہ سے بھی بڑے ہیں جو جواب نہیں دیتے' قرآن کریم میں سائل کوڈانٹ ڈپٹ سے منع کیا گیا ہے سورہ والضحیٰ لیکن علماء اعلام کو میرا جواب گراں یا مہنگا پڑے گا، سائلین محترم اپنے سوال میں ایک جملے کا اضافہ کرتے تو بہتر تھا کہ آپ کا علماء اعلام سے کس نوعیت اور کون سے خطیر مسئلے پر اختلاف تھا کہ جس کی سزا میں علماء نے آپ کو زندہ درگور کیا ہے۔ جواب عاجزانہ ہے کہ علماء اعلام سے ہمارا اختلاف عزاداری امام حسین میں جھوٹ کی شمولیت پر اعتراض سے شروع ہوا بلکہ ضد اسلام اور ضد قرآن وسنت بلکہ خود اہل بیت کے حق میں اہانت

وجسارت والی کہانیوں اور حرکات و کردار کی نشاندہی سے شروع ہوا ہے خود جعفری و جوہری اور بعض بزرگان کے مطابق ہم جو باتیں کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں لیکن میری باتوں کو بنیاد بنا کر ان کے مخالفین یعنی نوربخشیہ اور سنی و وہابی ان کو طعنے دے سکتے ہیں لہٰذا یہ ان کو ناگوار گزرا ہے چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ میں کتابیں لکھنا بند کر دوں اصلاح عزاداری سے شروع کرتے ہوئے سبّ وشتم خلفا وامہات المومنین سے منع کیا تو یہ ان کے لئے محکم وسیلہ وثبوت ہو گیا ان کی نظر میں وہابی یا سعودیوں کا مزدور ہوں اس طرح ان کے خاص و عام، چھوٹے بڑے اور استاد شاگرد نے مجھ سے اختلاف پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ کئی غلاظتوں سے اپنے منہ کو نجس کیا ہے۔ اس کے باوجود ہم نے زبانی اور اپنی کتابوں کی تمہید یا اختتامیہ میں ان سے درخواست کی کہ جہاں آپ غلطی کی نشاندہی کریں گے میں اس کی اصلاح کروں گا لیکن ان کا اصرار ہے ہم سے مذاکرات و گفتگو نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے لیے حجت علمائے گذشتہ سے سنی ہوئی باتیں ہیں یا ان کا کسی کتاب میں ہونا حجت ہے۔ ان کے نزدیک کسی کو مزید تحقیق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر اس چیز سے جس سے اسلام کا بول بالا ہوتا ہو، اسلام کا افتخار بنتا ہو اس سے چڑ اور کڑواہٹ کرنے سے نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ وہ مذہبی ہو گئے جبکہ ہم الحمد اللہ مسلمان ہو گئے۔ مذہب مادہ ذھاب سے اسم مکان یا زمان یا اسم مصدر ذھب سے ہے جس کے معنی ہیں چلے گئے اور اب وہ یہاں نہیں ہوتے اور یہاں سے چھوڑ کر چلے گئے ہیں، یعنی اسلام چھوڑ کر گئے ہیں۔ اب ان سے قرآن وسنت کے حوالے سے بات نہ کریں یہی وجہ ہے وہ قرآن کو جس کی تعریف اللہ نے خود اس قرآن میں بیان کی ہے نہیں مانتے ہیں، اس کو حجت بالغہ نہیں مانتے ہیں یہ سمجھنے کیلئے آسان ہے نہیں مانتے، اس میں ہر خشک وتر کا حکم ہے نہیں مانتے ہیں، اس میں کسی قسم کی تغیر و تبدیلی اور کمی بیشی نہیں، ہوئی کو نہیں مانتے ہیں، یہ نظام حیات انسانی ہے، نہیں مانتے ہیں یہ سرخیل کاروانِ امتِ محمدؐ خلفاء راشدین کو نہ ماننے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ ان سے بغض و عداوت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ وہ کسی بھی دین پر نہیں بلکہ مذہب پر ہیں جبکہ ہم مسلمان ہیں اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے، غیر اسلام کوئی چیز قابل قبول نہیں لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان مذہبی اور لا مذہبی کا جھگڑا ہے وہ مذہبی ہیں ہم لا مذہب ہیں ہم دینی ہیں وہ لا دین ہیں، اس لئے اُن کا کہنا ہے مزید مذاکرات کی ضرورت ختم ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ہم نے آیت کریمہ پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ آئیں ہم بات کرتے ہیں افہام وتفہیم کریں، پیغام بھیجا، اپنی کتابوں کی

تمہید واختتامیہ میں لکھا لیکن بجائے مسائل کوافہام وتفہیم کے ذریعے حل کرنے کے وہ تشدد وتبغیض اور تعدی پر اتر آئے حالانکہ وہ حضرت محمدؐ سے اونچے نہیں تھے اور ہم مشرکین سے بدتر نہیں تھے جب حضرت محمدؐ مشرکین سے مذاکرات کر سکتے ہیں تو وہ کون ہوتے ہیں جو کسی کلمہ گو مسلمان سے مذاکرات نہ کریں وہ کیوں عداوت اور نفرت پر اکڑ رہے ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے مذہب کو صحیح ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں رکھتے ہیں وہ ایک ایسے مذہب پر قائم ہیں جس کی حجت کے بارے میں وہ تنکا وحشیش برابر بھی دلیل نہیں رکھتے۔ وہ ہمیں کیا سمجھائیں یا سنائیں گے انہیں دین کے نام سے جو چند کلمات سکھائے یا سنائے گئے ہیں وہ غیر عقلی وغیر شرعی ہیں اسی لیے وہ منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں ہیں، لہٰذا اس مذہب پر ہوتے ہوئے وہ کسی سے بات نہیں کر سکتے اور مسائل کا حل صرف تشدد کو گردانتے ہیں۔

اسی طرح جس شخص یا گروہ کو دین کا راج گوارا نہیں اور اسے دین کو پھلتا پھولتے دیکھنا پسند نہیں آتا، جسے اسلام کا نظام عدل اجتماعی سمجھ نہیں آتا اور جسے اسلامی نظام کا لفظ سننا گوارا نہیں بلکہ اس بات پر وہ لمبے لمبے سوالات پیش کرتے ہیں کہتے ہیں آپ کس اسلام کی بات کرتے ہیں حضرات ابوبکر، عمر، عثمان کا اسلام یا ایران کا اسلام یا سعودی عرب کا اسلام ملائیشیا کے مہاتیر محمد کا اسلام یا ضیاء الحق کا اسلام یوں وہ اسلام اور نفاذ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں ایسے اسلام مخالف لوگوں کو بے دین وملحد کہا جاتا ہے۔ اس لیے ہمارے اور ان کے درمیان دینی ولادینی کا جھگڑا ہے۔

علماء اعلام نے میری کتابوں پر پابندی لگائی ہے:

جس طرح مشرکین انتہائی شدومد سے قرآن سے منع کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

''اور کفاّر آپس میں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز مت سنو اور اس کی تلاوت کے وقت ہنگامہ کرو شاید اسی طرح ان پر غالب آجاؤ'' (فصلت ۲۶)

اس قرآن کو مت سنو، شور وشرابہ کرو، غوغا کرو کیونکہ اس کو سننے کے بعد دشمن جو اس سے ناواقف ہو تسلیم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ قصہ شاعر دوسی جب مکہ میں پہنچا، مشرکین نے سختی سے منع کیا، محمدؐ سے قرآن مت سنو، یہ تمہارے اور تمہاری قوم کیلئے خطرناک ثابت ہوگا مشرکین نے یکے بعد دیگر اصرار کیا تو شاعر دوسی نے اپنے

کانوں میں کپاس بھرلی لیکن اچانک حضرت محمدؐ حرم میں تشریف لائے ،نماز شروع کی، تلاوت قرآن کی، دوسی کہتا ہے میں نے اپنے ضمیر ووجدان سے کہاتم عاقل ودانشمند ہو، اپنا فیصلہ خود کرو، اگر محمدؐ کی باتیں غلط ہیں تو رد کرو۔

اگران میں حقیقت ہے تو میرے لئے اچھا ہوگا، میں نے کپاس نکالی،قریب گیا اور قرآن کو سنا۔زبان قرآن عربی ہے عربی زبان دنیا بھر کی لغات میں بہترین لغت شمار ہوتی ہے،لغت عرب میں لغت قریش سب سے اعلیٰ وارفع لغت ہے ان کی لغت کوارفعیت واعلیت کا جو شرف وافتخار ملا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنی آخری کتاب کو ان کی زبان میں نازل کیا یہاں تک کہ جن وانس کو تحدی کیا کہ اس جیسا کلام لائیں، سب عرب حاضر ہو کے اس جیسا کلام لانے کی کوشش کریں تو نہیں لاسکیں گے، ان کو یقین ہو گیا اس کو سننے والا ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا ہے لوگوں کو اس کو سننے سے روک بھی نہیں سکتے تھے تو انہوں نے شور شرابہ کیا، یہ جو تصور صنادید قریش نے قرآن کے بارے میں کہا ہے بلتستان کے علماء ودانشوران نے بے سوچے سمجھے میری کتابوں کے بارے میں بھی ایسا ہی کہا ہے۔

۱۔ ان کا یہ رویہ عنادودشمنی اور بدنیتی کی بنیاد پر ہے یہاں عدوشود، سبب خیر، ہوگیا ہے انہوں نے مجھ پر احسان کرنے کیلئے نہیں بلکہ فسادودشمنی کی بنیاد پر ایسا کہا ہے۔ دوسرا جس کسی کتاب کو بھی قرآن کا مقام دیں گے وہ صرف جہالت ہی نہیں بلکہ کفروالحاد ہوگا چنانچہ ان کی بے بسی اور بے چارگی پر چند سطور لکھتا ہوں۔

علماءاور دانشوران دونوں جانتے ہیں میں مروجہ علوم اور نام نہاد دینی علوم دونوں میں سب سے نچلی سطح کا انسان ہوں، میری اردو بھی صحیح نہیں بلکہ اپنی بلتی زبان میں اردو کو ملا کر لکھتا ہوں۔

میرے دوست احباب ان کلمات سے بلتی کو نکال کر اس کی جگہ اردو لکھ کر اردو والوں کے لئے پڑھنے کے قابل بناتے ہیں۔ یہ لوگ ایسی کتاب کو اپنے نوجوانوں کے عقائد کے لئے دیمک تصور کر کے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے جھوٹے عقائد کے حوالے سے اسقدر ڈرتے ہیں جس طرح چور چوری کا مال لے جاتے وقت بچے سے بھی ڈرتے ہیں یہاں تک کہ امام جمعہ چھورکا اور سید محمد طٰہٰ نے باقاعدہ مطالبہ کیا کہ میری کتابیں نہ پڑھیں حتیٰ وہ لوگ کراچی سے آنے والے لڑکوں سے بھی ڈرنے لگے، اسی طرح پورے بلتستان کی سیاست

اور دین و دنیا کو اپنی ڈوری سے چلانے والے رئیس عوام و دیوان محترم نے میری کتابیں پڑھنے سے منع کیا ہے۔ محترم مظاہر نے امامیہ کی طرف سے کتب خانہ اسلامیہ جا کر ہماری کتابیں رکھنے سے منع کیا یہاں تک کہ بلتستان کے اعلیٰ پائے کی علمی شخصیت جو اپنی علمیت پر دوسرے سے زیادہ فخر و ناز کرتی ہے اور جو علامہ نجفی کے نام سے معروف ہیں انہوں نے بھی اسلام آباد کے علاقے میں جھنگی سیداں میں بھی میری کتابوں کے پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ سب اس لئے نہیں کہ شرف الدین نے بہت عمدہ و نایاب و نادر کتابیں لکھی ہیں بلکہ یہ لوگ جھوٹ در جھوٹ پر مبنی سیاست اور جھوٹے عقائد کا پنڈورا بکس کھلنے سے ڈرتے ہیں، کیونکہ میری کتابوں میں قرآن اور سنت حضرت محمدؐ کی طرف دعوت ہے جبکہ قرآن وسنت محمدؐ دونوں ان کے خود ساختہ مذہب کیلئے دیمک ہیں لہٰذا انہوں نے قرآن کے بدلے میں بواشاہ عباس کے غنا سے بھرے مدائح اور حضرت محمدؐ کے بدلے حضرت علی کو اٹھایا ہے میری کتابوں کو رکھنے اور پڑھنے پر پابندی کا مقصد اس پنڈورا بکس کھلنے سے ڈرنے کے سوا اور کچھ نہیں کہ جس کے کھلنے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ان لوگوں کے عقائد قرآن وسنت نبی کریمؐ کی ضد و مخالفت اور دشمنی پر مبنی ہیں۔

میں ایک عرصہ سے سوچ رہا تھا یہ حضرات کیوں اپنے مدارس کے نصاب میں درس قرآن اور مطالعہ تفاسیر سے گریز کرتے ہیں۔ یہاں ارباب مدارس اس کا مختلف انداز میں جواب دیتے تھے:

ا۔ ہم پہلے ان کو قرآن سمجھنے کے علوم سکھائیں گے اور بعد میں قرآن بھی رکھیں گے لیکن یہ وعدہ پچاس ساٹھ سال گزرنے کے بعد بھی وفا نہیں ہو سکا کیونکہ یہ بات صرف عوام کو ٹالنے کی حد تک تھی یہ وعدہ بعد میں بھی وفا نہیں ہو گا بلکہ اس کیلئے لیت و لعل کے جوابات سے ٹالتے رہیں گے۔

۲۔ بعض نے اس سوال کو روکنے کیلئے تفسیر المیز ان کو رکھا چنانچہ مولانا صلاح الدین نے ایسا ہی کیا تھا گویا پہلی کلاس کو آخری کلاس کی کتاب دی لیکن یہ بھی کچھ وقت کیلئے تھا۔

مدارس دینی کے نصاب میں قرآن نہ رکھنے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قرآن ان کے فرسودہ وجاہلانہ اور کا ذبانہ عقائد کے لئے دیمک کی حیثیت رکھتا تھا یہاں تک کہ یہ لوگ قرآن کو کسی بھی سطح پر بعنوان درس رکھنے کے خلاف تھے لہٰذا بعض تو کسی کے گھر میں بھی تفاسیر قرآن دیکھ کر چڑتے تھے، چنانچہ راجہ ناصر کو ہمارے گھر میں الفرقان فی تفاسیر القرآن دیکھ کر غصہ آیا، اعجاز جہنمی تفسیر کبیر فخر الدین رازی دیکھ کر کہنے لگے اس میں سب کچھ ہے

صرف تفسیر نہیں، جب ہم نے ان سے پوچھا آپ آٹھ دس سال سے فقہ پڑھ رہے ہیں فقہی مسائل میں سے کتنے مسائل کے بارے میں آیات یاد ہیں تو انہیں اس بارے میں اس قسم کی آیات یاد نہیں تھیں۔

علامہ مجلسی شگری اور جناب محمد علی شاہ کو تفسیر شعراوی سے چڑ ہے۔ حوزے والی ہماری اولاد و داماد کو شبیر خانی نے کلی طور پر کتاب ہی نہ پڑھنے کی تلقین کی ہے ان کے خیال میں ان تفاسیر میں زیادہ تر شیعوں پر حملہ ہے انھیں صرف وہ تفاسیر قبول ہیں جو شیعوں کی لکھی ہوں یا سنیوں کی لیکن ان میں روایات مرسلہ و بے سند کے ذریعے آیات کو اہل بیت کی طرف پلٹایا گیا ہو اور جن میں اہل بیت کو اصل اور پیغمبرؐ کو فرع قرار دیا گیا ہو یہ سلوک و رویہ تنہا قرآن سے نہیں بلکہ ان کو ہر وہ کتاب بری لگتی ہے جو ان کو وثن و صنم پرستی سے روکتی ہے۔

امام مہدی دلیل بے دلیلان:

تاریخ اسلام میں جب یہود و نصاریٰ، مجوس و مشرکین عرب ایک طاقت و قدرت عظیم اسلام کے مقابل میں بے بس و بے چارا ہوگئے تو وہ لباس نفاق پہن کر مفکر و معلم اور مرشد بن کر مسلم معاشرے میں گھل مل گئے۔ انہوں نے فساد پھیلانے والے افکار و نظریات کا زہریلا مواد مسلم معاشرے میں پھیلایا تو معاشرے کے ضعیف العقیدہ اور سادہ لوگوں خاص کر شکم پرست و مفاد پرست لوگوں کا گروہ ان کے گرد جمع ہوگیا۔ پہلے دن سے انہوں نے اسلام کی دو چیزوں کو اپنے تیر یا حملے کا ہدف بنایا ہے۔

۱۔ اسلام ۲۔ اسلامی معاشرہ

انہوں نے مسلم معاشرے کو منتشر کرنے کے لئے جس چیز کو اٹھایا اور جو سب سے زیادہ خطرناک ہے اور جس کے خریداروں میں معاشرے کے ان پڑھ اور سادہ لوگوں کے ساتھ ساتھ مفکر و علماء و دانش ور بھی شامل ہیں وہ مسلم معاشرے کو دلیل و برھان اور منطق سے نکال کر جنگل میں تبدیل کرنا ہے انہوں نے لوگوں سے کوئی بات بغیر دلیل و برھان و منطق منوانے کے لیے چندین سلسلے شروع کیے ہیں۔ ان میں سے ایک کسی مرنے والے کی موت سے انکار ہے اور مرنے والے کی واپسی کا شور و شرابا ہے۔ ان کے پھیلائے گئے خود ساختہ عقیدے کے مطابق ایک انسان جو مرا نہیں ہے بلکہ مر ہی نہیں سکتا ہے اس کا نام امام مہدی ہے لیکن عربی زبان میں مہدی ہدایت کرنے والے کے لیے نہیں آیا ہے بلکہ ہدایت کے لیے جو کلمہ آیا ہے اس کو ہادی کہتے ہیں اور مہدی نجات دلانے والے کو

کہتے ہیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ کلمہ پہلی بار کب اور کس نے استعمال کیا ہے۔ہم طول تاریخ مسلمین میں اس کلمے کو اٹھانے والوں کی ایک تفصیلی فہرست پیش کرتے ہیں لیکن اس کی تفصیل کے لیے ایک مکمل کتاب کی ضرورت ہے اب ہم اس کتاب میں صرف مختصر ذکر کرتے ہیں۔

۱۔عبداللہ بن سباء نے حضرت علی کی وفات کے بعد اعلان کیا کہ حضرت علی کی وفات نہیں ہوئی ہے حضرت علی مہدی ہیں اور وہ واپس آئیں گے۔تاریخ اسلام میں یہ سب سے پہلے مہدی تھے۔

۲۔فرقہ کیسانیہ کے پیروکار مختار ثقفی نے محمد ابن حنفیہ جو فرزند علی ہیں کی وفات سے انکار کیا اور کہا کہ محمد ابن حنفیہ کی وفات نہیں ہوئی ہے محمد ابن حنفیہ مہدی ہیں وہ واپس آئیں گے۔

۳۔امام محمد باقر کی وفات کے بعد آپ کے پیروکاروں نے آپ کی وفات سے انکار کیا اور کہا کہ یہ مہدی ہیں اور ایک دن واپس آئیں گے۔

۴۔جب محمد ابن عبداللہ نفس ذکیہ کو منصور دوانیقی نے قتل کیا تو مغیرہ عجلی نے محمد کی وفات سے انکار کیا اور کہا کہ یہ مہدی ہیں اور یہ واپس آئیں گے۔

۵۔امام جعفر صادق کی وفات کے بعد ابی خطاب اسعدی نے امام جعفر صادق کی وفات سے انکار کیا اور ان کو مہدی کہا۔

۶۔اسماعیلیوں نے امام جعفر صادق کے بڑے فرزند اسماعیل جو کہ امام جعفر صادق کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے ان کی وفات سے انکار کیا اور ان کو مہدی کہا اور کہا کہ وہ ضرور واپس آئیں گے۔

۷۔امام موسیٰ ابن جعفر صادق جب ہارون رشید کے زندان میں وفات پا گئے تو ان کے پیروکاروں نے ان کی وفات سے انکار کیا اور کہا کہ یہ مہدی ہیں ایک دن ضرور واپس آئیں گے۔

۸۔امام علی ہادی کے فرزند محمد ابن علی جو کہ ان کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے ان کے پیروکاروں نے ان کی وفات کا انکار کیا اور ان کو مہدی کہا اور ان کی واپسی کا اعلان کیا۔

لوگوں نے معاشرے کی جانی پہچانی شخصیت جو بہت سے لوگوں کے سامنے وفات پا گئی بلکہ جس کی انہوں نے خود قبرستان لے جا کر تدفین کی ان کی وفات سے بھی انکار کیا اور کہا کہ یہ ان کا دکھاوا ہے یہ مہدی ہیں

اور ایک دن ضرور واپس آئیں گے۔ جب امام حسن عسکری نے وفات پائی تو اس وقت سعد اشعری نے اپنی کتاب مقالات فرق اور نوبختی نے اپنی کتاب فرق شیعہ میں لکھا ہے امام حسن عسکری کی وفات کے بعد شیعہ پندرہ فرقوں میں بٹ گئے تھے ان پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقے نے کہا کہ ابھی امام کا فیصلہ مت کرو کیونکہ امام حسن عسکری کی ایک کنیز حاملہ ہے لیکن جب دو سال تک کسی بچے کی پیدائش نہیں ہوئی تو انہوں نے کہا کہ امام حسن عسکری کی وفات سے پہلے ہی مہدی پیدا ہو گیا تھا۔

امام حسن عسکری کا لاولد ہونا ایک طرف مہدی کو مشکوک کرتا ہے اور دوسرا مہدی کی والدہ کا تعین بھی مہدی کو مشکوک کرتا ہے کہ ان کی والدہ کون تھیں کس کی بیٹی تھیں کس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی والدہ کے بارے میں انہوں نے قصہ کہانیاں بنائی ہیں ان کے بارے میں چار اقوال پیش کیے ہیں۔

۱۔ اس کی ماں کا نام ریحانہ تھا۔ ۲۔ شیقہ تھا ۳۔ سوسن تھا ۴۔ نرجس خاتون تھا

امام حسن عسکری کی ان چار کنیزوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ چار کنیزیں نہیں تھیں بلکہ ایک ہی کنیز کے چار لقب تھے لیکن یہ چاروں نام کسی انسان کے نام نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں نام پھولوں کے ہیں۔

دین اسلام کے قوانین اعلیٰ میں نکاح، زواج، ارث کے لیے نسب کا ثابت ہونا بہت ضروری ہے ولادت کا اعلان کرنا، کسی سے عقد کرنا یا پھر ارث ملنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی کسی معتبر ادارے سے تصدیق کروائی جائے۔ کم سے کم محلے والے خاص کر کسی اعلیٰ وارفع گھرانے میں کسی کی پیدائش پر شور شرابا کرتے ہیں لیکن اس مہدی کی پیدائش پر کوئی دو آدمی بھی گواہ نہیں ہیں بس ہمارے خلاف ہی بہت شور شرابا کیا جاتا ہے خاص کر ہمارے محترم آغا شیخ محسن نجفی اور داماد سید محمد سعید نے کہا کہ ہمارے پاس چار سو سے زائد احادیث موجود ہیں ان احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ احادیث ھاشم بحرانی کی کتاب وسائل الشیعہ میں ہیں جو انہوں نے امام مہدی کے بارے میں لکھی ہے انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ ان چار سو احادیث کو چھوڑ کر علی شرف الدین کی بات کو حق تصور کیا جائے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ تین سو نوے احادیث کو چھوڑ کر صرف دس احادیث کی سند پیش کر دیں۔ فقیہ غلات وخرافات شیعہ علامہ محمد حسین ڈھکو اور ہمارے علاقے شگر کے علامہ مجلسی نے کہا ہے کہ

مہدی کی ولادت کے وقت شدت تقیہ کی وجہ سے مہدی کی پیدائش کا کسی کو نہیں پتہ چل سکا سوائے ان کے والد، والدہ اور پھوپھی کے۔ یہ تقیہ تو صرف اس وقت کے امام حسن عسکری پر لاگو تھا اس وقت تو تقیہ نہیں ہے لہٰذا مہدی کی ولادت کو ثابت کرنا پڑے گا۔

گواہ عدل سے امام مہدی کی ولادت ثابت نہ ہونے پر علماء نے امام مہدی سے ہی ہاتھ اٹھالیا ہے اور کہا ہے کہ مہدی نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس مہدویت ہے لیکن یہ نظریہ شیعوں کا تو نہیں ہے بلکہ یہ نظریہ اہل سنت کا ہے کہ کوئی نجات دہندہ آئے گا اس کو مہدویت کہتے ہیں۔ جناب شیخ محسن نے مہدی کی ولادت ثابت نہ ہونے پر چارسو احادیث سے ہاتھ اٹھایا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم کی روایات پر بھروسہ کرنا چاہیے، آپ کو سنیوں سے تو چڑ بھی بہت ہے لیکن کیا کریں ضرورت کے وقت تو کڑوی دوا بھی کھانی پڑتی ہے۔ محترم علامہ جواد نے بھی اس نظریے کو ہی بہتر سمجھا ہے کہ ہمارے پاس مہدویت ہے کیونکہ کون اس امام مہدی کی ولادت کے شوائد وثبوت کو تلاش کرے جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔

تعجب کی بات ہے جس کے ماں باپ مشکوک ہیں اس کو پردہ غیب میں رکھ کر لوگوں کے ساتھ کھیل کھیلا جارہا ہے لیکن ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ کسی بات کو بغیر دلیل و برھان ومنطق کے منوانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہمارے ایک رشتے کے عزیز جناب آغا سعید محمد علی موسوی نے بیس پچیس سال حوزہ قم میں رائج دروس ختم کرنے کے بعد آپ نے فلسفے میں مذید چار پانچ سال لگا کر ڈاکٹری کی ڈگری لی ہے۔ یہ تو واضح وروشن ہے کہ حوزہ اور فلسفے میں خرافات موجود ہیں آپ نے ان خرافات کو جدید کرنے کے لئے انگریزی زبان پر بھی عبور حاصل کیا ہے۔ آپ نے کتاب فلسفہ اخلاق کے نام سے اپنے استاد کی کتاب احساس اخلاق کا ترجمہ کیا ہے اس کتاب کے احتساب میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مادر امام مہدی نرجس خاتون کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔ ایک حوزے کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز فلسفے میں ڈاکٹریٹ کرنے والے نے اپنی کتاب ایک ایسی خاتون کے نام کی ہے جس کا دنیا میں کبھی وجود ہی نہیں تھا۔

طول تاریخ اسلام میں جہاں مفاد پرست دلائل پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہوئے تو وہاں انہوں نے امام مہدی کا شوشا چھوڑا ہے ابی الخطاب اسدی نے کہا مجھے امام صادق نے فرمایا ہے اگر کوئی میرے مرنے میری

آنکھیں خود بند کرنے، غسل کفن دینے، دفن کر کے آنے کی بات کرنے اور میرے سر کو کاٹ کر بھی لائے تو نہیں مانتا کہ میں نے وفات پائی ہے میں زندہ ہوں میں نے آنا ہے، یہ نسخہ بعد میں آنے والوں نے بار بار آزمایا جب ان کی یہ تمام باتیں حقائق سے ٹکراتی ہیں تو یہ معجزہ ہونے کا شوشہ چھوڑتے اور معجزات خانے بنانے لگتے ہیں۔

امام موسیٰ بن جعفر کو آپ کی وفات کے بعد امام مہدی بنایا گیا جب امام حسن عسکری نے وفات پائی تو آپ لاولد تھے لہٰذا یہ امامت کے حوالے سے پریشان ہوئے کیونکہ دوسری طرف ان کے بھائی جعفر جو دروغ گوئی میں مشہور تھے چنانچہ شیعہ اس حوالے سے ۱۵ فرقے میں بٹ گئے ایک نے کہا امام حسن عسکری کی ایک کنیز حاملہ ہے لیکن دو سال گزر گئے کوئی ولادت نہیں ہوئی آخر میں انہوں نے وفات امام حسن عسکری سے پہلے ولادت کا دعویٰ کیا۔ نابالغ ہونے کی وجہ سے ان کے نائب بنائے گئے دوسرے نائب کے بعد تیسرا نائب نہیں ملا تو کسی قرمطی کو نائب بنایا جب اس نے وفات پائی تو چوتھے کیلئے کوئی موزوں شخص نہیں ملا تو محمد سمری کو بنایا وہ نہیں چل سکا اور گمنام ہو گیا تو انہوں نے اس دروازے کو بند کر کے کہا آئندہ آپ تمام علماء نائب امام ہونگے ہر جگہ دعوائے نیابت شروع کیا گیا جب بھی مہدی کے وجود کے بارے میں شک کا اظہار کیا گیا تو انہوں نے نئی اختراع چھوڑی پاکستان کی تنظیم امامیہ نے عریضے کا شوشا چھوڑا ہمارے چھورکاہ کے علماء نے شب شعر شروع کیا۔

یہ ہیں حاجی محمد علی صاحب کے بارہویں امام لیکن آپ کہہ سکتے ہیں کہ دلیل نہ ہونے کی بات درست نہیں دلیل سے بالاتر دلیلوں کے جواد حفظہ اللہ دام بقا کا کہنا ہی کافی ہے کیونکہ ہمارے مرشد جوہری نے فرمایا ہے ہمیں تحقیق کرنے کی اجازت نہیں ہے ہم بیل بھینس اور بکریوں جیسے مقلد ہیں۔

اس عقیدے کا پرچار کرنے والے اس پر وارد اعتراضات کا جواب دینے میں طفرہ و چشم بندی اور شور و غوغا سے اپنے عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہیں یا اس کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو ڈرا دھمکا کر ٹھنڈا کرتے ہیں مثلاً انہوں نے اس عقیدہ پر اعتراضات کرنے والوں کو طولِ عمرِ امام کو ارادہ و مشیت الٰہی کہہ کر یا ظہور امام کا وقت بہت قریب ہونے کا شوشہ چھوڑنے کی بات یا امام مہدی کے نام سے جھوٹے معجزات کی کہانیاں بنا کر یا اس کو اسرار کہہ کر ٹھنڈا کیا ہے حالانکہ اس موضوع میں اہم بات یہ ہے کہ وہ امام مہدی کا اصل وجود ثابت نہیں کر پاتے ہیں اگر وہ پیدا ہوئے ہیں تو کتنے عدول و معتمد مسلمانوں نے انہیں دیکھا ہے۔ امام حسن عسکری نے اپنے بعد امام

مہدی کے امام خلائق ہونے کے کتنے شاہد رکھے تھے ثالثاً امام جب نابالغ ہوتو وہ اور امام غائب امام نہیں بن سکتا۔ ان سوالوں کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہیں یہاں طول عمر کی بحث ہی لغو و بے فائدہ ہے۔

کہتے ہیں آپ امام حسن عسکری کے ہاں پیدا ہوئے لیکن محلے والے عدول مومنین میں سے کسی نے آپ کو ولادت کے بعد دیکھا ہو یا امام حسن عسکری نے اپنے معتقدین کو اپنا یہ بیٹا دکھایا ہو اور فرمایا ہو کہ یہ میرا فرزند ہے میرے بعد تمہارا امام ہے دس بیس عادل گواہوں نے سنا ہو، ایسی کسی بات کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا لیکن فقیہ سرگودھا اور فقیہ شکر مجلسی کا کہنا ہے تقیہ اتنا سخت تھا کہ آپ کسی کو نہیں دکھا سکتے تھے، سوائے باپ اور ماں کسی نے نہیں دیکھا۔ جب امام حسن عسکری تقیہ کی وجہ سے عند الشہود بیان نہیں دے سکتے تھے خود امام مہدی تقیہ کی وجہ سے اپنے امام ہونے کو ثابت نہیں کر سکتے تھے تو لوگوں پر حجت کہاں سے پوری ہوگی۔ بتائیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ایک گڑھا ہوا یا خود ساختہ عقیدہ دھوکہ وفریب ہے۔

جب ان کا اصل وجود امام حسن عسکری سے ثابت نہ ہوتو یہ دعویٰ کذب ہونے کے احتمالات ور جحان پاتا ہے اور اس کے صدق ہونے کے احتمالات گر جاتے ہیں اس عقیدہ مہدی سے دین عزیز اسلام کے کسی اصول و فروع کی تشہیر نہیں ہوتی، اب تک جھوٹ در جھوٹ سے چلائے جانے والے اس عقیدے کا ایک عجیب اور قابل افسوس مظہر یہ بھی ہے کہ اس سے لندن و نیویارک و جرمنی میں کالج اور یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ ان میں عیاشی خانے بھی بنے ہیں اس سے کراچی میں المرتضٰی و فاطمیہ نامی ضد اسلام درسگاہیں قائم کی گئی ہیں۔

اس سے اسلام آباد میں کثیر المقاصد عمارت بنائی گئی جس میں دروس خرافات کے ساتھ ٹی وی چینل میں فضائل ومناقب کے نام سے غزلیات اور علم نمائش گاہ فرسودگیات کا بھی سلسلہ وقتاً فوقتاً چلتا رہتا ہے۔ اس سے جعلی ضریحیں اور مرد و عورت کی مخلوط درسگاہیں بنی ہیں اس سے سیکولروں کیلئے الحادیوں نے امام خمینی ہوسٹل اور بعض دیگر عمارات بنائی ہیں۔ اس سے خوجہ وخواجگان کی عیش ونوش ہوئی، اہل دین و دیانت کے لیے شامت ومصیبت آئی، اس سے امام مہدی کی آمد و تاخیر کا اعلان کرنے والے مولویوں کی عیش ہوئی، اس سے قرآن اور حضرت محمدؐ کی سیرت پر پابندی کی راہ ہموار ہوئی اور دین کے نام سے قبرستانوں کی تعمیر ہوئی ہے۔ اس سے وزیر منصوبہ جات والحادیات اور وزیر مساجد ضرار، امام ضرار اور ماموین ضرار اور راجہ ناصر وامین شہیدی اور ان کے حواریوں کی عیش

ہوئی اور ہر آئے دن ان علاقوں سے اسلام بے دخل ہوا ہے جہاں اسلام آنے کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے وہاں آغا خانیت کا پرچار شروع کر دیتے ہیں اس امام ناسخ شریعت کی تعلیمات سے اولادوں کو باپ سے نفرت اور غلاظت کھلانے والے محسنین سے محبت کرنے والی اولادوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اسلام کو ناقابل عمل ثابت کرنے کی کوشش کرنے والوں نے اس عقیدے کی بنیاد پر ایک کھیل کھیلا ہے۔

دروازہ دخول وخروج امام زمانہ:

فی الحال دروازہ دخول مہدی کا ذکر کسی اور موقعہ پر کریں گے یہاں صرف دروازہ خروج کی طرف اشارہ کریں گے۔ اب تک اس دروازے سے امام کے نام سے فاسدین اور ملحدین نکلے ہیں اور نکلتے رہیں گے امام مہدی کے نام سے ایران میں بابی اور بہائی کے علاوہ سینکڑوں مجرمین نکلے ہیں جنہیں سزائے موت ملی ہے یا عمر قید کی سزا ملی ہے اما پاکستان میں اس دروازے سے قادیانی نکلے ہیں آغا خانی اس دروازے کی دربانی کررہے ہیں بعض نے یہ دعویٰ کیا تو جیل گئے بہت سوں نے لشکر امام زمانہ سپاہ امام زمانہ کے نام سے اپنے گروہ کا تعارف کروایا ہے ابھی تک میرے مشاہدے کے مطابق اس دروازے سے نکلنے والے فاسدین ہی تھے اگر امام مہدی کا تصور تصور صالح ہوتا تو امام مہدی سے وابستہ علماء یہاں کفر والحاد کے حامی نہ ہوتے اور مسلمانوں سے نفرت نہ کرتے اگر امام مہدی کا تصور صحیح ہوتا تو مرکز سکر دو اہالی بلتستان کے مسائل کے حل وعقد قائد عوام کی قیام کے گردو نواح میں رہنے والے حامیان تحریک انصاف ناچ گانے والوں کا پرچم بلند نہ کرتے اور مغربی ثقافت کی پیروی نہ کرتے میں سیاسی نہیں ہوں اور نہ بنوں گا لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے اس نام نہاد مذہبی علاقہ کے حاجیوں زاہدوں پرہیز گاروں علماء کی طرف سے کفر والحاد کی حمایت برداشت نہیں کرسکتا ہوں یہ حمایت کہیں بھی ہو مجھے برداشت نہیں لیکن اس موقعہ کی مناسبت سے عرض کرتا ہوں۔

عقیدہ امام مہدی جیسا فریبی عقیدہ ادیان و مذاہب عالم میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا ہے جس نے سادہ لوح انسانوں میں سے کثیر تعداد کو جادہ اسلام سے منحرف کر کے اسلام سے نفرت اور کفر وشرک والحاد والوں سے دوستی کرائی، فقیہ سرگودھا محمد حسین اور فقیہ شکر مجلسی صاحب کا تصریحی بیان ہے کہ شدید تقیہ کی وجہ سے ان کو ان کے ماں باپ اور پھوپی کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا ہے اللہ کی طرف سے دعوائے منصب کرنے والوں پر

فرض ہے کہ وہ امام موہوم کوشہود وعدول سے ثابت کریں،ان کی حجت ہونے کو خوف وہراس اور ڈرا دھمکا کے منوانے میں کوئی جواز ہوتو بتائیں۔ یہاں تک کہ یہ حقیقت وواقعیت سے دور ایک افسانہ اور کہاوت سے نزدیک یا اس سے بھی نیچے درجے کا کوئی ماجرا بنا ہے وہ اس کو غصے اور ڈنڈے سے چلا رہے ہیں۔

علماء بلتستان کے قرآن وسنت سے متصادم فتاویٰ:

بلتستان کے علماء نے شریعت اسلام کے مصادر جلی قرآن اور سنت پیغمبر اکرمؐ سے متصادم بعض فتاویٰ یہاں رائج کئے ہیں ہم ان سے کہتے ہیں کہ وہ کہیں بھی اخبار ومجلّہ یا کتابچہ کی صورت میں اپنے عقائد کے مصادر شرعی بیان فرمائیں۔

۱۔سبّ خلفاء جزوعقائد اہل بلتستان ہے اس کے مصادر کیا ہیں۔

۲۔نابالغ بچوں کے باپ دادا کی ولایت سے ان کا عقد کرتے ہیں اس کے کیا مصادر وماخذ ہیں۔

۳۔ پہاڑ میدان بنجر زمینوں پر قریب کے علاقے والے بغیر کسی اجازت کے قبضہ کرتے ہیں اور دور والوں کو یہاں سے استفادہ نہیں کرنے دیتے اس کے کیا مصادر ہیں۔

۴۔بہت سے لوگوں نے اپنی زمینیں اجارے پر لکھ کر دی ہیں کہ یہ سو سال یا پچاس سال تک آپ کے استعمال اور قبضے میں رہیں گی جس سے مالکان زمین کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے اس کی کیا شرعی دلیل ہے۔

۵۔بہت سے لوگ نذر امام موسیٰ جعفر اور حضرت عباس کے نام سے حیوان ذبح کر کے کسی سید سے قبضہ کراتے ہیں اس کا جواز کیا ہے۔

۶۔اب علماء ہر قسم کے کھیل کود کی ضرورت اور اس کے صحیح ہونے پر بھی فتویٰ دے رہے ہیں اس کی کیا دلیل ہے۔

۷۔کسی اجنبی مرد اور عورت کے درمیان محرم بنانے کیلئے کسی چھوٹے لڑکے سے کسی چھوٹی لڑکی کا عقد کراتے ہیں اس سے معاشرے میں بہت سے فساد اخلاقی کا دروازہ کھلتا ہے بتائیں اس کا جواز کہاں سے استناد کیا ہے۔

۸۔دیگر ملکوں میں جہاں متعہ چلتا ہے وہاں یہ مثل زنا چلتا ہے چنانچہ مخفی ہوتا ہے اعلانیہ کہیں بھی نہیں ہوتا

ہے لیکن بلتستان کے علماء عقد متعہ کر کے گھر میں زوجیت کی حیثیت سے لا کر عورتوں کو تمام حقوقِ سے محروم رکھتے ہیں اس کی کیا منطق ہے۔

۹۔ یہ جو حج ،نماز وروزہ جیسی عبادات اجارے پر کرتے ہیں یہ قرآن وسنت سے مستند نہیں ہے۔ یہ عمل صرف فقہاء کے رسائل عملیہ میں پایا جاتا ہے یہ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ فقہاء کے بغیر استناد فتاویٰ پر مثل قرآن عمل کیا جارہا ہے اگر کسی کے پاس اس حوالے سے قرآن اور سنت نبی کریمؐ سے کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔

علماء بلتستان کی ناقابل فراموش خدمات:

ان کی خدمات صفحات تاریخ میں ثبت ہو چکی ہیں۔ جو دنیا بھر کے علماء دین کو نصیب نہیں ہوئیں وہ خدمات علمائے بلتستان کے حصّے میں آئی ہیں ان خدمات میں سے ایک رونا پیٹنا ہے، گویا امام حسین نے فرمایا تم روتے رہو، رونا تمہارا مقدر ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ رونے سے انہیں کچھ نہیں ملے گا اور نہ کہیں کسی کو ملا ہے۔

دانشوران:

طالب علمی کا دور گزارنے کے بعد حاصل کردہ علم کو گردش اور فروغ دینے کا نام دانشوری ہے یا سند کو ہاتھ میں لے کر جیب میں نوٹوں سے بھرے بنڈل کے ساتھ دفتروں اور اداروں میں چکر لگانے، ہڑتال اور دھرنا دینے، مسلمانوں کی املاک کو توڑنے اور جلانے اور ان کا ساتھ دینے والوں کو دانش ور کہتے ہیں لیکن فی زمانہ خالص حصول دنیا اور ترقی وتمدن سے متعلق سرگرم اور اصل دین سے شاکی اور دین سے چڑنے والوں کو دانشور کہتے ہیں، دنیا کی ترقی وتمدن دانشوران علوم طبیعیات وفلکیات اور ریاضیات وغیرہ سے قائم ہے لہٰذا اگر بعض افراد یا گروہ ملک میں جاری ترقی وتمدن، روڈ، ہسپتال، وسائل نقل وحمل، جہازوں، گاڑیوں اور ادویات کو عام کرنے والوں کی تنقیص ومذمت کریں گے تو لوگ ان کو پاگل اور دیوانہ کہیں گے۔

اب دیکھتے ہیں بلتستان میں دانشوران کی کیا تاریخ ہے اور انہوں نے اس علاقے کے لیے کیا کیا خدمات پیش کی ہیں۔

علماء ودانشوران میں تناؤ وکھچاؤ:

تعلیم مروجہ اور تعلیم دین میں تفاضل وتفاخر اور برتری وترجیح کی برگشت دنیاداری اور ایمان با آخرت کو جاتی ہے، دنیاداری کی ترجیحات نے مروجہ علوم کے رجحان میں اضافہ کیا ہے حکومت اور ارباب اقتدار نے مغرب والوں کی ہدایات پر اپنی ترجیحات میں علوم مروجہ کو رکھا ہے اور علم دین کو حکومتی ذمہ داری سے خارج کیا ہے انہی کے کہنے پر یہ اس کو بند کرنے پر کمر بستہ ہوئے ہیں، بعض لوگوں کو ان مدارس سے خدشہ لاحق ہے ان کا کہنا ہے کہ دہشت گرد انہی مدارس سے نکلتے ہیں سیکولر ان مواقع سے استفادہ کر کے نفرت پھیلاتے ہیں ہمیں پہلے سے ان مدارس سے یہ شکایت رہی ہے کہ انہوں نے مصادر اسلام قرآن وسنت وسیرت محمدؐ اور تاریخ اسلام کو مدارس سے بے دخل کیا ہے۔

اہل دین کا کہنا ہے اس دنیا کے علاوہ دوسرے عالم میں بھی جانا ہے، وہاں حساب ہوگا، دین وشریعت پر عمل کرنے اور رد کرنے والوں کے درمیان عدالت ہوگی۔ دنیا طلبی والے گروہ وہی بات کرتے ہیں جو مشرکین کہتے آئے ہیں جاثیہ ۲۴ انسان ا۔ وہ دنیا ہی کو ترجیح دیں گے وہ تنہا دنیا سازی کی تعلیم دیتے ہیں۔ مروجہ تعلیم میں آخرت نامی موضوع کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ارباب حکومت بھی دنیاداری کی ترجیحات رکھتے ہیں انہوں نے دین کو اپنی ذمہ داری سے خارج کیا ہے جبکہ علم دین کی درسگاہوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف مروجہ تعلیم کی افرادی قوت انکے مقابل کئی گناہ زیادہ ہے۔ علم دین اس وقت حالت احتضار میں بغیر تیمارداری کی حالت سے گذر رہا ہے۔ یہاں اس حوالے سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ملک علم دین کا نیازمند نہیں ہے؟ انکی ترجیحات میں دین کیوں نہیں ہے۔ کیا قرآن وسنت اقتصادی واجتماعی اور دوسرے علوم کی مخالفت کرتے ہیں ان تمام سوالات کا جواب ایک ہی ہے کہ علوم مروجہ انسان کو ایمان باللہ سے منع کرتے ہیں اور نہ ہی علم دین ان علوم کو سیکھنے سے منع کرتا ہے۔ جب ایسا نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے پھر تناؤ اور مخالفت کہاں سے پیدا ہوئی ہے، اسکا جواب واضح ہے یہ دونوں علوم ایک دوسرے سے متصادم ومتعارض نہیں ہیں۔

بلتستان میں برملا دین اور علماء سے نفرت واہانت وجسارت کا دور اعلیٰ مروجہ تعلیم کے سند یافتہ کنٹرول غلام مہدی کی یہاں آمد سے شروع ہوا۔ آپ اس درس گاہ کے فارغ التحصیل تھے جس کی بنیاد اسلام کو کنارے پر

لگانے اور مسلمانوں کوانگریز کا غلام بنانے کیلئے ان کی ایماء واشارے پر سرسید احمد خان نے رکھی تھی، جس کا پہلا ایم اے ایل ایل بی کنٹرول غلام مہدی تھا۔ عالم اسلام میں علماء کی مخالفت کا آغاز یہاں برطانیہ کی استعماریت قائم ہو نے کے بعد ہوا، علماء اور عوام کے درمیان خوشگوار تعلقات کو دیکھ کر انہوں نے علماء کے خلاف جنگ شروع کی، انہوں نے یہاں کے دانشوران کو علماء بنا کر اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس سلسلے میں بلتستان میں علماء کے خلاف محاذ آرائی و بدگوئی اور تنقیص کا سلسلہ غلام مہدی ایل ایل بی حسین آبادی نے کیا، وہ کھلم کھلا علماء کو برا بھلا کہتے اور ان کا مسخرہ کرتے تھے چنانچہ علماء اور دین کا مسخرہ کرنے پر ان کا مرحوم آقائے حاج سید حسن موسوی کے درمیان جھگڑا ہوا تھا چنانچہ حسین آباد کے عمائدین نے غلام مہدی سے کہا وہ آغا صاحب سے معافی مانگیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ ملت مسلمان رہنے کیلئے علم دین کی نیاز نہیں رکھتی؟ کیا مروجہ علوم ہی باعث سعادت دارین ہیں؟ کیا مروجہ علوم انسان مسلمان کو علم دین سے منع کرتے ہیں؟ کیا فزکس، کیمسٹری، طب اور علم ہندسہ ایمان باللہ سے منع کرتے ہیں؟ کیا قرآن اور سنت محمدؐ علم طبیعات، ریاضیات، ہندسہ، علم معماری اور علم اقتصادی واجتماعی سے منع کرتے ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب نہیں میں ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان دو علوم کے طالبعلموں اور استادوں میں تناؤ، کھچاؤ، نفرت اور ناپسندیدگی اور ایک دوسرے سے بیزاری کہاں سے آئی ہے؟

ان دونوں میں تناؤ پیدا کرنے والے وہ ادارے، سکول و کالج اور یونیورسٹیاں ہیں جو اربوں، کروڑوں تعلیم کے نام سے کماتے ہیں۔

دراصل جن لوگوں نے مدارس کا جال بچھایا ہے انہوں نے ہی نفرت کا بیج بویا ہے۔ کیا انہوں نے یہاں دین وایمان سے جنگ نہیں لڑی ہے؟ کیا انہوں نے یہاں کے معاشرے میں تفرقہ اور اختلاف وانتشار، عداوتیں اور نفرتیں نہیں بڑھائی ہیں؟ کیا انہوں نے یہاں کفرستان ہندوستان کو واپس لانے کی تمہید نہیں باندھی ہے؟

غلام مہدی کنٹرول اور ماسٹر موسیٰ دونوں اور جناب مرحوم آغا سید علی موسوی خطیب توانا اور مرحوم شیخ غلام محمد صاحب کے درمیان اس مثال فارسی پر معائدہ غیر رسمی طور پر ہوا تھا کہ ''من تو را حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' باقی سب گلہ گوسفندر ہیں، یہ دونوں ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے یہاں سے علماء کی تذلیل اور بے

احترامی وتحقیر شروع ہوگئی یہاں تک کھڑ پنچ لوگ کہتے تھے ہمیں ان علماء کو دیکھ کر شرم آتی ہے یہاں سے بلتستان میں علماء کی حیثیت گر گئی اور ان کے فرزندوں کو اس صف سے نفرت ہوئی تو ان کے فرزندوں نے روشن خیالی کو ترجیح دینا شروع کیا، مخالفت علماء میں دوسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو مذاہب فاسدہ وضالہ اور دنیوی مفادات کی خاطر آیات کی غلط تاویل اور غلط تفسیر کرنے والے ہیں یہ اسماعیلی جماعت کے لوگ ہیں۔

غلام مہدی کنٹرول مروجہ تعلیم میں بلتستان کے پہلے اعلیٰ سند یافتہ تھے جن کو اپنی سند پر چار فٹ سے اونچا فخر تھا کہتے تھے میں علی گڑھ یونیورسٹی کا سب سے پہلا ایل ایل بی ہوں۔ کیا جدید علوم کے اندر ہی کفر والحاد کا بیج ہے یا ایمان سوز مادہ ہے کہ جس کسی نے بھی ایک گھونٹ پی لیا وہ کافر وملحد ہو جاتا ہے ایسا نہیں ہے، الحاد علم میں نہیں ہے کیونکہ علم حقیقت اور واقعیت تک پہنچانے کا نام ہیں بلکہ الحاد اس علم کو فروغ دینے والے اساتید، نصاب گزاران اور این جی اوز اور عوام دونوں سے پیسہ لے کر سکول چلانے والے ہی پھیلاتے ہیں۔ چنانچہ برصغیر میں علی گڑھ یونیورسٹی سر سید احمد خان کی برطانیہ سے گٹھ جوڑ والی درسگاہ تھی جو اسلام اور برصغیر سے بدنیتی کی بنیاد پر بنی تھی۔ یہاں پر مغرب پرستی، اسلام سے دوری، سیکولرازم اور الحادیت کی بنیاد رکھی گئی، اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے بہت کچھ ملا کر ایک معجون بنایا گیا تھا، غلام مہدی صاحب اس معجون کو کھا کر آئے تھے وہ جب حسین آباد میں سابقہ کھچون میں پہنچے تو ان کو قے ہوئی تھی جس کو حسین آباد کے اسکول وکالج والوں نے علم سمجھ کر پیا تھا اور اس کو حسین آباد والوں نے دیگران کی بنسبت زیادہ پیا تھا جسکی وجہ سے آج حسین آباد میں دیگر شہروں کی بنسبت اسلام کے منافی مناظر زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

بلتستان میں غلام مہدی کے بعد دوسرا دانشور جناب ماسٹر محمد موسیٰ صاحب چھورکا ریسر والے تھے۔ مرحوم اس وقت پورے

بلتستان کے انسپکٹر تعلیم تھے وہ کنٹرول غلام مہدی کی بنسبت دیندار تھے۔ خود ان کے کہنے کے مطابق نہج البلاغہ پر بہت عبور رکھتے تھے۔ وہ سائنس ہی کو علم حقیقی سمجھتے تھے، ایک دفعہ ان کی تقریر سننے کا موقع ملا جہاں آپ معراج نبیؐ پر تقریر کر رہے تھے۔ تقریر میں کہنے لگے کہ حضرت محمدؐ کا مسجد الحرام سے سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کی کتنی مسافت بنتی ہے، یہ بتانے سے علماء اسلام عاجز ہیں۔ پھر انہوں نے اس کا اندازہ کر کے بتایا کہ آپؐ جب معراج

سے واپس تشریف لائے تو بستر گرم تھا، دوروازے کی کنڈی ہل رہی تھی، لوٹے کا پانی گر رہا تھا۔ آپ بتائیں بستر کتنی دیر تک گرم رہ سکتا ہے، کنڈی کتنی دیر تک ہلتی رہتی ہے، لوٹے کا پانی گرنے میں کتنی دیر لگتی ہے، اس وقت کا منٹوں میں اندازہ لگائیں پھر سائنسی تحقیقات سے مدد لیں تو پتہ چلتا ہے کہ نور ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ مسافت طے کرتا ہے پھر اوپر بتائے گئے وقت کے جتنے سیکنڈ بنتے ہیں ان کو اس سے ضرب دیں تو یہ مسافت پتہ چل جائے گی۔ ان کی تقریر کے اختتام پر میں نے عرض کیا یہ تحقیقات جو آپ نے پیش کی ہیں اور ان سے جو نتیجہ آپ نے بنایا ہے اس کے بارے میں ہمارے تحفظات ہیں، ایک تو سائنس کی بنیاد پر ہونے والی تحقیقات آخری نہیں ہوتی ہیں اور نہ ان سے حاصل ہونے والے نتیجے کو حتمی کہہ سکتے ہیں دوسرا یہ کہ بلتستان کے علماء تو عاجز ہو سکتے ہیں لیکن سب علماء اسلام کو عاجز نہیں کیا جا سکتا چنانچہ علوم فلکیات وستارہ شناس اور کہکشاں شناس علمائے اسلام تھے مغرب سے پہلے علماء اسلام نے محیر العقول ترقی کی تھی۔ مغرب نے علماء اسلام کی تحقیقات کے نتائج سے علم سائنس کی ابتداء کی تھی۔ بہر حال آپ بھی علماء کا بہت مسخرہ کرتے تھے میرا ان سے اس پر اختلاف نہیں تھا کہ ان کا علماء سے کیوں اختلاف ہے۔ یہ علماء وہی ہیں جو آج منبروں پر قابض ہیں۔ ایک نقل کے مطابق کسی عالم دین نے کہا متعہ کے غسل سے گرنے والی پانی کے قطرات سے فرشتے بنتے ہیں تو ماسٹر صاحب نے کہا یا شیخ فرشتے نہیں جراثیم بنتے ہیں۔ یہی علماء ہیں جو آج بھی بالائے منبر بہ کمال اطمینان دروغ گوئی وافسانہ گوئی کرتے ہیں یا کفر والحاد کی حمایت میں دعا کرتے ہیں اور ان کے پاس جو علم ہے وہ کتابوں کے مطالعے سے حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ سینہ بہ سینہ سماعت سے حاصل ہوتا ہے۔

غرض ہم جناب ماسٹر محمد موسیٰ صاحب کی تقریر پر اپنے تحفظات کی طرف آتے ہیں۔

ا۔ معراج پر جانے اور آنے کے وقت کا جو اندازہ انہوں نے لگایا ہے اور اس کی روشنی میں انہوں نے زمین سے سدرۃ المنتہیٰ کا جو فاصلہ بتایا ہے وہ بہت اغلاط پر مشتمل ہے نیز اپنی طرف سے یہ کارنامہ خوش اسلوبی سے انجام دینے پر انہوں نے علماء کو طعن کا نشانہ بنایا ہے اور ساتھ ہی اسلام کے مقابلے میں سائنس کو برتری دینے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح کی چیزیں اہل ایمان کے لیے ان دانشوران کے بارے میں تحفظات پیدا کرتی ہیں، یہ دراصل علماء کے مخالف نہیں بلکہ اسلام کے مخالف ہیں۔

۲۔وقت کے بارے میں جو روایت انہوں نے بتائی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی واپسی تک بستر گرم تھا، کنڈی ہل رہی تھی اور لوٹے کا پانی گر رہا تھا، یہ روایت صحیح نہیں ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ ان کا یہ اندازصحیح ہے یا غلط۔

۳۔بستر کنڈی اور لوٹے کے حوالے سے جو بات انہوں نے کی ہے، اندازہ کیا جاتا ہے وہ تین چار منٹ سے زیادہ نہیں ہوسکتا، ان کا کہنا ہے روشنی کی رفتار معلوم ہونے کی وجہ سے اس سفر کا فاصلہ پتہ چل جائے گا لیکن انہوں نے اس سفر کا تین چار منٹ میں ختم ہونے کا جو نتیجہ اخذ کیا ہے یہ غلط ہے کیونکہ یہ تو صرف سفر پر خرچ ہونے والا وقت ہوسکتا ہے جبکہ رسولؐ اللہ نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی، جنت کی سیر کی، آسمان چہارم پر انبیاء سے ملاقات کی، یہ وقت سنہ نوری سے نہیں سنہ شمسی سے معلوم ہوگا۔نیز آپ نے رفتار نوری سے اندازہ لگایا، لہٰذا یہ چند منٹوں کا سفر نہیں بلکہ کئی گھنٹوں پر محیط سفر ہوگا۔

۴۔یہ مسافت جو علمائے فلکیات نے بتائی ہے، جو صرف مسافت کو بتاتی ہے۔سنا ہے سورج کی شعاع زمین تک آٹھ سیکنڈ میں پہنچتی ہے اور سورج ہمارا منظومہ ہے اس کے اوپر بہت سے اور منظومات ہوتے ہیں تو ان منظومات کا فاصلہ یہاں سے بہت زیادہ بتاتے ہیں آپ کے اس سفر میں سواری کے لیے جو کلمہ بیان کیا جاتا ہے وہ کلمہ براق برق سے لیا ہوگا لیکن آپ کی سواری کا نام براق ہے یہ کہاں سے ثابت ہے؟ یہ اندازہ بھی آپ نے دین کو جدید سائنس پر چلانے والوں کے کہنے پر کیا ہوگا۔قرآن میں یہ آیا ہے کہ اپنے بندے کو سیر کرائی، سورہ اسراء ملاحظہ کریں۔

۵۔سدرۃ المنتہٰی ان منظومات سے بھی بہت اوپر ہے منظومہ شمسی سے اوپر برق کی رفتار کتنی ہوتی ہے وہ بھی تحقیق طلب ہے، لہٰذا ان کی تقریر خود سائنسی تحقیقات سے بھی متصادم ہے۔

بے دینی کے رواج میں دانشوروں کا کردار:

علاقے میں تمام ضد اسلامی کاموں کو فروغ دینے میں بغیر کسی استثناء کے دانشوروں کا کردار رہا ہے، وہ اس میں دام درم سخن حصہ لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں۔اگرچہ اس سلسلے میں ہم نیم ماڈرن مولویوں کا کردار بھی رد نہیں کرسکتے ہیں۔چنانچہ جامعہ نجف کی درسگاہ مروجہ اور قدیم دونوں سے فارغ جناب توحیدی صاحب کی

زیرنگرانی درسگاہ میں بھی دونوں علوم کو رکھا گیا ہے ان کا یقین یہ ہے کہ علم دین و دیانت تنہا کسی کام کا نہیں جب تک مال درآمد کرنے والی این جی اوز سے رابطہ کا علم حاصل نہ کریں لیکن وہ اپنی جگہ کسی اور دانشور کے طوطی ہیں، باقیوں کی حالت واضح ہے، وہ اپنے دین و دنیا دونوں کے لئے صرف عربی گرائمر میں عمر گزارنے پر پشیمان ہیں کہ کاش ہم نے بھی کچھ انگریزی پڑھی ہوتی تو ہم بھی شکریہ کی جگہ تھینک یو، سوری اور بیت الخلاء کی جگہ ٹوئیلٹ کہتے۔ البتہ دانشوروں کا کردار سب پر عیاں ہے بزم ادب کے نام سے مشاعرے میں بے ہودگیاں، گانوں، موسیقی، شہوت انگیزی کا پرچار اور دینداروں کا مسخرہ واستہزاء کرنے میں یہ گروہ سرگرم ہوگیا تھا اب وہ کہاں پہنچے ہیں معلوم نہیں۔ ایک گروہ بین الاقوامی این جی اوز کیلئے لشکر ابرہہ کا ٹھیکہ لئے ہوئے ہے۔ ابھی تک یہ سننے میں نہیں آیا ہے کہ کسی دانشور نے دانشمندی دکھاتے ہوئے اسلام کی سربلندی و اسلام کے بول بالا کی بات کی ہو، یہ دانشور صوم و صلاۃ کے پابند اور داڑھی والے سے بات کرنا اپنی روشن خیالی کے منافی سمجھتے ہیں۔ ہاں ہمارے محترم ڈاکٹر حسن خان صاحب کے بقول دین ان کے نزدیک نان ایشوز میں سے ہے اس پر وہ وقت ضائع نہیں کر سکتے لیکن چار پانچ سال گزرنے کے بعد جب انتخابات کا اعلان ہوتا ہے تو وہ دین کو نان ایشوز میں سے نکال کر اس کو ایک ایشو بناتے ہیں۔ اس میں پہلے اعظم خان کا نظریہ معلوم کرتے ہیں کہ حضرت سرکار اس سال آپ کس ملحد کے ممبر بنیں گے ایم کیو ایم کے یا عمران خان سے ٹکٹ لیں گے تا کہ ہم ان کو دین بتا سکیں خود اعظم خان نے اس سے پہلے والے انتخابات میں اہال شگر کے دوسرے اعظم خان کو ووٹ نہیں دیا ہے بلکہ الطاف حسین کو دیا ہے یہ اس لیے کیا ہے کہ بلتستان کے قوم پرست نے قوم پرست الطاف حسین سے قوم پرستی سیکھی جہاں اقتدار کے لیے دین کو داؤ پر لگایا ہے، ایسے افکار و اعمال کے ساتھ آپ فلسفۂ اسلامی کا درس بھی دیتے ہیں، امام موہوم یا امام ساکن یورپ کی آمد کا انتظار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے ہمیں ڈانٹا تھا کہ امام تشریف لانے والے ہیں باقی لوگ تو تیاریاں مکمل کر چکے ہیں لیکن بلتستان کے علماء کس خواب میں ہیں یا عزاداری کی خاطر ارتکاب محرمات کے جواز کا فتویٰ بھی خود صادر کرتے رہتے ہیں۔

ا۔ روشن خیالی ثابت کرنے کیلئے ملک کی مرکزی حیثیت کو کمزور کر کے وفاق کے تصور کو رضا ربانی کی تقلید میں اٹھانے کیلئے بے چین رہتے ہیں جنہیں روشن خیالوں نے خالق خودمختاری صوبہ قرار دیا ہے۔ اس میں

شدت آنے کے لیے وہ انتظار میں رہتے ہیں ایک سوال پیش آیا گندم کی سبسٹی کے خاتمے کے خلاف دھرنا کس کے خلاف ہوگا۔ وفاق تو آپ کی کوششوں کی وجہ سے سبکدوش ہوگیا۔ جتنی ملک وملت و دین کے خلاف فکر پیش کریں، اتنا ہی انسان زیادہ روشن خیال بن جاتا ہے اسی نیک نامی کے صلے میں انہیں سینٹ کا چیئر مین بنایا گیا یہ روشن خیال ہی ہیں کہ ان کی کوششوں سے دین وشریعت سے اہانت وجسارت بڑھ رہی ہے۔

۲۔این جی اوز کے نزدیک نام بنانے کی خاطر اسلامی وعلاقائی عزت و وقار کو ہر آئے دن کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کررہے ہیں۔

۳۔ملکی وعلاقائی ترقیاتی منصوبوں پر کام روک کر خورد برد کرنیکی فائلز کھولنے کے لئے ضلع وڈویژن غریبوں کو ڈرا دھمکا کر مطالبہ کرتے ہیں، سرکار کے پاس جو بجٹ ہے وہ ترقیاتی بجٹ ہے' دانشوروں کو خریدنے کی خاطر منظور کرتے ہیں، جو یہ ضلع وڈویژن اور تھانہ کھولنے کیلئے صرف کررہے ہیں۔ یہ ان کی دانشوری میں شمار ہوتا ہے۔

۴۔علماء سے لغویات اگلوا کر اور فرسودگیاں نکال کر اسلام پر تنقید ان کے کامیاب کارناموں میں سے ہے۔

۵۔بہتر پڑھائی وتجربہ کار ہونے کی اسناد اب بیکار یا ناکارہ ہو چکی ہیں۔اب نوکریاں تین چار لاکھ میں فروخت کی جاتی ہیں یہ دانشوروں کا اس علاقے کیلئے تحفہ ہے۔

رشوت میں خریدی گئی نوکریوں کی بحالی کیلئے جلوس ونعرہ بازی اور دھرنے وغیرہ سنتے آئے ہیں لیکن کبھی انہوں نے ملک کی ترقی یا ملک میں نفاذ اسلام، روڈ بنانے، بجلی گھر بنانے، کالج یونیورسٹیوں اور ہسپتالوں کے مطالبات کیلئے احتجاج کیا ہو سننے میں نہیں آیا۔

انہوں نے اپنی جائیدادیں بنکوں میں گروی رکھ کے نمود ونمائش کے لیے گاڑیاں خریدیں اور صرف ایک دوسرے کو دکھانے کی دانشوری دکھائی۔

دین وملت کیلئے علماء ودانشوران سے لاحق زیان:

دین وملت کی سربلندی وترقی وتمدن علماء ودانشوران سے وابستہ ہے اور رہے گی، اسی طرح ان کا زیان

بھی انہیں دو سے لاحق رہا ہے لیکن فاسد اور ضرر رساں ونقصان ہونے کی صورت میں دونوں میں سے کس کا ضرر و زیان زیادہ رہا ہے، یہ ایک اہم سوال ہے ہم اس سوال کا دو مرحلے میں جواب دینا چاہیں گے:

ا۔ بلتستان میں ملک وملت اور دین کو ان دو میں سے کس صنف نے زیادہ نقصان پہنچایا جواب یہ ہے کہ پورے بلتستان پر جس کا بول بالا ہو ایسا کوئی دانشور ابھی تک نہیں آیا ہے لیکن علماء میں سے بلتستان کے مقدرات کو کوڑی یا مفت میں دینے کا سہرا علماء کو جاتا ہے ان میں سے ایک جناب غروی اور دوسرے جناب موسوی تھے لیکن اب متکلم واحد جعفری صاحب ہیں۔ انہوں نے یہاں کے مسلمانوں کے مقدرات پی پی، آغا خانی اور معارفی کو فروخت کیئے ہیں تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ یہ حضرات بحالی جمہوریت کے داعی تھے لیکن اپنے علاقے کو پی پی اور آغا خانیوں کو دینے کیلئے علماء اور دانشوران کا کوئی اجتماع بلایا ہو نہیں سنا ہے ان سے ملنے والے نقصانات نا قابل جبران ہیں جناب محترم جعفری نے سیاست کے مدبر بننے کے بعد علاقے میں مذہب کو پی پی اور سماج کو آغا خانیوں کے حوالے کر دیا نیز معرفی سے نوبل لینے کے بعد مسجد ضرار بنائی جس کے بعد بلتستان میں تمام مساجد گرا کر مساجد ضرار بنائی گئیں۔ سینکڑوں عمامہ پوش عمامہ پھینک کر ٹھیکیدار بنے۔

۲۔ آتے ہیں دوسرے مرحلے کی طرف کہ پورے پاکستان کے حوالے سے موازنہ کریں تو آپ کو کوئی عالم نہیں ملے گا، اما بلتستان کی سطح پر صرف دو ہی عالم تھے جو دونوں بلیغ البیان تھے۔ دونوں پی پی اور آغا خانیوں کو دعوت دینے والے تھے۔ آپس میں نورہ کشی اس بات پر تھی کہ ان کے پاس دونوں میں سے کس کا مقام اونچا ہوگا کیونکہ اصل زمام امامیہ کے ہاتھ میں تھی مرحوم آغا علی بہت ہوشیار اور زیرک انسان تھے لہٰذا امامیہ والے ان سے ڈرتے تھے کہ وہ ان پر کنٹرول نہیں کر سکیں گے لہٰذا امامیہ کا ترجمان آغا صاحب کو نہیں ملا۔ آغا علی بلتستان میں رائج تمام خرافاتوں کے حافظ و پاسدار تھے، رُلانے میں آپ ماہر تھے اسی لیے فرماتے تھے یہاں کوئی خرافات نہیں دین کو نا قابل تلافی نقصان پہنچانے والے علماء ہی رہے ہیں اور ملک وملت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچانے میں بہت سے دانشوران نکلے ہیں جنہوں نے ملک وملت کا دیوالیہ و جنازہ نکالا ہے ان میں سے سرفہرست بھٹو، بے نظیر، ملیحہ لودھی، زرداری، گیلانی، سلمان تاثیر، الطاف حسین، چودھری برادران، شوکت عزیز اور آخر میں پرویز مشرف سر فہرست ہیں جنہوں نے این جی اوز کو غیر شرعی اہداف کے لیے یہاں بلا کر آزاد چھوڑا، درسگاہوں میں لڑکوں اور

لڑکیوں کے آزاد اور مخلوط معاشرے کی اجازت دی، جس نے ہندوستانی وزیر اعظم کے ساتھ فاحشہ عورتوں کو یہاں بلایا، جس نے دہشت گردی کے بہانے لال مسجد اور مدرسہ حفصہ کو مسمار کیا، جس نے اسلامی جمہوریہ پاکستان سے لفظ اسلامی کو ہٹانے کی کوشش کی اور جس نے یہاں نظام اتاترک لانے کا مذموم ارادہ کیا۔

بلتستان کو علماء اور دانشوروں نے جو زیان ونقصان پہنچایا ہے وہ اس قدر وسیع نہیں تھا جتنا ان دو دانشوروں نے پہنچایا ہے، ان میں سے ایک دانشور بمعہ اضافہ مولوی جناب غلام محمد سلیم ہیں آپ افغانستان میں حامد کرزئی کمیونسٹ حکومت کے حامی تھے شیعہ ہونے کے بعد بقول بعض اشکال ندارد، وہ بہت پی پی اور آغا خانیوں کا طوطا تھے۔

دوسرا دانشور جناب فدا محمد ناشاد صاحب ہیں آپ سے گرچہ مولوی ہونے یا اسلام شناس ہونے کا دعویٰ تو سننے میں نہیں آیا چونکہ یہاں کے علماء خمس کے لفافے پیش کرنے والوں کے گرویدہ وفریفتہ ہوتے ہیں۔ اس لیے بہت سے علماء آپ کے گرویدہ تھے آپ نے ان لفافوں سے بہت سے مولویوں کو اپنا گرویدہ بنایا تھا جیسے جناب آغا عنایت حسین، آغائے حیدر آغا مظاہر اور خاص کر آغائے مرحوم ضیاء الدین صاحب تو آپ کے مداحوں میں سے تھے ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم کسی ناریش کو اور خمس کا بنڈل دیتے دیکھ لیں تو اس کے گرویدہ ہوجاتے ہیں چنانچہ دینے کے بعد بہت سے لوگ ناشاد کے گرویدہ تھے گلگت میں شیعہ سنی فسادات میں آپ ضیاء الدین کی پشت پر تھے سکولوں کے نصاب سے خلفاء کرام اور ام المومنین کے نام نکال کر صہباء کا نام رکھنے کے مسئلہ میں آپ پرویز مشرف کے حامی تھے۔ آپ منکر قیامت اور تنسیخ کنندہ شریعت اسلام آغا خانیوں کو امت اسلامی کی صفوں میں شامل کرنے کے بھی داعی رہے ہیں۔

چنانچہ اپنے علاقہ شگر میں جناب اعظم خان اور عمران ندیم دونوں کا آغا خانیوں کے باورچی خانہ میں ماکولات ومشروبات تناول کرنے کے بعد ایک قصر ابی سفیان کو جاتا ہے دوسرے کا قصر یزیدی میں جانے پر بھی ضامن وطہ کے نزدیک حاجی محمد حسین اور ان کے جانشین اہالی شگر چھورکاہ والے خائن کو ووٹ دینا کل ایمان ہے ان کا یہ نعرہ ''جان بھی حسین کی ہے ووٹ بھی حسین کا ہے''، یہ جملہ اتنا غلط ہے اس کا تصور بھی ناممکن ہے جس طرح لبیک یا حسین یا قائد فاجر تارک صوم صلوۃ کا ہے حالانکہ حسین میں بھی نہیں ہوسکتا ہے مگر مذہب براہمہ کے نزدیک

ووٹ کبھی امام حسینؑ کو نہیں دیا ہے تمہارا ووٹ ہمیشہ عمر سعد، عبیداللہ ابی زیاد اور یزیدان وقت کا ہے۔

جس دانشور نے اقتدار ملنے پر یہاں کے دین اور ملت مسلمہ کو سب سے بڑا زیاں پہنچایا وہ مہدی شاہ ہیں۔ جنہوں نے وزیر اعلیٰ بننے کے بعد علاقہ سے معدنیات کی تلاش کا ٹھیکہ کسی غیر ملکی ملحد کو دیا نیز اس نے امریکا و برطانیہ کے سفراء کو علاقے کے عوام یا عام شہریوں سے ملاقات کی اجازت دی ہے۔ جب مسلمان عوام نے اس کی شکایت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ آج اگر ہم امریکا و برطانیہ کے سفراء کو عوام سے ملنے سے روک دیتے تو ہمیں آئندہ سعودی عرب اور ایران کے سفیروں سے بھی ملنے پر پابندی لگانا پڑتی۔ اس مدعی سیادت وانتساب رسولؐ اللہ اور مدعی پیروی اہل بیت کا کیا کہنا کہ جس کو نمائندہ ولی فقیہ اور رہبر معظم کی تائید حاصل ہو اس کی زبان سے اس چار سال میں کسی دن اسلام و مسلمین کی شان میں کوئی جملہ نہیں سنا ہے ان کا کل عقیدہ رہا ہے کہ بلتستان تا قیام قیامت بھٹو خاندان کا مقروض ہے۔ جس کے پاس امریکہ و برطانیہ کی وہی عزت اور مقام و مرتبہ ہے جو اسلامی ممالک میں سعودی عرب اور ایران کا ہے گویا ان کے نزدیک کفر اور اسلام دونوں برابر ہیں۔

دانشوران کی نفقین نفق سرنگ کو کہتے ہیں لیکن یہ کلمہ ایک حیوان بنام یربوع کے کردار سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ مٹی کے تلون کے نیچے اپنا خانہ بناتے ہیں لیکن وہ اپنے خانہ سے ایک سوراخ دوسری طرف نکلنے کیلئے بھی بناتے ہیں جب خطرہ ہوتا ہے تو وہ اس دوسرے سوراخ سے فرار کرتے ہیں۔ اس سے تشبیہ دیتے ہوئے پہاڑوں اور زمین کے نیچے سے بنائے گئے راستوں کو نفق کہتے ہیں اسلامی جنگوں سے اسیر ہونے والے جب کلمہ پڑھتے ہیں تو وہ حکم اسارت سے نکل جاتے ہیں لیکن ان میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اندر سے کفر کو چھپا کر دامن اسلام میں داخل ہوتے ہیں موقع محل پر اسلام دشمن کردار ادا کرتے ہیں اس لیے انہیں منافقین کہا گیا ہے آج کل کے اکثر و بیشتر دانشوران کا کردار بھی منافقین جیسا رہا ہے جو مسلمانوں کے درمیان رہتے ہیں لیکن کام دنیائے کفر والحاد کیلئے کرتے ہیں کیونکہ ان کی پڑھائی کیلئے ان کو اسکالرشپ پھر اچھے نمبر اور پھر نوکریاں کافرین وملحدین اور ان کے نمائندوں، یہاں کے سرمایہ دار وہ اور نام نہاد خیراتی اداروں سے ملتی ہیں چنانچہ قائد ملت جناب ساجد اور مرحوم جناب علی موسوی اور جناب جعفری صاحب کی دور اندیشی یہی تھی کہ ہمارے پاس اعوام کو دینے کو کچھ نہیں۔ دانشوران ہماری اس تشبیہ سے ناراض نہ ہو جائیں، ہنگامہ نہ کریں، میرے لیے مردہ باد نہ کہیں، جو کہا ہے وہ

کافی ہے، آپ کے مروات واہداف حاصل ہو چکے ہیں جو باتیں اور کردار وسرگرمیاں دانشوران کی طرف سے نظر آ رہی ہیں اگر آپ نہیں کرتے تو ساکت ازحق ہے ضایت ازشر ہوتا ہے۔

دانشوران نے شریعت اسلامی سے فرار کیلئے یہ نفقین بنائی ہے:

ا۔مجتہدین وعلماء کو یہ حق دینے پر مصر ہے کہ وہ وقت وحالات کے تحت شریعت اسلام کے حلال وحرام میں ترمیم کریں چنانچہ انھوں نے کثیر آیات میں لہو ولعب کی نہی و مذمت کے باوجود اسے ورزش کے نام سے جائز بلکہ ضروری قرار دیا ہے جس سے بچوں کے اوقات کا ضیاع ہورہا ہے نیز وہ آورگی کا شکار ہورہے ہیں لہو ولعب میں مشغولیت باعث ندامت وشرمندگی کے علاوہ اسراف وتبدیر کا سبب بنی ہوئی ہے جوکہ ملک کیلئے باعث ندامت وشرمندگی بنا ہوا ہے یہاں کراچی میں معرفی کا ہوسٹل بنایا گیا یہاں غریب ونادارلڑکوں کو رکھیں گے بلکہ اکثر وبیشتر یہاں سرمایہ دار بڑے بڑے افسروں کی اولاد ہوتی تھی یہاں ہمارے ایک دوست جناب سردار محمد شاہ صاحب پی آئی اے میں بڑے افسر تھے۔انھیں اعتراف بافخر تھا کہ تینوں لڑکے اسکالرشپ سے پڑھے ہیں۔

۲۔ان کا کہنا ہے دنیا میں بڑھتی ہوئی ترقی وتمدن اور تبدیلیوں کی وجہ سے شریعت پر عمل نہیں کر سکتے ہیں ۔بے نظیر بھٹو اپنے اسی طرح کے اہداف کے لیے چیختی ہوئی اپنی دنیا سے اپنے ٹھکانے کو پہنچی اوراس کے ساتھ اس جیسے دیگر پڑھے لکھے اور خود کو مہذب کہنے والے دانشوران کا کہنا ہے یہ شریعت چودہ سوسال پہلے آئی تھی وہ انسان گزر گئے ہیں آج کل کے انسان اوران انسانوں میں بہت فرق ہے یہ بات آج کل کے پرائمری سطح کے ٹیچر بھی کہتے ہیں اسلام کو روکنے کے لیے ان دانشوران کا کہنا ہے کہ۔

ا۔ شریعت نئے تمدن کے تقاضوں سے متصادم ہے۔

۲۔ ملک میں غیر مسلم آبادی کے حقوق سے متصادم ہے۔

۳۔ دنیا کی بڑی طاقتیں اس کے نفاذ کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔

۴۔ آپ کس اسلام کی بات کرتے ہیں؟ ایران کے اسلام سعودی عرب کے اسلام یا ضیاء الحق کے اسلام کی۔

یہ لوگ بچوں میں بے راہ روی، لڑکوں کا خود کو لڑکیوں کے انداز میں پیش کرنے اور لڑکیوں کا خود کو لڑکوں

کی طرح پیش کرنے والے معاشرے کو مہذب وترقی یافتہ وتعلیم یافتہ معاشرہ کہتے ہیں۔جس کی واضح مثال مسلمانان پاکستان نے ۱۴۳۵ھ میں اسلام آباد کی شاہراہ دستور پر ان دنوں میں اپنے گھر کے ٹی وی چینلوں پر دیکھی ہے۔بلتستان کے دانشور کہتے ہیں وہ ہندو تھے اور انہیں صوفیوں نے مسلمان بنایا ہے،صوفی ان کے محسن ہیں یہ ان کی تاریخ ہے اہل فارس آتش پرست و مجوس تھے انہیں غلات زیدی نے برائے نام مسلمان بنایا تھا،اہل بلتستان کو صوفیوں نے مسلمان بنایا تھا لہذا بلتستان والے ابھی تک اپنے دین اور دنیا دونوں میں لنگڑے ہیں ان کی دیانت گمنام قبروں تک محدود ہے۔انہوں نے اندر سے اسلام کو مسخ کیا مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا انہوں نے اسلام کے نام سے جتنے کفریات وشرکیات مسلمانوں میں چھوڑے ہیں،وہ حد وشمار سے باہر ہیں۔

۳۔اسلام میں قبر پرستی سے منع کیا گیا ہے۔اسلام میں حجت قرآن اور حضرت محمدؐ تک محدود ہے۔ بلتستان والے اپنے پیر ومرشد ومجتہد سے اوپر جانے کیلئے تیار نہیں،اس تناظر یا پس منظر کو دیکھنے کے بعد ان سے اسلام کے بارے میں توقعات رکھنا فضول ہے لیکن وہ انسان کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ علماء ودانشوران قوم کیلئے چراغ ہدایت ہوتے ہیں لیکن وہ خود جو گمراہ ہیں بت پرستی کا کاروبار کرتے ہیں اور بت پرستی کے فلسفہ پر درس بھی دیتے ہیں،بتائیں وہ دوسروں کی ہدایت کیسے کریں گے۔

صوفی کا پیغام محبت ہے یہ ان کے ہاں شیعوں کی امامت کی مانند ہے جس طرح بیعت امام سے انسان پابندی شریعت سے آزاد ہوجاتا ہے،صوفیوں کے پاس محبت کے بعد انسان شریعت سے آزاد ہوجاتا ہے۔جس طرح شیعوں کے امام کا تشخص مبہم ومجمل اور مجہول ہے کہ امام سے مراد کون ہے ہر ایک اپنی سطح ذہنی اور عقیدے کے تحت ایک امام انتخاب کرتا ہے کوئی ابی الخطاب اسدی،کوئی مغیرہ عجلی کوئی مفضل بن عمر کوئی ہشام بن حکم کوئی عبید اللہ مہدی کوئی حاکم بامر اللہ،اور کوئی آغا خان کو اور کوئی کسی نا معلوم ہستی کو امام بنانا ہے۔اسی طرح صوفی کس سے محبت کرتا ہے مجمل ہے۔جس کسی سے بھی محبت کریں لڑکے لڑکی کی تخصص میں آزاد ہیں اسی لیے گلوکار اداکار فحاش بازار حسن والے صوفیوں کی تعریف کرتے ہیں،زرداری پرویز مشرف اور الطاف بھی ان کے گرویدہ ہیں اسی طرح ہمارے ڈاکٹر حسن خان نمازی وروزہ دار بھی اعظم خان منکر قیامت کے گرویدہ ہیں یہاں دین وشریعت کی جگہ محبت کافی ہے۔

صوفی وہ ہیں جو مسلمان و کافر و فاسق و فاجر سب سے محبت کرتے ہیں صوفیا اور شیعوں کے ہاں اسلام اور کفر میں آمیزش ہے لہٰذا وہ کافرین کے حامی اور ان کے لیے دعا گو رہتے ہیں چنانچہ ان کے بزرگ پرویز مشرف، بھٹو اور زرداری کے لئے دعا گو رہتے ہیں اور عام مسلمانوں سے نفرت ان کی دیرینہ سنت رہی ہے۔صوفیوں نے خلق اللہ کو اللہ سے کاٹ کر قبروں، زنجیروں اور تالوں سے باندھا ہے جبکہ دانشوران نے ان کو ایمان سے کاٹ کر علم اور مغرب سے باندھا ہے، جس علم سے انہوں نے لوگوں کو باندھا ہے وہ علم دھوکہ وفریب اور کمیشن ورشوت ستانی کا علم ہے۔

جناب یوسف صاحب حسین آبادی اپنے خیال میں دین کا دین اور دنیا کی دنیا دونوں ہاتھ میں لینے کیلئے فیصلہ نہیں کر پارہے ہیں کہ مجھے قوم پرست بننا ہے یا مغرب پرست، کوشش میں رہتے تھے کہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔آخر میں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دونوں کو انتخاب کریں گے۔چھوٹے چھوٹے بچوں کو انگریزی سکھا کر یورپستان بنائیں گے، بلتی میوزیم بنا کر بلتستان کو گورستان بنائیں گے اس طرح دنیا بھی حاصل ہو گی آخرت بھی جبکہ جناب ناشاد صاحب تو یاعلی مدد کو کل دین اور اس کے منکر کو مرتد قرار دے کر اسے فارغ کرنے کا پر تلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ آپ کے سکول میں دین کے حوالے سے کس حد تک مواد موجود ہے، دین کے حوالے سے آپ اپنے بچوں کو عقائد خانی سکھانے کے لیے دینیات تنظیم القاتب اور دین کے لیکچر دینے کیلئے کسی آغا خانی کو لاتے ہیں یا کسی مسلمان کو یا آپ خود لیکچر دیتے ہیں اس کا ہمیں علم نہیں چونکہ آپ کو دین کی کتابیں پڑھنے سے اکتاہٹ ہوتی ہے تو آپ کے درس کا حشر بھی معلوم ہے، آپ کے لب ولہجہ اور رویے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے بچوں سے ایمان باللہ وایمان یا نبوت محمدؐ اور ایمان با آخرت کے بارے میں بات نہیں کی ہے۔جیسا آپ کا نصاب اس بات کا غمازی ہے کہ آپ کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ آپ کا نصاب اسماعیلیوں اور غالیوں کا نصاب ہے۔یہ نفرت پیدا کرنے والوں کا جال ہے چنانچہ فدا صاحب کے کالج میں یاعلی مدد نہ کہنے پر وہاں کے ایک استاد فدا علی خلثی کو نکال دیا گیا تھا گویا یہ کالج انہی کی تعلیمات کے فروغ کیلئے بنا ہے۔یہاں سے علم اور دین میں ایک جنگ پیدا کی گئی ہے، اسی سے معاشرے میں نفرت وعداوتیں بڑھی ہیں کفر والحاد، نئے و پرانے، سب اسی سے پیدا ہوئے

ہیں اور یہ ان ہی کی تمہید ہے۔کیا آپ کا میوزیم اسی کی تمہید نہیں ہے۔آپ کے ہاں یاعلی مدد کی مخالفت کرنے والے ایک ٹیچر کوسکول سے نکالنا بھی اس کا حصہ ہے یا یہ آپکی کفریات کا درس ہے۔

جب دانشوروں نے دینی صفحہ کوکھول کر نہ دیکھنے والے عربی گرائمر، منطق وفلسفہ اورگلستان و دبستان پڑھنے والوں کوعبا وقبا میں اپنا تعارف کراتے دیکھا کہ ہم علماء دین ہیں،ہم قرآن کھولے بغیر اور پیغمبر اکرمؐ کی اطاعت وتاسی کیئے بغیر وارث انبیاء ہیں ہمیں دیگران پر فضیلت حاصل ہے بقول یوسف حسین حسین آبادی علماء ہی دینی سرٹیفکٹ دیتے ہیں جس دکاندار وٹھیکیدار کو علماء مومن کہتے ہیں وہی مومن ہوتا ہے تو دانشوران نے کہا غلط ہے کیونکہ علم حاصل کرنے والوں کو جو فضیلت حاصل ہے وہ صرف عربی گرائمر یا منطق پڑھنے والوں کو حاصل نہیں ہے بلکہ انگریزی گرائمر اور سائنس پڑھنے والوں کو بھی حاصل ہے۔ ہمارے رشتہ کے ایک عزیز استاد کیڈٹ کالج جناب محمد شاہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔یوسف حسین حسین آبادی، استاد کیڈٹ کالج سکردو ودیگر روشن خیالوں کے نزدیک یہ بہترین عبادت ہے یعنی مروجہ علوم حاصل کرنے والوں کا کہنا ہے کہ صرف علم دین ہی فضیلت نہیں رکھتا بلکہ علم موسیقی، علم رشوت ستانی، علم کمیشن خوری، علم تکبر وغرور اور علم حرام خوری بھی فضیلت رکھتا ہے۔

دانشوران بلتستان مشرکین مکہ کی بولی بولتے ہیں ان کا کہنا ہے دین سمجھنا مشکل ہے۔جیسا کہ ہمارے مطہری ہوسٹل کے فارغ التحصیل روشن خیال امثال محمد علی سکردو چھورکاہ اکبرالچوڑی کا کہنا ہے ہمیں دینی کتابیں پڑھنے سے اکتاہٹ یا نیند آتی ہے اگر دین کو افسانہ یا ناول کے انداز میں پیش کرتے تو سمجھنا آسان ہوتا۔

پہلے قومی وملی خزانے سے علاقے کی ترقی، تعمیر سازی، بجلی، پانی، روڈ اور ہسپتال وغیرہ کیلئے رقوم مختص کرنے کا مطالبہ ہوتا تھا اب ضلع وڈویژن بنانے اور تھانہ ومجسٹریٹ آفس کھولنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تاکہ علاقہ کی تعمیر وترقی کی مد میں متعین رقوم تھانہ ومجسٹریٹ آفس کی مد میں خرچ کریں تاکہ اپنے چند خاص آدمیوں کے مستقل روزگار کا بندوبست ہوجائے۔یہ روشن خیالوں کی دانشوری ودانشمندی ہے،اب مرکزیت کھوکھلے غبار جیسی بنی ہے گویا ان دانشوروں کی وجہ سے قیام صوبہ، حقوق واختیارات صوبہ کے نام کی مہم سے ملک کی مرکزی حیثیت کھونے کو ہے۔اس نوعیت کے مطالبات اس عورت کا اپنے شوہر سے اور اولاد کا اپنے باپ سے اس مطالبہ جیسے ہیں کہ جہاں، عورت شوہر سے کہے ہمارا آپ سے مطالبہ ہے ہم جہاں جانا چاہیں ہمیں اجازت ہونی چاہیے آپ ہمیں

اپنی نظارت میں نہ رکھیں بلکہ ہمیں آزاد چھوڑیں ایسی صورت حال میں اس عورت اور اولاد کا کیا حشر ہوگا۔

حاجی محمد علی کی غیرت دینی:

آپ چندین سال کے بعد ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ میں ہمارے ہاں تشریف لائے، ملتے ہی فرمایا آپس میں مالی حسابات میں کچھ گڑ بڑ کا حساب کرنا ہے، صلح وصفائی کرنے آیا ہوں، میں نے عرض کیا، مال کی میرے پاس کوئی حیثیت نہیں ہے، مجھے افسوس اس پر ہے میں نے حاجی محمد علی صاحب کو کھویا' گویا حاجی محمد علی صاحب میمن بن گئے ہیں، جب ان سے پوچھا جائے آپ جنت جائیں گے یا جہنم؟ کہیں گے جہاں دو چار پیسہ ملیں گے وہاں جاؤں گا۔ حاجی محمد علی صاحب تنظیم نورہ کشی کے ممبر بنے ہیں ظاہری طور پر اپنے کو آغا خانیوں کے خلاف دکھاتے ہیں لیکن اندر سے انہی کے حامی ہیں اور ان کے حامیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان ہی کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں چنانچہ انہوں نے سکردو میں جناب جعفری کی ضد میں ہر فتنہ پرور کا ساتھ دیا ہے جبکہ آپ جعفری صاحب کے مقلد جوہری کے مرید ہیں۔ آپ نے آغا خانیوں کی سازش ومنصوبہ بندی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ صانع خرافات جان علی شاہ کے ہراول دستے میں تھے آغا راحت کے فتنہ اعجاز جہنمی اور ابھی آغا سید جواد غنوصی کے مروج ومقسم بھی ہیں حاجی محمد علی صاحب کی غیرت دینی کس درجے پر ہے یہ جاننے کیلئے ان سے کہا آپ آئمہ کو حجت مانتے ہیں جبکہ سورہ نساء کی آیت ۱۶۵ میں آیا ہے۔''یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے گئے تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد انسانوں کی حجت اللہ پر قائم نہ ہونے پائے اور اللہ سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے''

حجت پیغمبر اکرمؐ کے بعد ختم ہے، آیت کا ترجمہ پڑھ کر سنایا اور ان سے کہا آپ کے دو امام نابالغ ہیں جبکہ نابالغ کا کسی قسم کا مالی واجتماعی وسیاسی تصرف کرنا ممنوع ہے۔ ایک امام لاپتہ ہے، معلوم نہیں پیدا ہوا ہے یا نہیں۔ لیکن بقول جناب انصاری دینی غیرت کا فقدان اتنا نظر آیا ہے کہ کسی بدکار عورت سے کہیں تو فاحشہ ہے تو اس کو غصہ نہیں آتا۔ میری گفتگو کے بعد حاجی محمد علی نے کہا آپ چاہتے ہیں ہم بھی آپ جیسے بنیں، وہ ہم نہیں بنیں گے، یعنی ہمیں دین سے زیادہ اپنی زندگی عزیز ہے یہی منطق آغا رضوی کی ہے انہوں نے فرمایا آپ چاہتے ہیں ہم پیغمبرؐ کی سیرت پر چلیں ہم نہیں چلیں گے قاضی سکردو نے کہا خواتین کی ارث کا قرآن میں ہونے سے کیا فرق

پڑتا ہے ہم یہاں دینے نہیں دینگے یہی بات ہمارے داماد عزیز آغا محمد سعید نے اس وقت کہی یا تو آپ جیسے گھر میں محصور رہنا پڑے گا یا ہمیں باہر نکلنا پڑے گا گویا علماء اور دانشوران بلتستان کا اتفاق ہے ہم قرآن اور سیرت محمدؐ پر نہیں چل سکتے ہیں نہیں چلیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ آپ کا یہ دوٹوک جواب مشرکین کا اللہ سے خطاب جیسا ہے۔

'' اور اس وقت کو یاد کرو جب انہوں نے کہا کہ خدایا اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا عذاب الیم نازل کردے'' (انفال ۳۲)

جہاں مشرکین نے کہا اگر قرآن مکہ یا طائف کے دو سرداروں میں سے ایک پر نازل ہوتا تو ہم مان لیتے۔

'' اور یہ کہنے لگے کہ آخر یہ قرآن دونوں بستیوں (مکہ و طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا ہے'' (زخرف ۳۱)

اگر یہی بات جواد صاحب فرماتے تو ہم مانتے کیونکہ ہم ان کے سمجھ میں نہ والے غنوصی کلمات کو بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ آغا سید جواد کی تعلیمات اتنی نفوذ کر چکی ہیں کہ ان کے مقابل ان لوگوں کو کتنی آیات قرآنی پڑھائیں، سنائیں، دکھائیں اثر نہیں کرتی ہیں۔

گویا یہ اس آیت کریمہ کا مصداق جلی بن چکے ہیں۔

'' پھر تمہارے دل سخت ہوگئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت کہ پتھروں میں سے تو بعض سے نہریں بھی جاری ہوجاتی ہیں اور بعض شگافتہ ہوجاتے ہیں تو ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض خوف الہی سے گر پڑتے ہیں لیکن اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے'' (بقرہ ۔۷۴)۔

حاجی محمد علی نے فرمایا شرف الدین آئمہ طاہرین کو نہیں مانتا ہے اس کے مندرجہ ذیل مفروضے بنتے ہیں:

۱۔ میں ان کے وجود مبارک کو نہیں مانتا ہوں یہ بات غلط ہے، میں ان کو مانتا ہوں۔

۲۔ ان کے مقام و منصب کو نہیں مانتا ہوں اس کے تین مفروضے ہیں:

۱۔ اللہ کے دیئے ہوئے مقام کو نہیں مانتا ہوں، یہ بات غلط ہے، بتائیں اللہ نے انہیں کونسا مقام دیا ہے

جسے میں نہیں مانتا۔

۲۔ رسولؐ اللہ کے دیئے ہوئے مقام کو نہیں مانتا ہوں یہ بھی پہلے والے غلط مفروضے کی طرح ہے۔

۳۔ غالیوں کے دیئے ہوئے مقام کو نہیں مانتا ہوں، یہ درست ہے میں ان ذوات کو خالق ورازق نہیں مانتا ہوں۔

یہ اس علاقے کے اس شخص کی غیرت دینی کی صورت حال ہے جہاں کم از کم ہم جیسے بہت سے سادہ مولوی ان کے ایمان ودانشمندی کے گرویدہ تھے۔ حاجی صاحب بہت سے علماء اعلام کے شاگرد رہے ہیں جن میں سرفہرست جعفری، جوہری قاتل دین محی مذہب نصیری خانی، خاص کر احکام نامعقول ونامشروع کے مفتی آغا سید جواد نقوی کے۔

اسی طرح دوسرے فریق نے اصحاب کو بغیر کسی معیار ومیزان کے یکساں قرار دیا ہے جس کسی نے چہرہ مبارک رسولؐ اللہ کو دیکھا ہے اس کو خطاء ولغزش سے پاک قرار دیا ہے جو کہ سابقین اسلام مہاجرین وانصار جنہوں نے جان ومال سے اسلام کا دفاع کیا ان کے ساتھ ناانصافی ہے دونوں فریقوں کے خود ساختہ عقائد نے امت اسلامی میں فتنہ وفساد برپا کیا ہے اس سے انہوں نے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ان کی غلطیوں اور برے کردار سے دس پندرہ سالوں سے ملک عطائے الٰہی پاکستان خاک وخون میں غلطان ہوگیا ہے۔ ہم ان افراد کا ذکر کریں گے یہاں سے سابقین ہجرت، مسارعین انفاق وجہاد اور فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں میں فرق کو ختم کیا گیا ہے جو کہ ایک طرح کا ظلم ہے۔

قرآن اور سنت محمدؐ کے تحت ان کے فضائل اور مناقب یہی تھے جو صفحات تاریخ میں بیان ہوئے ہیں۔ یہ ذوات قرآن وسنت نبی کریمؐ پر عمل میں سب سے زیادہ پیش پیش رہی ہیں ہمیں بھی ان کو دیکھ کر غیرت وحمیت وجرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تاکہ ہم بھی تابع قرآن ومحمدؐ قرار پائیں لیکن یہاں انہوں نے فضائل ومناقب اہل بیت کے نام سے اصول ومبانی اسلام سے لڑنے کے لیے ان کو وسیلہ بنایا ہے جس طرح امیر معاویہ نے قمیص حضرت عثمان کو اپنے اقتدار کے لیے اسلحہ ووسیلہ بنایا تھا۔

ہم جب دانشوران کہتے ہیں تو اس سے یہ تصور نہ کریں کہ یہ کوئی نجف اشرف یا قم وغیرہ میں دس پندرہ

سال رہ کر آنے والے لوگ ہیں اور اپنی خوبصورتی' حلیہ اور چاپلوسی اور چغل خوری کی وجہ سے مراجع عظام کے گھروں میں خدمات انجام دینے کے صلے میں اچھی حالت میں واپس آئے ہیں اور یہاں آکر بعض نے اپنی الگ عدالتیں بنائی ہیں قضاوت ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کیونکہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں نہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں چہ جائیکہ انہیں معاشرے کے معتوب انسان سے خوف آتا ہو۔لیکن یہ دانشور گرچہ آرٹس پڑھے ہوں اور انہوں نے اس میں معمولی درجہ حاصل کیا ہو یا سائنس پڑھی اور ایم ایس سی کی ہو حتیٰ یہ پی ایچ ڈی ہی کیوں نہ ہوں، اب چوتھی جماعت فیل شرف الدین کی لکیروں کی شعائیں ان کی آنکھوں میں آنسو لاتی ہیں اور وہ دیکھ نہیں سکتے ہیں چنانچہ کچھورا ہائی اسکول کے اساتید جنہوں نے پندرہ سولہ سال کی پڑھائی کے بعد کسی نے بی اے، کسی نے ایم اے کیا ہے، اب وہ میرا کتابچہ بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں لیکن حق وانصاف یہ ہے کہ یہ مانا جائے کہ جناب ڈاکٹر حسن خان نے کچھ کتابیں پڑھ لی ہیں لیکن انہیں شیعہ مذہب پر تنقید سے زیادہ سابقہ دار ابی سفیان حالیہ میوزیم کو اسلام کے خلاف سازش خانہ کہنے پر غصّہ آیا ہے یہاں تک کہ ہماری کتابیں ان کے دل پر مثل تیر لگی ہیں اس کے باوجود ہمارے دوست محترم ڈاکٹر حسن خان صاحب فرماتے ہیں آپ کی کتابیں بے اثر کتابیں ہیں، پُرکشش نہیں ہیں ان میں دین کی باتیں نہیں بلکہ لادین روشن خیالوں کے خلاف زیادہ لکھا ہے۔

حالانکہ وہ میری کتابوں کو اس طرح رد کر سکتے تھے:

۱۔ یہ کتاب نہیں صرف لکیریں ہیں جنہیں شرف الدین کے حامیوں نے اچھالا ہے، انہیں پڑھ کر تو دیکھو، ان میں کچھ بھی نہیں ہے یہ تو محض اردو بلتی مخلوط زبان کی لکیریں ہیں۔

۲۔ یہ جو انہوں نے ہمارے مذہب کے خلاف بولا ہے جھوٹ ہے، ہمارے ہاں ایسے عقائد نہیں ہیں۔

۳۔ یہ کتابیں شرف الدین نے خود لکھی ہیں لیکن سعودیوں سے پیسہ لے کر لکھی ہیں اس لئے ہمیں بری لگتی ہیں، اگر اسلام کے خلاف ان جیسی اہانت اور جسارت آمیز کتابیں آغا خانیوں کے کہنے پر لکھی گئی ہوتیں تو ہم کچھ نہیں کہتے بلکہ ہم ان کو محقق و مدبر کا لقب دیتے جیسا کہ ہم نے محمد علی شاہ' اعجاز جہنمی، شگر میں سید محمد طہٰ وضا من علی اور ابھی جناب محمد سعید کو بھی یہ لقب دیئے ہیں۔

معاشرے میں دانشوران کا مقام:

جس طرح انبیاء اللہ اور بندہ گان کے درمیان ہمزہ وصل کا کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح قرآن وسنت اور امت کے درمیان علماء ہمزہ وصل کا کردار رکھتے ہیں اس لئے قرآن میں انبیاء کے بعد علماء کی مدح بیان ہوئی ہے۔

''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کی طرف بھی وحی کرتے رہے ہیں تو ان سے کہئے کہ اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو'' (نحل ۴۳)

'' اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرلو'' (انبیاء ۷)

عوام یہود سے خطاب میں فرمایا ہے کہ حضرت محمدؐ کے اللہ کی طرف سے نبی ہونے کے بارے میں اپنے علماء سے پوچھیں اور جن علماء یہود نے اس شہادت کو روک لیا ہے، کتمانِ شہادت کرنے اور آیات الٰہی کو اپنے عیش ونوش کی خاطر ثمن قلیل میں فروخت کرنے پر ان کی مذمت کی گئی ہے۔

اسی طرح مسلم معاشرے میں علماء اور ملت کے درمیان ہمزہ وصل دانشور ملت ہوتے ہیں جو علماء اور ملت کے درمیان ایک واسطہ ہیں جدید علوم کے دانشمند اپنے علم وآگاہی قوت وادراک کی وجہ سے عوام سے پہلے درک کرتے ہیں سمجھتے ہیں یہاں سے وہ علماء کے بیان کو سادہ عوامی زبان میں عوام کو سمجھا بھی سکتے ہیں نیز ان کا ہمیشہ عوام سے رابطے میں رہنے اور گھل مل کر رہنے کی وجہ سے عوام ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں کیونکہ دانشور استاد اسکول وکالج میں ہوتے ہیں اداروں کے آفیسر ہوتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے دانشوران پہلے دن سے ہی دین اور علماء سے نفرت ودشمنی کو اپناتے ہیں گویا یہ دین نہیں سمجھتے اور تقلید کو اپنا افتخار سمجھتے ہیں اور پھر بھی علماء پر برتری رکھتے ہیں۔

بعض علماء کی بد قسمتی ہے کہ انھیں ایسے سرمایہ دار اور تاجر ملتے ہیں کہ وہ ان علماء کو اپنے مقاصد شوم کے لئے استعمال کرتے ہیں دانشوران کے اپنے عقلی اور علمی فرائض میں کوتاہی کی وجہ سے ایک دوسرے سے مربوط ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف ایک دوسرے کے رقیب وحریف بن جاتے ہیں دانشور اپنے علم وآگاہی

اور ہر طرف سے روشن خیالی کو ثابت کرنے کیلئے دین اور دینداروں سے اکتاہٹ و کراہت اور نفرت کا مظاہرہ کرتے ہیں بہت سے علماء کسی بھی علم و دانش کے خلاف نہیں بلکہ مروجہ علوم کے حامی ہیں لیکن وہ بعض دانشوران کی زبان اور کردار کی وجہ سے بدظن ہوئے ہیں بعض بڑے دانشوران کی تقلید کرتے ہوئے چھوٹے سکول کے ماسٹر بھی روشن خیال بننے کیلئے دین اور علماء کا مسخرہ کرتے ہیں وہ اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو دھڑوں میں تقسیم کرتے ہیں چنانچہ ہمارے اور علاقہ شگر چھوکر کا میں ماسٹر موسیٰ کی تقلید میں چھوٹے سکولوں کے ٹیچروں اور نوکری پیشہ افراد نے بھی علاقے کو بے دین بنانے ہیں بڑا کردار ادا کیا ہے وہ عزاداری امام حسین کے دستے بنا کر پہلے مرحلے میں علماء سے مخالفت اور دوسرے مرحلے میں دین سے بغاوت کا کردار ادا کرتے ہیں۔

جس طرح آج تنظیموں کے لیے کام کرنے والوں کو اجرت یا صلہ نقد مل جاتا ہے، معلوم ہے انھیں نقد این جی اوز دیتے ہیں، یہاں سے علماء نے اس مسئلہ میں سوچنا شروع کیا کہ دعوت کیلئے ضروریات کہاں سے پوری کریں، یہاں چند تجاویز سامنے آئیں۔

۱۔کوئی تنظیم، جماعت یا ٹرسٹ بتائیں تا کہ ضروریات زندگی پورا کریں گے، فی زمانہ دینی تنظیموں نے اس ضرورت کو انہی کے ذریعے سے پورا کیا ہے لہٰذا وہ ہر آئے دن گرتے گئے اور ذلیل و خوار ہوتے گئے۔

۲۔وہ خود کوئی ایسا کاروبار انتخاب کریں کہ کوئی انسان کاروبار بھی کرے اور تبلیغ دین بھی کرے یہ مفروضہ چیخ و پکار اجتماعی حدیث کساء کی عقل رکھنے کی حد تک ممکن ہے عقائد احکام مواعظ حسنہ مدلل آیات قرآن سے بھی مرصع پیش کرنے سے عاجز و قاصر رہے گا اس سے فارغ اوقات میں تبلیغ دین کریں۔

۳۔انسان کے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ اسکے ماہانہ نفع سے اس کے ماہانہ اخراجات پورے ہوتے رہیں۔

۴۔کوئی ایسا کام کریں جو اپنی جگہ دین کی خدمت بھی ہو اور ذریعہ معاش بھی۔

ان سب میں ایک نقطہ وضاحت طلب ہے کہ آپ کا خرچہ کتنا ہوگا، اس کا تعین ہونا چاہیے۔

بڑھتے ہوئے الحاد و بے دینی سے علماء کے بال تک نہیں ہلتے، ہم نے اپنے بیٹے باقر اور داماد سعید سے کہا آپ کا امامت کے بارے میں تصور خراب ہے اور یہ کسریٰ و قیصر والوں کی ساخت ہے جو کہ قرآن اور سنت محمدؐ کے خلاف ہے اصول دین کے حوالے سے آپ کا عقیدہ ''عدل'' معتزلہ کی ساخت ہے تم لوگوں کو ملک میں بڑھتی

ہوئی بے دینی کا احساس نہیں ہوتا تمہیں عصمت کے فارمولا تک کا پتہ نہیں ہے اس کی انواع واقسام پتہ نہیں ان سے یہ باتیں کیں تو انہیں خاموش وساکن پایا گویا میں نے کسی جاہل سے نہیں کسی درخت یا پتھر سے خطاب کیا ہے۔

علماء بلتستان کی ذمہ داریوں میں سے ایک توضیح تشریح وتفسیر دین وشریعت ہے علماء اسلام ہیں تو ان کی ذمہ داری وہی ہے جو نبی کریمؐ کی ذمہ داری تھی، نبی کریمؐ کی ذمہ داریاں قرآن میں بیان ہوئی ہیں لیکن علماء نے عقائد میں تقلید کو ناگزیر تحقیق کرنا جائز یا ناممکن گردانا ہے تو کیوں؟۔

۱۔عقائد انگلیوں کی تعداد سے تجاوز نہیں کرتے لہذا زیادہ تر وقت گزارنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔عقائد کے مصادر ودلائل فراواں واضح وروشن اور سہل الفہم ہیں اس حوالے سے بھی سب کے لئے میسر ہے۔

اب میں ان علماء عماد سے پوچھوں گا آپ نے تمام مسلمانوں کے عقائد سہ گانہ پر دو اور عقائد کا اضافہ کیا ہے یہ کس دلیل ومنطق کے تحت کیا ہے تو فوراً کہے گا آپ وہابی ہیں۔

۱۔ کسی چیز کو عقائد میں شامل کرنے کی کیا کسوٹی ہے۔

۲۔ آپ نے عقائد میں امامت کو شامل کیا ہے آپ سے سوال ہے امامت کے کیا عناصر ترکیبی ہیں کیا ہر دور میں اور ہر جگہ کوئی امام ہونا ضروری ہے؟۔

۳۔ امام حافظ شریعت ہے شریعت ان سے محفوظ ہے اگر کہیں ان کو استثناء ہو تو ان میں اور پاکستان کے سیکولر حکام میں کیا فرق ہوگا شریعت اسلام میں تمام تکالیف اور ذمہ داریاں انسان کے بالغ ہونے کے بعد اس پر عائد ہو تی ہیں چہ جائیکہ جہاں وہ حافظ شریعت ہو تو اس کے لئے بلوغ کے بعد بھی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد منصب پر فائز ہوگا آپ کے پاس دو امام نابالغ ہے۔

۴۔ آپ کے دوسرے امام امامت ملنے کے بعد از خود دست بردار و مستعفی ہو گئے، آٹھویں امام نے پیش شدہ امامت کو مسترد کیا ہے امام سجاد و باقر اور امام صادق نے امامت سے متعلق کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔

۵۔ آپ کے مدارس دینی میں درس عقائد نہیں پڑھایا جاتا یہ علماء از خود درس عقائد منابر سے پیش کرتے ہیں تو کیا آپ اپنے اس اصول دین سے اجنبی نہیں ہیں علماء بلتستان اس سلسلہ میں کیا جواب دیں گے۔

ان کی امامت کا تیسرا چوتھا عقیدہ اصول دین نہیں بلکہ کل دین ہے بلکہ یہی ایک اصول ہے۔ان کے اصول امامت سے شروع ہوتے ہیں اوراسی پرختم ہوتے ہیں۔امامت کے بارے میں ان کے عقائد۔

ا۔امام نابالغ ہوسکتا ہے؟ تو کہتے ہیں ہمارے ہاں امام نابالغ،غیر نابالغ نہیں ہوتا امام امام ہوتا ہے چاہے شکم مادر میں ہی کیوں نہ ہو یا دنیا میں اس کا کہیں کوئی وجود ہی نہ ہو،امام غائب اور حاضر میں کوئی فرق نہیں امام جہاں بھی ہو وہ ہمیں فیض پہنچاتا رہتا ہے لہذا ہمیں کبھی بھی امام کا بحران نہیں ہوا ہے۔

۲۔کون کہتا ہے ہمارے امام نابالغ ہیں ہمارے آئمہ کائنات سے پہلے تھے وہ خود اللہ ہیں جب یہ نظروں سے غائب رہتے ہیں ان کو ہم اللہ کہتے ہیں جب سامنے آتے ہیں ان کو امام کہتے ہیں۔

۳۔آپ قاضی قضاوت سکردو کے عدالتی بیان کی روشنی میں جواب دے سکتے ہیں جہاں انھوں نے فرمایا کہ خواتین کو ارث دینے کی بات کا قرآن میں ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے قرآن اگر کہے نابالغ کی امامت نہیں ہوسکتی،ہمارے امام فرماتے ہیں ہوسکتی ہے تو قول امام قرآن پر مقدم ہے کیونکہ وہ قرآن ناطق ہیں اگر اس کی سند کے بارے میں کوئی پوچھے تو کہتے ہیں ہم جناب جوہری کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں اس سے آگے ہم ذمہ دار نہیں،تحقیق ہمارے ہاں حرام ہے' گرچہ ہمارا دعویٰ ہے ہم باب علم رسولؐ کے شاگرد ناخلف ہیں۔

۴۔امام نابالغ وامام مفقود سے اس فرقے کو بہت فائدہ پہنچا ہے' بعض بے لجام مفتی بنے ہیں کمیشن پر خمس وصول کر کے سٹاک ایکسچینج کے ممبر بنے ہیں بعض ان کے وکیل ونمائندہ بنے ہیں ہر آئے دن ولایت استعمال کرتے ہیں اور بعض نے پتھر کو ووٹ دینے کا حق حاصل کیا ہے۔بے وقوف اسمبلی والوں کو کیا پتہ کہ وہ ہر آئے دن قائدین وسربراہان مملکت کی عمر میں اضافہ کرتے جاتے ہیں۔

۵۔ان کے پاس دندان شکن آزمودہ جواب یہ ہے کہ تم سعودی حکومت کے ایجنٹ ہو۔حالانکہ اس سلسلے میں سعودیوں سے کئی گنا آغا خانی آگے ہیں جب سے یہاں آغا خانی آئے ان کی وجہ سے بہت سے علماء کو عزت ملی ہے جن میں جناب جعفری،جوہر،جواد،حافظی،ضامن علی،طٰہٰ شگری اور طٰہٰ چھورکا شامل ہیں۔

اب یہ حضرات تجرباتی طور پراداکاروں سے اتحاد کر کے سینوں سے بے نیازی حاصل کررہے ہیں۔
ان کے اتحاد مسلمین سے مراد اداکاروں، رقاصاؤں، گلوکاروں اور شاہراہ دستور پر فحاشی کی تقریبات منعقد کرنے والوں سے اتحاد ہے۔اس حوالے سے سب سے زیادہ سازگار ماحول بلتستان کا ہے کیونکہ ان کے بزرگ علماء وہاں پہلے ہی ان کے لئے راستہ ہموار کرتے رہے ہیں، ان کے بزرگان پہلے ہی اسلام و مسلمین کیلئے بد دعا، الحادیوں کی سلامتی کے لئے نذر و نیاز و دعا اور ان کی پریشانیاں دور کرنے کے لیے ورد کرتے رہے ہیں۔انکی اسلام دشمنی کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر اس گاؤں میں جس کا طول نصف کلومیٹر عرض ایک چوتھائی کلومیٹر اور کل آبادی چاہے پچاس ساٹھ گھر ہی کیوں نہ ہو، وہاں کسی مولوی صاحب کو اس حوالے سے خطیر رقوم دی جاتی ہے تاکہ وہ مسجد کے نام سے کوئی ایسی عمارت قائم کریں جو مسلمانوں کے نزدیک رائج مساجد سے مختلف ہو، ایسے بہت سے شواہد و نشانیاں ہیں جو ان کے اسلام کے بارے میں مشکوک عزائم کا ثبوت ہیں۔
جعفری صاحب کا فرمان ہے ہم نے بلتستان کو بچا کر رکھا ہے، ان کا یہ جملہ پہلے سمجھ میں نہیں آرہا تھا لیکن اب سمجھ میں آنے لگا ہے کہ آپ نے اسلام کو یہاں آنے سے روک کر اس علاقے کو کفر و الحاد کیلئے بچا کر رکھا تھا چنانچہ آپ نے عمران اور ان کی پارٹی کا اپنے علاقے میں بلکہ اپنے محلّہ میں خوب استقبال کیا اور انہی کو کامیاب بھی بنایا تھا معلوم نہیں ان سے کامیابی چھینی ہے یا مختصر ووٹ کم پڑے ہونگے یا کوئی انتہا پسند مسلمانوں کے ہونگے۔
ا۔جس طرح اہل حدیث، حدیث میں فرمان رسول اللہ ﷺ سے لیکر ابن حجر تک کو حجت کہتے ہیں انہوں نے احمد بن حنبل، عبداللہ مبارک' سفیان ثوری اور اوزاعی کے فتاویٰ سے قرآن سے بے نیازی حاصل کی بلکہ دیت کے اونٹ کی مانند قرآن اللہ کی کتاب کو حدیث کے دروازہ سے باندھا ہے۔قرآن کو پہلے چھوڑا اور اب حضرت محمدؐ کا بھی نام نہیں لیتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں ان علماء و عمائدین سے اختلاف ہے یہ علماء سر آنکھوں پر لیکن قرآن کی اس تصریح کے بعد کہ حضرت محمدؐ کے بعد کوئی حجت نہیں، یہ ذوات کیسے حجت بن گئیں۔ جب چراغ کا ذکر کریں اور چراغ بردار کا ذکر کرنا چھوڑ دیں، ہادی کا ذکر کریں اور ہادی کو بھیجنے والے کو فراموش کر دیں؟ اور انت انت کہتے رہیں اس سے تو اللہ نے منع کیا ہے۔قرآن اور سنت محمدؐ کی جگہ تعلیمات آل محمدؐ کہیں گے تو اس سے بڑا شرک اور کیا ہوگا، میرے غرائض معاشرے میں چوراہوں اور گزرگاہوں پر منصوب سائن بورڈ جیسے ہیں، ان

سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا ہے سوائے فرقے کے نام سے شرک والحاد پھیلانے والوں کے۔

۲۔بلتستان سے تعلق رکھنے والے بڑے پائے کے علمائے حوزات علمیہ نجف وقم جناب شیخ صلاح الدین اور شیخ سلیم نے مجھ سے لوگوں کو کاٹنے اور مجھے برے الفاظ سے یاد کرنے میں دیگران سے سبقت لی ہے اور انہوں نے مدارس دینی کے طالب علموں کو میرے پاس آنے سے منع کیا ہے ہمارے گھر پر پڑوسی ہونے کی بنیاد پر آنے والے اور مدرسہ سے فارغ نہ ہونے والے امام جماعت شیخ عنایت بھی چہرۂ عبوس بنا کر آتے جاتے ہیں۔

۳۔جناب آغا شیخ فرمان صاحب جو کسی مسجد میں امامت کرتے ہیں نیز مدرسہ چلاتے ہیں انہوں نے حاجی حسن جو زیارات کے لیے لوگوں کو ایران لے جاتے ہیں ان سے کہا تھا کہ ہمارے مدرسہ کے لیے کتاب سادہ احکام اور سوالیہ احکام چاہئیں۔کتابوں کی قیمت معین ہونے کے بعد ان کو فون کیا تو ان کو پتہ چلا کہ اس ادارے کا مالک شرف الدین ہے تو انھوں نے حاجی حسن کو کتابیں منگوانے سے منع کیا،اسی طرح شیخ ضامن علی نے باقر کو میری کتابیں یہاں بھیجنے سے منع کیا۔علامہ جعفری، جوہری اور مظاہر حسین نے یہ کہہ کر میری کتابوں کو پڑھنے اور خریدنے سے منع کیا کہ ان کتابوں کو ہمارے دشمن ہمارے خلاف اٹھاتے ہیں۔

۴۔جناب وزیر حامد صاحب جو پہلے سکردو کیڈٹ کالج میں کھیل کود کے استاد تھے اور سبکدوش ہونے کے بعد المصطفیٰ سکول کے ڈائریکٹر بن گئے ہیں،خود کو دیندار اور دانشور سمجھتے تھے۔میرے ایک دوست جناب ثاقب صاحب ان کے سکول میں پڑھاتے تھے وہ میری کتابیں پڑھتے تھے۔حامد صاحب نے ان سے کہا اسپیشل برانچ والے آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔نیز انھوں نے ہمارے ایک اور دوست جناب فدا علی خلجی کو بھی ڈرایا ہوگا کیونکہ وہ بھی المصطفیٰ پبلک سکول میں پڑھاتے تھے وہ ہمیشہ ہمیں فون کرتے تھے اور میری کتابیں پڑھتے تھے اور فروخت بھی کرتے تھے اچانک انھوں نے ہمارے ساتھ رابطہ توڑ لیا قرین از قیاس ہے کہ انہوں نے منع کیا یا دھمکایا ہوگا۔اور آخر میں انھوں نے میرا فون اٹھانا چھوڑ دیا ہے۔ممکن ہے ڈائریکٹر صاحب کے علاوہ جناب حاجی محمد علی صاحب اور امین صاحب کا بھی مشورہ ہوگا کہ ان سے بات نہیں کریں اور نہ رابطہ رکھیں،اصولی طور پر ان مروجہ درسگاہوں سے پڑھے لکھے کتنے ہی دین دار،نمازی اور داڑھی والے ہی کیوں نہ ہوں لیکن یہ مولوی اپنے ہم صنف پر زیادہ اعتماد نہیں کرتے،انھیں ہماری باتوں سے زیادہ حاجی محمد علی اور امین پر اعتماد ہے۔وہ ہم سے بدظن

ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم نے کتاب 'مجاہد اعظم' جناب حاجی حسن کو بھیجی تو فدا علی نے مکھی نکال کر مجھے یہ بات پہنچائی، علماء حضرات کی بھی کھڑ پینچوں سے بنتی ہے اپنی صنف سے نہیں بنتی، ہماری کوئی صنف نہیں ہے ہمارے لیے ابلاغ دین میں کھڑ پینچ مستثنیٰ نہیں ہیں اسی لیے اللہ نے حضرت موسیٰ کو پہلے فرعون کے پاس بھیجا۔ میں نے ان کو بتایا ہم نے اپنے ہم صنف کو پہلے بھیجی تھی چونکہ انھوں نے جواب نہیں دیا بلکہ کتاب دیکھ کر ان کی آنکھوں میں دھند آئی، پھر میں نے حاجی صاحب کو بھیجی تو وہ بھی خاموش ہی رہے۔

۵۔ جناب ماسٹر نثار صاحب ہمارے خاص دوست تھے میں نے ان کو ایک کتاب بھیجی تو ان کو بہت غصہ آیا۔

تعارف یوسف حسین آبادی:

جناب محترم دانشمند یوسف حسین حسین آبادی اہل بلتستان کیلئے محتاج تعارف نہیں، آپ نے بلتستان میں پہلے انگلش میڈیم اسکول بنام جناح پبلک اسکول کی بنیاد ڈالی ہے۔ آپ قوم پرستی کی فضیلت میں چندین کتب لکھ چکے ہیں۔ آپ اس وقت پورے بلتستان اور خاص کر سکردو کے علاقہ میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ علاقہ حسین آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ سنا ہے ایک دفعہ جناب آغا مظاہر حسین ہمارے علاقہ چھور کا علی آباد کے جلسہ میلاد میں تشریف لائے تھے تو آپ کی پوری تقریر کا عنوان حسین آباد کی ترقیاتی رپورٹ تھی۔ گویا یہ جلسہ مفاد پرستوں کے خود ساختہ امام کے نام پر نہیں بلکہ بلتستان کی ترقی پر اعلیٰ افسروں کا اجلاس تھا جہاں جناب مظاہر کو اپنے علاقے کی رپورٹ پیش کرنا تھی۔ حسین آباد میں بہت سے روڈ بنے ہیں اور زیادہ قابل ذکر بات وہاں پر واقع کالج ہے، کیونکہ کالج تو بلتستان میں اور بھی بہت سی جگہوں پر بنائے گئے ہیں لیکن حسین آباد کے کالج کی بات ہی کچھ اور ہے جہاں لڑکے لڑکیوں کی مخلوط آمد و رفت تعارف و تبسم کو دیکھ کر یورپ دیکھنے والوں کو یورپ بھول جاتا ہے اور دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہاں کی آزادی نسواں کا نمونہ دیگر علاقوں کیلئے قابل رشک ہے اس کے مقابل میں انسان بے ایمان کو سوئٹزرلینڈ بھول جاتا ہے جبکہ ہم جیسے بہت سے سادہ لوح مولویوں کا حسن ظن تھا کہ یہاں کے لوگ دیندار ہیں، سب صاحب حلیہ و ریش دار ہیں۔ اسی لیے جناب ناشاد صاحب کی ریش سے اس علاقے کے بہت سے علماء ان کے فریفتہ ہو گئے تھے۔

مجھے یوسف حسین صاحب سے بلا واسطہ آمنے سامنے تبادل نظریا اظہار خیال کرنے اور آپ کے نظریات جاننے کا موقعہ کبھی نصیب نہیں ہوا۔آپ کے بارے میں جوبھی تصورات بلتستان میں چل رہے ہیں وہ دیگر دانشوران کی نسبت سرفہرست ہیں۔آپ کے بارے میں کہا جارہا تھا کہ آپ کمیونسٹ خیالات رکھتے ہیں، آپ کوکمیونسٹ اسی لئے کہا کہ بلتستانیوں نے دین کے خلاف بغاوت کوکمیونسٹوں کی طرف سے سنا تھا ورنہ دین کے باغیوں کی ایک لمبی فہرست ہے جومختلف الانواع اورمختلف الاشکال ہوتے ہیں،اس کوعربی میں الحاد کہتے ہیں میں آپ کوکمیونسٹ دھریہ تونہیں کہہ سکتا لیکن آپ کی گفتگو سے مزید یقین ہوا کہ آپ سیکولرضرور ہیں۔

آپ بلتستان کے حسین آباد کے اس وقت کی نسل سے ہیں جس وقت یہاں بلتستان کے پہلے تعلیم یافتہ روشن خیال ضد اسلام و مسلمین کنٹرول غلام مہدی قیام کرتے تھے انھوں نے یہاں کے نوجوانوں میں بہت اثرات چھوڑے ہیں۔

یہاں بلتستان میں پہلی بار منفرد انداز میں جشن میلاد امام حسین منایا گیا' اس سے اس جیش میں شرکت کے لئے آنے والے بہت سوں کے دل میں یہ امید پیدا ہوئی کہ یہ علاقہ کربلا کا نمونہ بن جائیگا، حق و باطل کی مثال پیش کرے گا اور یہاں کے لوگ شاید اسلامی اصول واقدار کے علمبردار بن جائیں اور یہ شہر اقوال وفرامین امام حسین اورحیات باسعادت وباایمانی کا مظہر بنے گا لیکن گزشت زمان کے بعد لوگوں کو پھر شک ہونے لگا کہ یہاں میلاد ومجلس میں جس حسین کا ذکر کرتے ہیں یہ وہ حسین نہیں جس نے دین اسلام کو اٹھایا تھا محسوس ہونے لگا یہ حسین سیکولروں کا حسین ہے انہوں نے حسین بن زہراء کے نام کو چرایا ہے اورابھی سننے میں آرہا ہے کہ لوگوں کو شک ہورہا ہے کہ یہ حسین جن کے نام سے یہ علاقہ موسوم کیا گیا تھا وہ نواسہ رسولؐ حسین نہیں ہیں جنہوں نے اسلامی اقدار کی حفاظت کی خاطر اپنے اعزاء واحباب کی قربانی دی، یہ کوئی اور حسین ہونگے جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

جناب یوسف حسین صاحب بلتستان کے ان دانشوروں میں سے ہیں جو اپنی دانشوری ودانشمندی کے علاوہ چندین امتیازات وافتخارات کے حامل ہیں۔ہم یہاں آپ کے بعض افتخارات کا ذکر کریں گے، آپ سب سے پہلے بلتستان میں انگلش میڈیم اسکول بنانے والے ہیں تاکہ اس علاقے کے لوگ یہاں رہتے ہوئے بھی انگریز بن جائیں ترقی اگر نہ ہو تب بھی کوئی بات نہیں کم سے کم انگریزی تو بولیں گے۔

انگریزی زبان کارواج:

جناب یوسف حسین آبادی کا سب سے پہلا تعارف انگلش میڈیم سکول کا قیام ہے آپ اور آپ کی تأسی کرنے والے پیروکاران کا کہنا ہے علاقے کی ترقی وتمدن کے لئے انگریزی زبان ناگزیر ہے۔آپ اور دیگر نام نہاد وطن پرست وقوم پرست دانشوروں کی دوغلی پالیسی کسی سقراط و بقراط کی سمجھ میں نہیں آسکتی کیونکہ یہ دوغلی پالیسی اتنی گہری اور عمیق ہے کہ شاید حضرت ابلیس کے لئے بھی سمجھنا دشوار ہو جائے۔آپ ایک طرف تو قوم کو اجساد بالیہ، بوسیدہ اور بت مت کی روایتوں اور راجوں کے ظلم واستبداد کی نشانیوں کو زندہ کرنے کی بات کرتے ہیں تو دوسری طرف سے علاقے والوں کو ہر مرد وعورت حتیٰ شیر خوار بچے کو بھی ون،ٹو سکھانے پر تلے ہوئے ہیں۔آپ کی منطق یہ ہے کہ بول چال انگریزی میں ہونی چاہیے زندگی بودوباش اپنے مردہ بزرگوں کی سیرت پر چلنا چاہیے یہ میوزیم آپ کے لیے نمونہ زندگی ہے چنانچہ فقیہ حسین آباد یادگار مرحوم جناب آغا علی موسوی آغا سید حیدر صاحب جدید فکر کے حامل کا خواب تھا کہ چند سال کے بعد پاکستان سے اردو بالکل ناپید ہو جائے گی،گلی کوچوں میں اردو بولنے والے نہیں ملیں گے لہٰذا آپ نے اپنی دور اندیشی اور باریک بینی سے کام لیتے ہوئے لاہور میں اپنے مدرسے میں انگریزی زبان سکھانے کیلئے انگریز پروفیسر کو لائے تھے۔اسی طرح جامعہ کوثر میں آغائے نجفی صاحب انگریز پروفیسر بمعہ انگریزی اخبار لائے ،ترقی کے لحاظ سے تو ان کے دونوں اہداف پورے نہیں ہوئے لیکن انگریزی زبان کہاں تک پہنچی ہے، پتہ نہیں،اس ملک کو جو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے وہ ان لوگوں سے پہنچا ہے جنہوں نے بیک وقت یہاں کے لوگوں کو انگریزی اور قوم پرستی دونوں میں مصروف کیا ہے۔انگریزی زبان دھوکہ دہی کیلئے ہے، بلکہ اصل مقصد قوم کو گمراہ رکھنا مقصود تھا۔دونوں بزرگان کو یہ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ زبان سیکھنے کے بعد تمام علوم وفنون ساتھ ہی ذہن میں منتقل ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ خواب نہ پہلے شرمندۂ تعبیر ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا اس کی واضح مثال آپ دونوں ہیں، آپ دونوں کو عربی زبان پر بہت عبور حاصل ہے خاص کر کے آغائے نجفی کو گرچہ عربی زبان پر عبور حاصل ہے لیکن آپ دونوں کو دین سمجھ میں نہیں آیا،اور نہیں آئے گا۔اس کی علامت یہ ہے جو بھی شخص اٹھتا بیٹھتا خدمت خلق کی بات کرتا ہے جو مغرب والوں کا دین ہے اسے اسلام سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرح آپ اور دیگر بانیان انگلش میڈیم اور پاکستان کو بغیر ترقی وتمدن وسہولیات کے انگریزستان بنانے والوں

کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں خصوصی طور پر آپ کو تعزیت پیش کرتے ہیں کہ ذی القعدہ ۱۴۳۶ھ ق کو پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ کے سربراہ جسٹس جواد نے اپنی عدلیہ عالیہ کی طرف سے حکم نامہ صادر کیا ہے جس میں آپ نے اس مملکت کے اداروں کی زبان اردو میں کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے گویا اہل فکر و دانش اس دن کو اگر یوں تصور کریں کہ پاکستان ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو نہیں بلکہ ۲ ذیعقدہ ۱۴۳۶ھ کو قائم ہوا ہے تو اس حوالے سے مسلمانان پاکستان کو اس وقت کی اعلیٰ عدلیہ کا مرہون منت ہونا چاہیئے۔

اعلیٰ عدلیہ کے چیف جسٹس جواد ایس خواجہ نے اپنا حلف نامے اردو زبان میں پڑھ کر ایک طاقت ورطمانچہ پرویز مشرف کے منہ پر مارا ہے جس نے یہاں سربراہان کے لیے حلف اردو کی جگہ انگریزی میں رکھا تھا۔ وہ خود جس طرح جلدی درگور ہو گیا اسی طرح اس کی بدعت بھی جلدی زندہ درگور ہو گئی۔ آپ اور دیگر دانشوران کا جرم و قصور یہ ہے کہ آپ حضرات نے ترقی و تمدن کے لیے انگریزی زبان کو ناگزیر گردانا ہے یہ آپ کی اس علاقے سے خیانت و غداری ہے۔ دنیا میں جہاں جہاں اہل وطن نے علم کو دیگر ملکوں سے اپنی زبان کے قالب و ڈھانچے میں نہیں ڈھالا ہے وہ ترقی میں دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے تھے۔

خلفائے عباسی نے یونان و ہندوستان اور فارس کے علوم کو عربی زبان میں ڈھالا، اس وقت دنیا کی ترقی میں اعلیٰ مقام پر فائز ممالک جاپان، روس، جرمن، فرانس اور ترکی عوام کو غیر ملکی زبان سکھا کر ترقی سے پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ انھوں نے علوم کو اپنی زبان میں ڈھالا، کیا اہل بلتستان یہ کہہ سکتے ہیں کہ سعودی عرب، ایران اور ترکی سے زیادہ یہاں ترقی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ انگریزی بولنے سے ترقی نہیں آئی ہے۔ فرانس کی سرکاری زبان فرانسیسی ہے اور جرمن کی قومی زبان جرمنی ہے وہ ترقی و تمدن کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ اسی طرح جاپان کی زبان جاپانی ہے اور وہ بھی ترقی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے یہ صرف حسین آبادیوں اور این جی اوز کے نمک خواروں کی یہ منطق رہی ہے کہ انگریزی بولنے سے ملک میں ترقی آتی ہے ہم انگریزی زبان بولنے کے خلاف نہیں بلکہ ہم اس کو عزت و افتخار سمجھنے والوں کے خلاف ہیں۔

ہم ''انگریزی زبان سے ترقی آئی ہے'' کہنے والے غدار و دھوکہ باز روشن خیالوں کے خلاف ہیں۔ آپ انگلش میڈیم سکول کے قیام کے پچاس سال مکمل ہونے پر جوبلتی میوزیم کا قیام عمل میں لائے ہیں وہ اس بات کی

دلیل ہے کہ آپ کی ترقی گوریستان سے قریب اور ترقیستان سے دور ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عطا ہونے والے اس ملک پاکستان اور اسلام کے وفادار ہوتے تو جاپان وجرمنی وفرانس وچین کے علم کو اردو میں منتقل کرتے، تب آپ کا نام تاریخ میں زندہ رہتا، جس طرح پاکستان کے ان ججوں کا نام تاریخ میں زندہ رہے گا جنہوں نے اس ملک کو نئے مرحلے میں داخل کیا، اسلام و پاکستان سے وفاداروں کی زبان اردو ہے اور ساتھ ہی میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اردو زبان جن کے دلوں پر ناسور جیسا اثر رکھتی ہے بار بار ان کے منہ سے غلاظتیں نکل رہی ہے کہ علاقائی زبانوں کو بھی ساتھ ساتھ عام کرنا چاہیے جس طرح ایک ملک میں دوصدر وزیراعظم اور دو فوجی سربراہ نہیں چلتے اسی طرح دو زبانیں بھی نہیں چلتی ہیں ایک زبان چلتی ہے آپ لوگوں کے زعم میں جو خدمات خلق آپ نے یا دیگران نے کی ہیں ان پر جزاء اللہ اور اہل ایمان ومسلمان نہیں دیں گے بلکہ آپ لوگوں کی جزاء شیاطین ابالیس غرب دینگے۔

بلتستان کی سربلندی اور نام اونچا کرنے کی خاطر میوزیم بنانے والی پہلی شخصیت کے عنوان سے آپ کا نام کتاب بک گئے میں آیا تھا، اس میں آپکی این جی اوز کی خدمات کا بھی ذکر آیا تھا۔ جناب دانشور یوسف حسین حسین آبادی صاحب، جناب دانشور ڈاکٹر حسن خان صاحب سے مختلف ہیں، ڈاکٹر صاحب حلقۂ دین میں رہتے ہوئے دین کے خلاف سرگرم رہتے ہیں، وہ دین پر حملہ بھی کرتے ہیں اور دین کی اپنی طرف سے بے جا تفسیر بھی کرتے ہیں، لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے پاس دین سمجھی کا وقت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب سب کو پتہ ہے آپ آغا خانیوں کے لئے وقف ہیں، اس علاقے کے جوانوں کو قرضے کے نام سے پھنسانے، عزاداری کے نام سے ورغلانے، اس میں کیچڑ پھینکنے ورمنابر پر جاہل ونا لائق لوگوں کو قابض کروانے میں ان کا کردار ہے ۔ڈاکٹر حسن خان آپ آغا خانیوں کے ثناخوان اور مدافع ہیں کیونکہ حسین آباد کے بعد علاقہ شگر کو بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر سفارستان بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ان عوام الناس کو پھنسانے کیلئے ان کے گھر فاتحہ خوانی بھی کرتے ہیں لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے کیلئے اثناعشری کا نام لیتے ہیں۔ اثناعشری کے نام سے لوگوں کو بہت اندھیرے میں رکھا گیا ہے، حیرت ہے آغا خانی خود تو امام حاضر کے معتقد ہیں جبکہ وہ یہاں کے لوگوں کو امام غیر موجود کے ظہور میں مصروف دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک عزاداری بدعت آل بویہ کے لئے محرمات مسلمہ

شرعی کا ارتکاب بے حرج ہے۔ان تمام غیر شرعی حرکات وگفتار وکلمات کے باوجود ان کو غصہ ہے کہ ایک بے حیثیت وبے قد وقامت وبے صورت مولوی ان کے نام کو بغیر علیہ السلام کیوں لکھتے ہیں۔

احیاء آثار جاہلیت:

حب الوطنی کے نام سے قوم پرستی کو اٹھانے اور حاضر ومستقبل سے منصرف کر کے انسان کو ماضی سے جوڑنے کے کام کو آج کل کے عرف میں قوم پرستی کہتے ہیں۔ عالم اسلام کو منتشر ومتفرق مذاہب میں تقسیم کر کے امت کے تصور کو ختم کرنے کا کام وسیع وعریض خارچشم مغرب نے دولت عثمانیہ کو تقسیم کرنے کی خاطر کیا ہے۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے علاقہ بلتستان تک بھی پہنچا جہاں بعض دانشوران وغیر دانشمندان بھی اس جال ابلیسی میں پھنس گئے ان میں سے ایک دانشمند جناب یوسف حسین حسین آبادی ہیں اور دوسرے جناب دانشور غیر دانشمند ڈاکٹر حسن خان عماچہ ہے جو اپنی دوغلی پالیسی سے ایک طرف سے بالیہ آثار ہندوآنہ کو زندہ وتابندہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کو یہ ثابت کریں یہاں ہم پاکستان میں اسلامی ثقافت کو ہر قیمت پر روکیں گے۔ یہ پہلے مرحلے میں انگریزی ثقافت چلائیں گے اور دوسرے مرحلے میں بدھ مت ثقافت کا احیاء کریں گے، آپ نے لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ مطمئن رہیں یہاں ہم کسی صورت اسلام کو نہیں آنے دینگے۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم عوام کو جدید دنیا اور نئی تحقیقات سے متعارف کراتے ہیں جبکہ علماء حضرات کہنہ پرست ہیں وہ انسان کو قرون وسطیٰ سے باندھتے ہیں یہ دعویٰ کرنے والوں نے آج خود اہل بلتستان کو قدیم بلتستان سے جوڑنے کے لئے ایک میوزیم کی بنیاد رکھی ہے۔اب تو سنا ہے علماء اور ان کے فرزندان بھی اس میدان میں اتر آئے ہیں، قاضی بلتستان کے فرزند نے ۱۴ اگست کے موقع پر اپنے فیس بک میں سیاہ جھنڈا لگایا۔

جس میں آپ بلتستان کے قدیم ادوار کو اٹھائیں گے جس میں آپ چلم حقہ، ہلم چمڑے کے بوٹ ننگ بلتی ٹوپی سموار کانگ شنگ اور لکڑی کے چپل رکھیں گے اور کہیں گے ان کو دیکھنے سے ترقی آئے گی اور لوگ روشن خیال ہو جائیں گے۔اس سے بلتستان کو دو فائدے حاصل ہوں گے ایک بلتستان شمالی علاقہ جات سے الگ ہو جائے گا جس طرح وہ پاکستان کے دوسرے علاقوں سے الگ ہے جس طرح پی پی کے دور میں سندھی ٹوپی اور اجرک پہننے سے سندھ کو ترقی نہیں ملی بلکہ اس نے سندھ کو مزید فرسودگی میں مبتلا کیا اور انہیں قبور پرست بنایا، سندھ

کی ترقی کے بجٹ کوانہوں نے چرس وافیون خوروں کی قیامگاہوں پر خرچ کیا ہے، اسی طرح بلتی ٹوپی اور بلتی بوٹ پہننے سے بلتیوں کو ترقی نہیں ملے گی، اگر کچھ بھی نہ ہوا، مغرب والے خوش ہو جائیں گے کہ آپ نے اپنی قوم کو اچھا الو بنایا ہے شاباش، آفرین! آپ کو ہم آئندہ بین الاقوامی آثار قدیمہ کانفرنس میں بلائیں گے پھر با قاعدہ ممبر بنائیں گے تا کہ مزید آثار قدیمہ کو اجاگر کرنے کی حوصلہ افزائی ہو چنانچہ بلتستان میں دورہ کرنے والے روزنامہ جنگ کے نمائندے نے آپ کی خدمات کو اپنی جاہلیت اولیٰ کی نظروں سے اچھالا ہے۔

آثار قدیمہ تلاش کرنا اتنا مشکل و نایاب بھی نہیں بلکہ سائنسی دنیا نے یہ بھی آسان بنایا ہے جدید کو مٹی میں خاکستر و آلودہ کرنے سے قدیم بھی بنا سکتے ہیں چنانچہ بلتستان کے ہبہ ساز نئے ھبہ کو کچھ دیر مدفون رکھ کر پرانا بناتے تھے چنانچہ ٹیکسلا والے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے اس دور کے جدید اور تازہ تازہ بنائے گئے بتوں کو کچھ محدود عرصہ مٹی میں دبا کر دو تین ہزار سال قبل کا بت بتا کر فروخت کرتے ہیں اس طرح ان کا یہ کاروبار اچھا چلتا ہے لیکن میں یہ بھی بتاؤں کہ جن استعماری طاقتوں نے ان سے یہ کام لیا ہے وہ بے وقوف نہیں ہیں وہ جانتے ہیں کہ کونسا بت قدیم ہے اور کون سا جدید ہے لیکن جدید کو قدیم کہنے پر اس لیے احتجاج نہیں کرتے کیونکہ وہ مسلمانوں کو بت تراشنے والا، بت پرست و بت فروش دیکھنا چاہتے ہیں۔ احیائے عصبیت قومی جناب یوسف حسین آبادی صاحب کے امتیازات میں سے ایک ہے کہ آپ اس فکر و تصور کو جسے حضرت محمدؐ نے مدفون کیا، دوبارہ احیاء کرنے والے ہیں حضرت محمدؐ جو کہ اپنے دور میں نبوت و رسالت کے علاوہ خاندان بنی ہاشم کی زعامت و ریاست پر بھی وفات ابوطالب کے بعد فائز تھے۔

آثار قدیمہ کی نگہداری ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ کو روزنامہ جہاں پاکستان کے پہلے صفحہ پر یہ خبر آئی ہے کہ مصر میں جرمن ماہرین نے آثار قدیمہ مصر کے آج سے تیس ہزار سال قبل حیوان مرگ بادشاہ تو تان خاموں کی چہرے پر لگے ہو ئے سنہری ماسک کی مرمت شروع کر دی ہے۔

قوم پرستی بطور اعلیٰ وارفع اقدار:

ا۔ یہ قوموں کے لئے ایک ناسور ہے خاص کر دین و دیانت واسلام کے راستے میں ایک ہمالیہ ہے۔ بسا اوقات بہت سے دینداروں کو اس بت کی پوجا کرنا پڑتی ہے بطور مثال ایران عالم تشیع ہے کبھی کبھار وہ خود کو

سعودیوں کے مقابل میں ام القریٰ مسلمین پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہاں قوم پرستی کی بنیاد پر قاتل خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب ابولولو کی قبر بنائے ہوئے ہیں کیونکہ اس نے فاتح فارس کو قتل کیا تھا۔

۲۔ترکیہ میں خلافت اسلامیہ کی بساط پر چیدہ کر کے آثار عربیت کو مٹا کر علاقے کی زبان کو حروف لاطینی میں جلا کر اسلام سے متعلق قرآن وکتب حدیث وتفاسیر وغیرہ سے اجنبی کرنے والے اتاترک کو اس قوم کا ہیرو پیش کر کے اس کی قبر کو زیارت گاہ سربراہان بنایا ہے۔اب یہاں ہمارے ملک کے بعض سربراہوں کو بادل نخواستہ از روئے سیاست وہاں جانا پڑتا ہے۔

۳۔روزنامہ جہانِ پاکستان ۲۹ ذی الحجہ الحرام ۱۴۳۶ھ کو مطفر بات کے عنوان کے تحت آیا ہے بادشاہ یمن نے کعبہ سے رخ موڑنے کیلئے یمن میں ایک جعلی کعبہ بنایا تھا بعد میں یہ غیض وغضب مسلمین کی وجہ سے کھنڈر بن گیا تھا حال ہی میں حوثیوں نے اس کو نئے سرے سے بنانا شروع کیا تھا انہوں نے اس کیلئے بجٹ بنایا ہے۔

۴۔آپ کے علاقہ میں اس چھوٹی سے آبادی میں کتنے امام بارگاہ مختصر سے فاصلے پر بنائے گئے ہیں اس طرح بلتستان میں ہر جگہ قومیت اور علاقے کی بنیاد پر امام بارگاہوں نے شیعہ قوم کو کتنا تتر بتر کیا ہے۔اسلام ایک مسجد کے مقابل میں دوسری مسجد بنانے کی مخالفت کرتا ہے۔

مجھے معلوم نہیں ہمارے فدا صاحب ویسے تو ایک وسیع علاقے کے ممبر بنے تھے لیکن اقتدار ملنے کے بعد تو انہوں نے پہلی ترجیح اپنے ہی علاقے کو دی تھی جس کی وجہ سے انہیں الیکشن کے موقع پر بہت مسائل کا سامنا ہوا۔ مومنین ان کو دیندار سمجھتے تھے لیکن وہ شکیل بے دین کے مقابل میں ہار گئے۔

کچھ لوگوں کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کے پاس اہداف نہیں ہوتے ہیں لہٰذا جس کسی کو رقم کی پیشکش کریں گے وہ وہاں مسجد یا امام بارگاہ بنائے گا ہمارے محلّہ علی آباد میں گھروں کی کل تعداد شاید مشکل سے ۵۰ ہوگی اس میں ۶ مساجد ایک ماتمسرا، ۲ مدرس ہیں۔ان میں سے ابھی ایک ماتمسرا ایک مدرسہ کے لئے این جی اوز نے دیا ہے اس سے مفت میں کمیشن ملتا ہے آپ کا میوزیم تو چھوٹا ہوگا شگر میں جو بنایا ہے اس میں حسن خان صاحب کو کتنا کمیشن ملا ہے ان سے پوچھنا پڑے گا۔

ایک طاقت ور وقدرتمند اور پائیدار پاکستان کے لئے قوم پرستی ایک ناسور ہے۔یہنا سور با جمع ناسور

فرقے واحزاب ناسور مثلث ثالوث نے پاکستان کو خطرے کے دہانے پر پہنچایا چنانچہ اس خطرے کے خواب دیکھنے والے ۲۰۰۰ء سے پاکستان کا نقشہ دنیا سے مٹنے کی پیشن گوئیاں کرتے آئے ہیں ان کی پیشن گوئیوں سے ملک میں موجود قوم پرستوں اور پاکستان دشمن جماعتوں کے حوصلے بلند ہوگئے یہاں تک کہ مہاجر قوم پرست قائد نے امریکا میں موجود قوم پرستوں کو حکم دیا کہ وہ اقوام عالم اور بھارت سے مداخلت کیلئے کہیں چنانچہ تاخیر کرنے پر قائد ایم کیو ایم نے بھارت کو بزدل کہا۔

اس لئے کہا ہوگا کہ انہوں نے ان کو وعدہ دیا ہوگا آپ آگے بڑھیں ہم آپ کو کامیاب بنائیں گے اب ان کے عزائم خاک میں مل رہے ہیں ان کی طرف سے اٹھنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے اس تاخیر پر ان کو غصہ آیا، درحقیقت نئے صوبوں کے قیام اور خود مختاری کا مطالبہ کرنے والے ملک پاکستان کے خائن ہیں جس طرح پاکستان میں انگریزی زبان یا علاقائی زبان کو رواج دینے والے خائن ہیں اسلام، پاکستان اور اردو لازم وملزوم ہیں۔

بلوچستان کے قوم پرستوں نے اس علاقے کو کہاں سے کہاں پہنچایا ہے بلتستان کے قوم پرست بلتستان لداخ راستے کھولنے کے مطالبات کرنے لگے۔اس طرح سندھی اور سرائیکی قوم پرستوں، بلوچی سندھی سرائیکی بلتی گلگتی روشن خیالوں نے اپنے عوام کو بے وقوف بنایا اور انہیں باور کرایا کہ علاقائی ٹوپی رومال، چپل پہننے اور قومی ترانہ گانے کے بعد ترقی حتمی ہے لیکن ارادہ ومشیت الٰہی ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اسلام کے خلاف سازش کرنے والوں کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے اگر پاکستان میں اسلام نہ ہوتا تو پاکستان اب تک کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوتا یا صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہوتا۔ یہ روز روشن کی مانند ایک واضح حقیقت ہے کہ قوم پرستوں کی پشت پر ملحدین اور کمیونسٹوں کا ہاتھ رہا ہے چنانچہ سب جانتے ہیں اکبر بگٹی، بھٹو، بے نظیر، ڈاکٹر مبشر حسن، عبدالرحیم پی پی پی اور ایم کیو ایم نے قوم کو بیل بھینس جیسا استعمال کیا اور خود پیچھے رہے ہیں۔ انہوں نے فرقوں کو بکرے جیسا آگے رکھا ہے بلتستان کے قوم پرست بھی دیگر صوبوں کے قوم پرستوں سے مختلف نہیں چنانچہ محمد علی شاہ کھرمنگ نے چندین بار گلگت بلتستان اسمبلی سے باہر بیان دیا ہے کہ ہم نے لوگوں کو روک کے رکھا ہے ورنہ وہ ہندوستان جانے والے تھے۔آپ نے کہا ہم نے روک کے رکھا ہے، آپ سے سوال ہے دعوت کس نے دی ہے کیونکہ وہی روک سکتے ہیں جنہوں نے جانے کی دعوت دی ہو۔ بتائیں بھٹو اور آغا خان کو کس نے دعوت دی ہے آپ بلتستان کے نامور قوم پرست ہیں اگر کسی

دن امتحان و آزمائش کے طور پر قوم پرستوں کا بول بالا ہو جائے جو کہ انشاء اللہ نہیں ہوگا، اس وقت یوسف حسین آبادی کا نام بلند ہوگا کیونکہ انہوں نے ہی یہ شعور واحساس دلایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں چندین کتب کے علاوہ آپ نے ایک میوزیم بھی بنایا۔ آپ کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے نام طنزیات اور اسلام کی سربلندی کے لئے آواز اٹھانے سے الرجک ہونا یا چڑنا بھی ثابت کرتا ہے کہ قوم پرستی کا ناسور پاکستان کے ساتھ ساتھ اسلام کے لئے بھی ناسور ہے۔ قوم پرستی کو رسولؐ اللہ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدان عرفات میں دفنایا تھا جبکہ یوسف حسین حسین آبادی ودیگر قوم پرستوں نے اس مردہ ہڈی میں پھر سے روح پھونک کر اسے زندہ کرنے کیلئے کوشش کی ہے۔

قوم گرائی یا قوم پرستی کا مطلب ہے کہ بہترین اور لائق ستائش ہے وہ انسان جو اپنے مال ودولت، جان اور اولاد وعزت وناموس حتیٰ دین وشریعت کو قوم کی سربلندی ونیک نامی کے لئے صرف کرے۔ حالیہ انتخابات میں اٹھائے جانے والے نعروں اور مخالفین کے ساتھ سلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ دین ان کے پاس کتنا سستا ہے، ایسی فکر وسوچ والے معاشرے میں فضائل ومناقب کے تمام معیار وغرض وغایت اپنی قوم کو اٹھانا اور اس کے نام کو بلند کرنا ہوتا ہے ایسے معاشرے میں انسانوں کو قومی خدمات کی بنیاد پر تولا اور ناپا جاتا ہے یہاں میزان قوم ہی رہتی ہے چنانچہ زمان جاہلیت میں یہ مقولہ مشہور تھا اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، اپنے فضائل ومناقب پہ خوش ہونے والے لوگ قوم کے دائرے میں گردش کرتے رہتے ہیں یہ فکر مبغوض ومنفور نبی کریمؐ کے بعد خلفاء راشدین بلکہ بنی امیہ تک مدفون رہی ہے لیکن آخری دور بنی امیہ اور آغاز بنی عباس میں فارس سے آنے والے ظاہری طور پر نومسلم حقیقت میں منافقین نے بنام شعوبی اسے اٹھایا، مسلمانوں میں اس فکر کا بیج بونے والے فارس کے مجوس ویہودی تھے مؤرخین نے لکھا ہے سب سے پہلے اس فکر کو اٹھانے والے ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ متوفی ۲۱۱ھ بشار برد ابونواس شرابی تھا۔ اس نے اسلام سے بالواسطہ انتقام لینے کیلئے غیر عربوں کو عربوں پر برتری دینے کیلئے ایک کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ عبداللہ مقفع نے اس کیلئے احادیث جعل کیں جن میں حضرات حسنین کے فضائل میں اہل فارس کے داماد ہونے، سلمان کے اہل بیت میں شامل ہونے، سلمان کے علم کا سمندر ہونے کے علاوہ لکھا کہ تمام اصحاب رسولؐ مرتد اور صرف سلمان اور چند محدود اصحاب دین پر قائم رہے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث جعل

کی کہ اگر علم ثریا میں ہوتو اس تک سلمان فارسی کی قوم ہی کو رسائی حاصل ہوگی آج یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ حدیث جعلی ہے آج ستاروں تک جانے کیلئے اہل فارس مغرب والوں سے پیچھے رہ گئے ہیں گرچہ وہ اگر ادنیٰ سا بھی تفکر کرتے تو اس وقت اس حدیث کے جھوٹا ہونے پر قلم سرخ کھینچ سکتے تھے کیونکہ اس میں حضرت علی پر بھی اہل فارس کی برتری ثابت کی گئی ہے۔سلمان کے نبی ہونے تک کی کہانیاں بنائیں اور پھر سلمان کے نام سے ایک فرقہ ایجاد کیا تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں نبی کریمؐ کا یہ فرمان سلمان ہماری اہل بیت میں شامل ہے اپنی جگہ درست تھا لیکن سلمان، حضرات حسنین جیسا ہے یہ دھوکہ وفریب اور تفسیر باطل ہے نیز سلمان کسی بھی حوالے سے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان سے افضل نہیں بنتا ہے، جیسا کہ نصیرین کہتے ہیں۔

سلمان کو سبقت اسلام، سبقت ہجرت اور بذل انفاق جیسے فضائل نصیب نہیں ہوئے آپ حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے مدائن میں والی تھے۔ نبی کریمؐ نے سلمان منا اہل بیت ایک خاص موقع پر اختلاف ختم کرنے کیلئے فرمایا تھا جہاں بعض اصحاب نے سلمان کو اپنے گروہ میں شامل کرنا چاہا اور بعض دیگر نے اپنے گروہ میں تو نبی کریمؐ نے فرمایا وہ ہمارے گروہ میں ہے، نہ سلمان کو سبقت اسلام اور نہ ہی سبقت ہجرت نصیب ہوئی۔غرض قوم گرائی وقوم پرستی ایک دودھاری تلوار ہے اس کی ایک طرف سے اسلام کو چیرتے ہیں تو دوسری طرف سے خود اسی قوم کو چیرتے ہیں آج یہ بات واضح ہوچکی ہے جنہوں نے اسلام کے مقابل میں قومیت کو اٹھایا تھا آج وہ عرب تتر بتر ہوچکے ہیں۔حتیٰ آخر میں ایسا کرنے والے خود بھی پاش پاش ہوجاتے ہیں اور پھر دوبارہ سے اتحاد کے داعی بنتے ہیں چنانچہ جتنے بھی فرقے مسلمانوں میں وجود میں آئے ہیں وہ سب اس شعوبی فکر والوں کے گڑھے ہوئے ہیں یہ ایک کثیر نسل بیکٹیریا جیسا جراثیم ہے۔شعوبیت کے ان جرثوموں کو اٹھانے میں اہل فارس کا کردار بتایا جاتا ہے چنانچہ عملی میدان میں ابھی تک یہ ان میں موجود ہیں مجتہدین وعلماء اور فضلاء وزہاد اس مرض مزمن ضد اسلامی سے محفوظ نہیں رہے یہ جہاں جہاں پہنچیں اسلام کو جام کرتے اور ملت کو منتشر کرتے ہیں۔

دنیائے کفر والحاد اسلامی ممالک کے اندر داخل ہوکر اسلام سے دو بہ دولڑنے اور اسلام کو کونے پر لگانے اور مسلمانوں کو تتر بتر کرنے میں اسوقت کامیاب ہوئے جب سے انہوں نے عربوں کی ہمدردی لے کر خلافت اسلام سے نفرت پیدا کی ہے۔انہوں نے خلافت عثمانی کی بساط برچیدہ کی پاکستان بننے کے بعد بلوچی اور سندھی و

سرائیکی اور پنجابی و پختون کو اٹھا کر پاکستان کو کمزور کیا، بلوچستان کا اس وقت جو حشر ہے وہ قوم پرستی کا ثمر ہے، سندھیوں کو محرومیت وابتری کا سامنا انہی قوم پرست لوگوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے بلتستان کو سیاسی حقوق دینے کی بات تیس چالیس سال سے ہو رہی ہے یونین کونسل اور پھر قانون ساز اسمبلی بنی، کتنے دور گزر گئے لیکن ان قوم پرست ممبروں نے اپنے ہی علاقوں پر توجہ مرکوز کیئے رکھی علاقہ شگر میں حاجی محمد حسین اور ان کے جانشین عمران ندیم کتنے سالوں سے حکمرانی کر رہے ہیں اہالی چھورکاہ کے نام نہاد علماء و جوان نام نہاد دانشوران کے جیالے بنے ہوتے ہیں انہوں نے محلوں اور خاندانوں میں جھگڑا وفساد برپا کیا ہوا ہے لیکن وہاں کے لوگوں کے لیے نہ ہسپتال اور روڈ بنے نہ ترقی وتمدن دیکھنا نصیب ہوئی اور نہ ان کے لیے اعلیٰ درسگاہیں بنی ہیں یہ دونوں مسلمانوں میں تفرقہ ڈال رہے ہیں اسی طرح ناشاد بھی ایسا ہی رہا ہے انہوں نے حسین آباد والوں کیلئے لڑکیوں کا سکول بنوا کر اپنے حسین آباد ہی کو مظاہرہ فحشا بنایا ہے حالانکہ ایک مسلمان وہ بھی نمازی بارلیش کو چاہیے تھا اپنے محلے کو مظاہر اسلامی کا مظہر بناتے۔

قوم پرستی کی ایک واضح مثال حال ہی میں قائد بلتستان علامہ جعفری کا وہ بیان ہے کہ گلگت بلتستان کی گورنری اہل بلتستان کا حق ہے اس جملے سے آپ کے منہ سے قوم پرستی کی بدبو آتی ہے اگر مسلمان ہوتے تو کہتے کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ گورنر عصبیتِ قومیت سے پاک ایک صادق وامین مسلمان اور دانشمند سیاست مدار ہونا چاہئے لیکن ایسا مطالبہ آپکو کبھی نصیب نہیں ہوا تھا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اگر آپ پورے گلگت بلتستان کو ایک نظر سے دیکھنے والے ہوتے اگر آپ نام نہاد جمہوریت کے ہی داعی ہوتے تو یہ بھی کہتے کہ گورنر کو اسمبلی سے اکثریت قاطع سے منتخب کریں، آپ کا یہ کہنا کہ یہ بلتستان کا حق بنتا ہے یہ آپ کی قوم پرستی کی نشانی ہے قوم پرست ہمیشہ اس نعرے کو اٹھانے میں دلائل و برہان کے بحران کا سامنا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے اندر اسلام سے زیادہ بلتی قوم کے لئے ہمدردی ہے چنانچہ جب نام نہاد سید ہونے پر فخر کرنے اور اس کے ترانے بجانے والے دو مغرور سیدوں حیدر شاہ اور سید حسن شاہ نے کراچی میں قوم پرستی کی تنظیم کی بنیاد رکھی تو میں نے آپ سے قوم پرست پارٹی بنانے کی شکایت کی تو آپ نے کہا بلتستان کی ترقی کیلئے یہ ضروری ہے اس دن سے ہم آپ سے مایوس ہو گئے تھے کہ آپ سے اس علاقے میں اسلام کا بول بالا ہونے کی امید نہ رکھی جائے یہ لوگ صحیح معنوں میں ان روشن

خیالوں میں سے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں رہ کر ترقی وتمدن ممکن نہیں جناب یوسف حسین حسین آبادی کا بلتی میوزیم بنانا ان کے قوم پرست ہونے کا واضح ثبوت ہے اس کا دوسرا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اسلام کی سربلندی کی کوشش کرنے سے سختی سے انکار کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے قوم پرستی اور اسلام دونوں ساتھ نہیں چل سکتے ہیں۔

اس وقت بلتستان میں ہر قسم کا تفرقہ وانتشار اور لوگوں میں گروہ درگروہ تقسیم پائی جاتی ہے، ان میں اتفاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

یہاں ہم جناب یوسف حسین آبادی صاحب کے دو ٹیلی فونی مکالموں میں اٹھائے گئے نکات پر اپنی نگارشات کو بیان کرتے ہیں۔

۱۔ آپ نے فرمایا ہم سیکولر نہیں۔

اس ٹیلی فون سے پہلے جب آپ نے ہم سے اپنے میوزیم میں رکھنے کے لئے میری تصنیفات مانگی تھیں تو میں نے عرض کیا تھا آپ لوگ سیکولر ہیں، ہم آپ لوگوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ اس پر آپ نے سختی سے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہم سیکولر نہیں ہیں، اس پر ہمیں شرمندگی ہوئی کہ یہ انگریزی لفظ ہے، ہمیں اس کا معنی پتہ نہیں، ہم نادم ہوئے کہ بغیر کسی ثبوت کے ایک محترم دانشور کو سیکولر کہا ہے، انگریزی نہ پڑھنے کا یہ نقصان ہوا کہ ہم جن کو سیکولر کہتے تھے، وہ سیکولر نہیں۔ پاکستان میں علمی واجتماعی اور سیاسی وسماجی اصطلاحات انگریز کا سادہ وعام فہم ترجمہ نہیں ہوا ہے، اگر ہوا ہے تو عام دستیاب نہیں لیکن عربوں نے اس مسئلہ کو حل کیا ہے یا خود انگریزوں نے حل کیا ہے، انہوں نے ہر اصطلاح ومحاورے کا تنہا عربی زبان میں ترجمہ ہی نہیں بلکہ تشریح وتوضیح بھی کی ہے انہوں نے سیکولرازم کی تشریح یہ کی ہے کہ دین کو معاشرے سے الگ گھر میں یا مسجد تک محدود رکھنا اور اس کو باہر نہ لانا سیکولرازم کہلاتا ہے۔ بقول مرحوم ماسٹر موسیٰ صاحب زیادہ عین غین نہ کرو، حلق کو حرف صحیح کرنے کیلئے تکلیف مت دو بلکہ دین کو گھر میں بھی بعض مخصوص افراد تک اور والدین تک محدود رکھو، بچوں کو مت سکھاؤ چنانچہ ایک دانشور جو ہمارے گھر میں مجلس سننے آئے تھے انہوں نے جاتے وقت اپنے دوست سے کہا ہم اپنے بچوں کو یہاں نہیں لاسکتے ہیں ورنہ وہ ترقی سے رہ جائیں گے۔

گرچہ میرے نزدیک بلتستان کے تمام دانشوران سیکولر ہیں ان میں کوئی استثناء ابھی تک سننے میں نہیں آیا ہے کہ وہ اقتدار اعلیٰ اسلام و مسلمین کے داعی اور خواہاں ہوں بلکہ ان کا تکیہ کلام مغرب کی تعریف اور اسلام کی تنقیص ہے گویا یہی ان دانشوران کی دانشوری و دانشمندی کی نشانی ہے۔ان کا اٹھتے بیٹھتے اسلام کے خلاف طنز ان کے سیکولر ہونے کا واضح ثبوت ہے جیسا کہ آپ کی گفتگو میں آیا ہے۔

ہمارے دانشوران ریش دار نمازیوں کو سیکولر کہنے سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنی ریش کے ساتھ نمازی ہونے کی وجہ سے مومن ہیں جبکہ سیکولر ملحد اور منکر اللہ کو کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے انہیں سیکولر کا معنی معلوم نہیں کیونکہ بعض سیکولر اپنے سیکولرازم پر پردہ ڈالنے کی خاطر سیکولر کو منکر اللہ کہتے ہیں جبکہ سیکولر کا معنی منکر اللہ نہیں ہے جہاں جہاں مسیحی حکومتیں ہیں وہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن وہ سیکولر ہیں چنانچہ سب سے پہلے جہاں سیکولرازم نظام لاگو ہوا تھا، وہاں کے لوگ اللہ کو مانتے تھے شاید ان لوگوں نے استبداد کلیسا کے خلاف قیام کیا تھا کلیسا کا استبداد تنہا عوام تک محدود نہیں تھا بلکہ کلیسا قصر ملوک پر بھی مسلط تھا لہذا وہ ضد کلیسا بلکہ ضد استبداد کلیسا تھے ان کا مطالبہ تھا دین کو نظام حیات سے بے دخل کریں، خارج کریں جو اللہ کا حق ہے وہ اللہ کو دیں اور جو قیصر کا حق بنتا ہے وہ قیصر کو دیں کلیسا والے علم کو روکتے تھے۔جب سے مغرب کی یلغار کا شعلہ مسلمان ملکوں میں پہنچا تو مسلمان ملکوں کا ہر اول دستہ حصول علم کیلئے مغرب گیا، واپسی پر اپنے ساتھ اس نظام کو لایا، بعد میں جب انہوں نے اپنی درسگاہیں مسلمان ملکوں میں کھولیں تو ان کے نصاب میں ان کے اساتذہ اور ان سے سہولیات اور اسکالرشپ لینے والوں نے بھی شدت سے یہاں سیکولر نظام کا مطالبہ کرنا شروع کیا جو کہ اپنی جگہ کامیاب ہو گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ علماء جو خود کو وارث انبیاء یا امام مہدی کے نائب یا نائبین کا نائب کہنے والے یا خود کو داعی تحریک اسلامی وحدت مسلمین کہنے والے بھی سیکولر ہو گئے چنانچہ یہاں کے بزرگ علماء نے بارہا کہا کہ ہم یہاں نظام اسلام کے داعی نہیں بلکہ ہم بحالی جمہوریت کے داعی ہیں بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ ہم یہاں اسلامی نظام لاگو نہیں ہونے دیں گے۔

یہاں سے ایک سوال اٹھتا ہے کہ آپ دوٹوک اور واضح الفاظ میں جواب دیں کہ ان علماء کو جو اپنی جگہ خطیب و امام جمعہ و جماعت ہیں ان کو ہم مسلمان کہیں یا نہ کہیں۔جواب یہ ہے کہ آپ ان کو مسلمان کہیں چنانچہ ابھی تک مسلمان ملکوں میں میدان سیاست میں مصروف علماء کو مسلمان ہی کہا جاتا رہا ہے لیکن یہ ایسے مسلمان نہیں تھے جیسے حضرت

محمدؐ چاہتے تھے کیونکہ ان کے پاس وہ اسلام نہیں جس کا قرآن میں ذکر آیا ہے جو اسلام قرآن میں آیا ہے جس اسلام کا ذکر حضرت محمدؐ لائے ہیں وہ قابل تقسیم نہیں ہے۔ اس میں دین اور دنیا کو الگ نہیں کرتے ہیں وہ روح وجسم کے تقاضے کو تقسیم نہیں کرتا وہ قیصر کو اللہ کا اختیار نہیں دیتا ہے یہ بعض پر ایمان لانے اور بعض کا انکار کرنے کا درس نہیں دیتا ہے ہاں یہ لوگ اس اسلام پر ہیں جو سرسید احمد خان، شبلی نعمانی، ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال، محمد علی جناح، بھٹو، پرویز اور ضیاء الحق لائے تھے۔ جہاں آپ نے زکوٰۃ نافذ کی تھی وہاں بیگم عنایت اللہ کو اپنا مشیر رکھا تھا، یہ اسلام اور ہے اور قرآن وسنت محمدؐ سے ملنے والا اسلام اور ہے۔

لہٰذا یہاں میدان سیاست میں دانشوران کے دوش بدوش اور ان کے عقب میں چلنے والے عبا وعمامہ پوش علماء بھی سیکولر ہیں، اسلام کے نام سے منبر پر قصیدے سناتے، ہساتے رلاتے اور رکوع وسجود میں بھی لمبی دعائیں پڑھتے ہیں، ایسے علماء خود اپنے اعترافات کے تحت سیکولر ہیں لہٰذا جناب یوسف حسین آبادی، ناشاد صاحب، حاجی محمد علی صاحب اور بہت سوں کو یرغمال بنانے والے اشرف صاحب سب سیکولر ہیں۔ یہ لوگ یہاں نظام اسلام لاگو ہوتے دیکھنا نہیں چاہتے ہیں چنانچہ معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ اشرف نے کہا ہے اسلام میں صرف یہی نماز روزہ ہے اور کچھ نہیں۔

لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہاں کے علماء ملت ودانشوران ملت یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لیے دیگر نظاموں کی بجائے یہاں سیکولر اچھا ہے سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے لیے یہاں سیکولرازم ہی اچھا ہے، اس قوم کے ساتھ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کو پتہ ہے اگر یہ عقل و وجدان کی نظر سے دیکھ رہے ہیں تو ان کے لیے جہنم یقینی ہے کیونکہ چندین آیات میں آیا ہے اللہ کی حکومت کو مسترد کرنے والے اور نظام الٰہی کو ٹھکرانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲۔ ہم این جی اوز کے لئے کام نہیں کرتے:

آپ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے این جی اوز کے لیے کام کرنے والا بتایا، میں این جی اوز پر لعنت بھیجتا ہوں۔

جناب برادر دانشمند یوسف حسین حسین آبادی صاحب آپ کا کام، آپ کا لب ولہجہ، آپ کا اسلام کی سر

بلندی کیلئے کام کرنے سے گریز وفرار وحیلہ و بہانہ سب شواہد صدق وقرائن قطعی ہیں کہ آپ کا کام ہی این جی اوز کا ہے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ تمام ترنجی سکول وکالج سب این جی اوز والے ہی چلاتے ہیں' حتیٰ علماء اعلام اوراہل دین کہلانے والوں کے اسکول وکالج جیسے اسوہ والمصطفیٰ وغیرہ کوبھی این جی اوز والے ہی چلاتے ہیں اس کام میں ایک نہیں بلکہ بہت سی این جی اوز کا حصہ ہے۔ سننے میں آیا ہے سو سے زائد این جی اوز یہاں اسلام کومسخ کرنے اورقوم کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف ہوگئی ہیں۔

سنا ہے ہمیں دوستی کے دھوکہ میں رکھنے والے ایک دانشور جناب فداعلی کوسکردو کے ایک اسکول میں فکریا علی مدد کے خلاف بولنے کی وجہ سے سکول سے نکال دیا گیا، یہ اسکول جیسا کہ اس کے بانی جناب فدا صاحب نے فرمایا تھا بلتستان میں علم پھیلانے کیلئے بنایا گیا ہے اب معلوم ہوا علم نہیں آغا خانیت پھیلانے اوراین جی اوز کے مقاصد کی تکمیل کیلئے بنایا گیا ہے یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ تمام پرائیویٹ سکول جس کسی نام سے بھی ہوں مصطفیٰ مرتضیٰ یا مجتبیٰ وہ ضد اسلام اورضد پاکستان مقاصد کے لیے استعمال ہورہے ہیں۔

اس وجہ سے یہاں دیانت وترقی دونوں ناپید ہیں دین کے نام پربھی ان سے رقوم وصول کی جاتی ہیں یہ مساجد میں ٹیلی فون گیزر اوراے سی وغیرہ کی سہولیات کواسلام کی ترقی گردانتے ہیں اسی طرح شکریہ کی جگہ تھینک یو اورمعافی کی جگہ سوری کہنے کوبھی ترقی سمجھنے لگے ہیں۔ آپ لوگوں کا تو دعویٰ ہے کہ اس علاقے میں علم سے ترقی وتمدن آئے گی جبکہ آپ رسومات فاسدہ وبدعات جاہلانہ بمعہ انگریزی کے داعی ہیں آپ کی پوری کی پوری توجہ انگریزی زبان پرہی رہی ہے تاکہ یہاں کے لوگ زبان میں توانگریز بن جائیں باقی چیزوں میں وہی فرسودگیاں اورخرافات چلتی رہیں' آپ لوگوں نے ترقی کے نام سے انگریزی زبان اورانگریزوں کی قبیح ضد اسلام ثقافت کو یہاں متعارف کیا ہے بلکہ ان کوآثارقدیمہ کے نام سے زندہ رکھنے میں محو ہیں لہٰذا آپ کے اہداف ہرحوالے سے این جی اوز کے اہداف سے ملتے جلتے ہیں جبکہ نام نہاد دینیات سنٹر جن کی بنیاد مرحوم شیخ حسن مہدی آبادی نے رکھی تھی وہ بھی این جی اوز کے بجٹ سے بنے تھے یہی وجہ ہے ان سکولوں اوردینیات سنٹروں کے قیام کے بعد علم ودین دونوں کے حامل نے فتنہ وفساد اورتفرقہ وانتشار پرتوجہ مرکوز کیا، اسی وجہ سے اپنی جگہ جاگزین ہوتا گیا اوردین و دیانت یہاں سے رخصت ہوگئے۔

غرض اس دن آپ کی شکایت اور ناراضگی والی گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ اس کتابچہ میں آپ کو این جی اوز کے لئے کام کرنے والا بتایا گیا تھا جس پر آپ خفا ہو گئے تھے، آپ نے فرمایا میں این جی اوز پر لعنت بھیجتا ہوں، میں کیوں ان کے لئے کام کروں، میں خود کروڑ پتی ہوں آپ کی اس سلسلے میں تردیدات کی مثال کچھ اس طرح سے ہے۔

کسی پیاز کھانے والے سے کہیں کہ آپ نے پیاز کھایا ہے تو وہ اس بات کو رد کرنے کیلئے منہ کھولیں گے تو ان کے منہ سے خود بخود پیاز کی بو آئے گی، ہم بلتستان سے دور رہنے کی وجہ سے آپ سے کبھی رابطہ میں نہیں تھے لہٰذا چنداں معلومات نہیں تھیں البتہ آپ کی گفتگو سے پتہ چلا کہ آپ ایک این جی اوز نہیں بلکہ بہت سی این جی اوز کیلئے کام کرتے ہیں سابق زمانے میں غیر ملکیوں کی ملک میں اسلام منافی اور وطن منافی سرگرمیوں کو برا سمجھا جاتا تھا اب تو آپ کے بعض علماء اور اسلامیات کا درس دینے والے آغا جواد حافظی کی طرف سے مطالبہ کرتے ہوئے سنا تھا کہ این جی اوز کو بھی علماء کی سرپرستی میں ہونا چاہیے، بے چارے کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہاں این جی اوز علماء کی دعوت پر ہی آتی ہیں جس طرح آج کل جتنے بھی پرائیوٹ اسکول ہیں وہ ان کے ماتحت چل رہے ہیں۔ ایک دفعہ جناب رضوی کی زبان سے این جی اوز کی تعریف کرتے سنا تھا، آپ اور بعض علماء کی یہ بات کہ جسے حواس خمسہ سے نہیں دیکھا ہے اس سے کوئی چیز ثابت نہیں کر سکتے ہیں یہ الحاد مادین کی منطق ہے کہ مصادر معرفت تنہا مسموعات منظورات ہوتا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔ یہ مادیوں کی بات ہے کسی نے وجود باری تعالیٰ کو حواس سے نہیں دیکھا ہے اس کائنات کا پہلا مادہ بھی کسی نے نہیں دیکھا اگر کسی کو اس سلسلے میں کوئی اشکال ہے تو لکھیں:

۱۔ اقرار شخصی

۲۔ قیاسات انسان سے صادر گفتگو سے بھی نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔

۳۔ میں خود کڑوڑ پتی ہوں:

آپ نے فرمایا مجھے کیا ضرورت پڑی کہ میں این جی اوز کے لیے کام کروں، میں خود کروڑ پتی ہوں۔

آپ کو اپنے کروڑ پتی ہونے پر بہت فخر ہے، میں آپ کے اس دعویٰ کو بغیر کسی تردید کے مانتا ہوں کیونکہ اس مدعیٰ کے شواہد آپ کے اندر پائے جاتے ہیں، آپ انگلش میڈیم سکول چلاتے ہیں، انگلش میڈیم سکول

چلانے والے اپنے طالب علموں سے بھاری فیس وصول کرتے ہیں اور ادھر سے این جی اوز بھی حصّہ ڈالتی ہیں اور آپ کو پیسہ دیتی ہیں لیکن ایک اور حوالے سے بھی تائید ہوتی ہے کہ آپ کروڑ پتی ہیں جہاں آپ نے میری کتابوں کی مد میں چودہ پندرہ ہزار روپے دیئے تھے، اس لئے آپ کو ایک دو مہینے بارگیننگ کرنا پڑی تھی۔ اس کو اپنی طرف سے بہت قربانی سمجھتے ہیں آپ مال کی محبت میں سورہ قیامت کی آیت ۲۰ ﴿ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴾ کے مصداق ہیں جو مال سے محبت کرتا ہے وہ آخرت سے غافل ہوتا ہے سورہ مسد کی آیت نمبر ۲ ﴿ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴾ میں اللہ فرماتا ہے، نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ چنانچہ آپ لوگوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہونگے کیونکہ آپ زندگی کو حیات دنیا تک محدود سمجھتے ہیں۔

جناب دانشور روشن خیال یوسف حسین آبادی آپ نے فرمایا میں کروڑ پتی ہوں مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ این جی اوز کے لیے کام کروں، جناب دانش مند یوسف حسین صاحب میں نے نہیں سنا تھا کہ آپ حسین آباد کے بڑے جاگیرداروں میں سے ہیں۔ آپ کی ملازمت اس محکمے میں ہے جہاں رشوت ستانی بہت ہوتی ہے یا آپ ٹھیکیداری کرتے ہیں، ہم نے تو سنا ہے آپ ایک انگلش میڈیم سکول چلا رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان بھر میں جس کاروبار میں زیادہ منافع ہے اور جو واقعی منفعت بخش کاروبار ہے وہ سکول اور کالج کا قیام ہے، جہاں کی آمدنی یک طرفہ نہیں ہوتی بلکہ چندین مدوں سے آتی ہے۔ ان میں ظاہری طور پر فیس ہوتی ہے جو کہ غریبوں کے لیے کمر شکن ہوتی ہے اندر سے علاقے میں قائم این جی اوز کی مدد ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ شگر کے مصطفیٰ سکول کے لیے چند این جی اوز سے ماہانہ رقم آتی تھی، یہ تو بعد کی بات ہے، آپ تو اس میدان میں بہت پرانے ہیں، آپ کی ضروریات تو ایک ہی مد سے پوری کردی جاتی ہوں گی، بعد میں دوسروں نے حصہ ڈالا ہو گا، آپ کا کروڑ پتی ہونا اس سکول کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اسی طرح ہمارے برادر فدا صاحب نے سکول کھولا تھا اب وہ کالج کھول رہے ہیں، یہ علاقے سے محبت کی بنیاد پر یا فروغ تعلیم کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ فروغ تعلیم بمعہ الحادیات ہے اسی خاطر این جی اوز اس میں حصہ ڈالتی ہیں اس وجہ سے ان مدارس سے فارغ ہونے والے اور انکے بانی جب منہ کھولتے ہیں تو ان کے منہ سے بدبوئے الحاد آتی ہے چنانچہ یہ لوگ اسلام اور اسلام سے وابستہ افراد سے بہت چڑتے ہیں۔ یہ بات آپ کو اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ جس قرآن کا آپ نے بلتی میں ترجمہ کیا ہے اس میں آیا

ہے کہ ''ان کو جہنم کی بشارت دے دو'' وہاں آپ کو کروڑ پتی ہونے کا حساب دینا ہوگا، وہاں آپ کی صدا بلند ہوگی' میرا مال مجھے نہیں بچا سکا، میری علماء سے کٹ حجتی کام نہیں آئی' ہمیں آپ کے کروڑ پتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب برادر ہوشمند آپ کروڑ پتی ہوں یا ارب پتی، آپ کو یہاں سے جانا ہے جاتے وقت کروڑ وارب تو دور کی بات ہے حقیر سا مال بھی ساتھ نہیں لے جا سکیں گے سوائے چند میٹر لٹھے کے، کوئی جھونپڑی نشین ہو یا قصر معلیٰ دار ابی سفیان جیسی سکونت رکھتا ہو، اس کو اور آپ کو اس لحد میں سکونت کرنی ہے جس کی وسعت اور تنگی کے بارے میں حضرت علی فرماتے ہیں

''جب کہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس کی خبر ناپید ہو جائے گی وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔'' (خطبہ ۴۵)

باقی جو مال آپ نے طریقہ حلال سے جمع کیا ہو یا حرام سے، وہ آپ کے فرزندوں کی عیش و نوش بنے گا یا ان کے لیے وبال جان بنے گا شاید بعد میں انہیں فقر و فاقہ کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن آخرت میں حساب آپ کو ہی دینا ہے جیسا کہ حضرت امیر فرماتے ہیں۔ (خطبہ ۸۲)

قرآن میں آیا ہے ''میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرے سب زور جاتا رہا'' (حاقہ ۲۹،۳۰) اگر آپ نے یہ مال طریقہ حلال سے جمع کیا تھا لیکن اسلام کی سربلندی اور فی سبیل اللہ انفاق نہیں کیا ہے تو آگ بگولہ بن کر آپ کی جبین و پہلو کو مس کرے گا اگر اسلام کو روکنے کے عوض میں جمع کیا ہے تو یہ آپ کے لیے جہنم کا ایندھن بنے گا۔

''تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) طعنے دینے اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے جو مال جمع کرتا رہا اور گن گن کر رکھتا رہا اسے سمجھتا ہے کہ بے شک اس کے مال نے اسے زندہ و جاوید کر دیا ہے ہرگز نہیں ضرور اور بہر حال پھینکا جائے گا وہ حطمہ میں'' (ھمز ۱تا۴)۔

اس وقت پوری دنیا کے آپ مالک بن جائیں، تب بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچیں گے۔

''ان لوگوں کے لیے جنہوں نے دعوت قبول کر لی اپنے رب کی بھلائی ہے اور جنہوں نے نہیں قبول کی اس کی اگر ہوان کے پاس وہ خزانے جو زمین میں ہیں سب کے سب اور اتنے ہی اس کے ساتھ اور بھی تو ضرور فدیے میں دے دیں وہ اسے پھر بھی اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا'' (رعد ۱۸)

''اور اگر ظلم کرنے والوں کو زمین کی تمام کائنات مل جائے اور اتنا ہی اور بھی مل جائے تو بھی یہ روزِ قیامت کے بدترین عذاب کے بدلہ میں سب دے دیں گے لیکن ان کے لئے اللہ کی طرف سے وہ سب بہر حال ظاہر ہوگا جس کا یہ وہم وگمان بھی نہیں رکھتے تھے'' (زمر ۴۷)

''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور اسی کفر کی حالت میں مر گئے ان سے ساری زمین بھر کر سونا بھی بطور فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے'' (آل عمران ۹۱)

برادر دانشمند، مال دنیا پر مغرور نہ ہو جائیں، اس مال دنیا سے استفادہ کرتے وقت آپ دیگران کے ساتھ ایک اشتراک عمومی رکھتے ہیں جو کہ دو تین روٹیوں کا اشتراک ہے اس میں آپ اور ایک مزدور بالکل برابر اور ایک جیسے ہیں صرف سالن میں فرق ہے وہ چٹنی، پانی، دال یا سبزی کے ساتھ کھا لیتے ہیں اور آپ مچھلی یا مرغی کے کباب کے ساتھ کھائیں گے یہ مال اور آپ جیسے لوگوں کا کروڑ پتی اور ارب پتی ہونا وہاں شاید آپ سب کے لیے نقمت وقہر وغضب ومصیبت کا باعث ہوگا شاید آپ جیسا لوگوں کے لئے جو اسلام کو اٹھانے اور اسلام کے احیاء و سربلندی کی کوشش سے صراحت سے انکار کرتے ہیں یہ آگ کے بگولے ہونگے۔

شرف الدین سے جنت کا سرٹیفکٹ نہیں لینا:

جناب دانشمند نے فرمایا ہم نے جنت کا سرٹیفیکٹ شرف الدین سے نہیں لینا ہے، آپ نے بجا فرمایا ہے، یہ کلمہ حضرت امیر المومنین کے اس فرمان کے مطابق ہے جہاں آپ نے فرمایا کلمہ حق ہے لیکن ارادہ باطل لیا ہے لیکن حق اس لئے ہے کہ شرف الدین یا غیر شرف الدین کسی کے پاس بھی جنت کا سرٹیفیکٹ نہیں حتیٰ انبیاء کے پاس بھی نہیں، یہ مسیحیوں اور اصحاب کلیسا کی منطق ہے، وہ سرٹیفیکٹ دیتے ہیں لیکن یہاں آپ کی مراد یہ ہے کہ آپ نے کسی بھی شخص کو جو دین اور ایمان بہ آخرت کی بات کرتا ہے، نہیں ماننا ہے، یہ دو حال سے خالی نہیں ہے، ایک یہ کہ یا تو آپ خود دین کو جانتے ہیں دوسری صورت یہ کہ آپ نے دین کی باتیں سنی ہی نہیں ہیں، اگر ایسا ہے تو

یہ منطق مشرکین ہے۔

آپ نے فرمایا ہم نے جنت کا سرٹیفکیٹ شرف الدین سے نہیں لینا ہے میں کلیسا کا پوپ نہیں کہ جنت فروشی کا کاروبار کروں نہ بعض سادات بلتستان کا ہم عقیدہ ہوں کہ جنت کی ضمانت دیتا، میں اپنی جہالت، کوتاہیوں اور تقصیروں کی وجہ سے اپنے انجام کے لئے خائف ہوں، میں اپنی عاقبت کا علم نہیں رکھتا، چہ جائیکہ کسی اور کو سرٹیفکیٹ جاری کروں لیکن آپ کے نہ لینے کا اصرار اس وجہ سے نہیں ہے کہ شرف الدین جیسے ذلیل انسان کی جنت بھی ذلیلوں کی جنت ہوگی ہم کسی بڑے سے لیں گے بلکہ آپ کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم نے جنت یہاں حسین آباد کی گلیوں میں بنائی ہے ہمیں آخرت والی جنت کی نیاز ہی نہیں ہے۔

اس فرمان کے چند مفروضے بنتے ہیں معلوم نہیں آپ کے منظور نظر کونسا مفروضہ ہے:

ا۔جو بھی ہو شرف الدین سے نہیں لینا ہے۔

۲۔ یہ سرٹیفکیٹ مظاہر و سید حیدر و مبارک جیسے روشن خیال اور دین کی جگہ ترقی ترقی اور علم علم کی تلقین کرنے والے سے لینا ہے یا ان سے بالا کسی ہستی سے لینا ہے۔

۳۔ہمیں آخرت والی جنت چاہیے ہی نہیں کیونکہ ہم نے حسین آباد کو ہی جنت بنایا ہے۔

۴۔ جنت نامی کوئی چیز نہیں ہے، جنت وجہنم یہیں ہی ہوتی ہے جیسا کہ اسماعیلی خائن اور براہمہ کہتے ہیں۔

۵۔علماء مخالفت میں مجھے آپ پر سبقت حاصل ہے:۔

آپ کو یہ افتخار بھی حاصل ہے کہ آپ ہم سے پہلے علماء کے خلاف بولتے اور ان کی تنقیص کرتے تھے، لیکن یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ کیوں ان سے اختلاف کرتے تھے آپ اور آپ کے علاقہ کے دانشوران اس لئے علماء سے اختلاف کرتے تھے کہ یہ لوگ آپ کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹ تھے آپ کو ترقی نہیں کرنے دے رہے تھے بقول ڈاکٹر اشرف آپ کو انگریزی سیکھنے اور پڑھنے نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ اب آپ لوگوں کو ترقی پسند علماء مل گئے ہیں ان کے سامنے بے حجاب عورتوں کا سامنا ہونا کوئی اشکال وقباحت نہیں رکھتا ہے، ان کو حسین آباد کی سروس روڈ پر بے حجاب یا نیم بے حجاب لڑکیوں کا لڑکوں سے گھل مل جانا کوئی برا نہیں لگتا ہے۔ آپ علماء سے اس

لئے اختلاف کرتے تھے کہ یہ لوگ دین کا نام ہی کیوں لیتے ہیں لیکن مجھے ان سے اختلاف یہ ہے کہ ان کو اسلام مخالف سرگرمیاں کیوں نظر نہیں آتی ہیں ان کو دین اسلام کی اساس قرآن وسنت حضرت محمدؐ اور تاریخ اسلام کا علم نہیں پھر وہ کیوں دین کی بات کرتے ہیں، اپنے بچے کچے دین کو سیاستدانوں کیلئے کیوں نچھاور کرتے ہیں، دین کے چہرہ کو صاف کیوں نہیں دکھاتے اور کیوں شرک سے آمیزش والا دین پیش کرتے ہیں۔

علماء کی مخالفت دو گروہ کرتے ہیں، ایک گروہ جس میں غلام مہدی کنٹرول، ماسٹر محمد موسیٰ، یوسف حسین آبادی، جناب فدا ناشاد، بابو رضا صاحب، ہمارے شگر کے جناب ڈاکٹر حسن خان صاحب، جناب حاجی ماسٹر فضل صاحب جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ پر بے نظیر کو برتری دی ہے، جنہوں نے مسجد ضرار کی نبیاد ڈالنے کے لیے این جی اوز سے پیسے لیے اور نیز عوام کو بھی لوٹا ہے اور غلام حسن جنہوں نے ماتمسراء اور اپنے گھر دونوں کو بت خانہ بنایا ہے، جناب ماسٹر احمد صاحب کو بھی وہ مولوی پسند نہیں ہیں جو ان کے گھڑے گئے خرافات کی تصدیق نہیں کرتے اس گروہ میں ایسے اور بھی بہت سے علماء شامل ہیں جن کے نزدیک علماء ان کے لیے خار چشم ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو عقائد وشریعت کو چھوڑ کر این جی اوز کے کارکن بنے ہیں جن میں آغا جعفری، محمد علی شاہ، جواد حافظی، شیخ غلام محمد، سید مظاہر حسین، ضامن علی اور سید طہٰ ہیں انہوں نے اپنے دین کو پی پی اور آغا خانیوں کے کباڑ میں فروخت کیا ہے۔

جناب دانشور و روشن خیال آپ نے اپنی گفتگو میں فرمایا ہے کہ علماء مخالفت میں مجھے آپ پر سبقت حاصل ہے۔

علماء کی مخالفت درحقیقت اسلام کی مخالفت ہے جسکی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے۔ کتاب الحیات تالیف محمد رضا حکیمی ج۲ص۲۱۲ پر حضرت علی سے مروی ہے عالم کی محبت میں رہنا اور عالم کی پیروی کرنا حکم دین ہے ان کی اطاعت موجب اضافہ حسنات اور محوسیات ہے مومنین کیلئے ذخیرہ معاد ہے نیز حضرت علی کے مالک اشتر نخعی کو لکھے گئے دستور میں آیا ہے۔ بہتر ہے علماء کی مجلس میں بیٹھنا اور ان سے اپنے عقائد وفروعات کو لینے کے بارے میں بہت سی روایات آتی ہیں۔

دین اسلام نبی کریمؐ کے بعد علماء سے زندہ ہے اگر کسی معاشرے میں دین ناپید ہے تو علماء کی کمی یا کوتاہی

یا ان کے انحراف کا نتیجہ ہے میری کوئی حیثیت نہیں کہ میں علماء کے خلاف بولوں اور اپنی دین ودنیا دونوں کو داؤ پر لگاؤں۔

میں نے اگر بلتستان کے علماء کے حق میں جرأت وجسارت کی ہے تو ان کی طرف سے دین کے ساتھ سوتیلی ماں جیسے سلوک کو دیکھ کر کی ہے ہے جہاں وہ خود کو وارث انبیاء متعارف کرواتے ہوئے تبلیغ پی پی و پرویزی والحادی وسیکولرازم کی کرتے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں میں نے ان پر تہمت نہیں باندھی ہے ہاں بعض علمائے دین دین کو اٹھانے سے گریز بھی کرتے ہیں اپنی تعظیم وتوقیر میں کمی کو بھی دین کے خلاف گردانتے ہیں کوتاہیوں کے بارے میں بولنے کو اہانت دین گردانتے ہیں یہ اپنی جگہ ایک قسم کی زیادتی ہے۔

جناب محترم علماء کی مخالفت دو قسم کی ہوسکتی ہے جن میں سے ایک جائز جبکہ دوسری حرام ہے۔ جس طرح کوئی کسی مسلمان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کرے تو اسکا ٹھکانا جہنم ہوگا اور اگر کوئی کسی کو دین سے مرتد ہونے یا دین سے بغاوت کی بنیاد پر قتل کرے تو یہ جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی سربستہ عالم کی مذمت ومخالفت کرے کہ وہ انگریزی پڑھنے، عریانی والی ترقی کرنے اور گانا گانے سے روکتے ہیں تو یہ مخالفت حرام ہوگی اور یہ مخالفت دین سے دشمنی کی بنیاد پر ہوگی لہٰذا یہ بے جا ہوگی اور آپ اور دوسرے روشن خیالوں کی علماء سے نفرت ومخالفت اسی حوالے سے ہے آپ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا کیونکہ وہ اور آپ اسلام مخالف سمت پر ہیں اس لئے میں آپکی مخالفت کرتا ہوں۔

اسکے برعکس ہماری علماء کی مذمت ونقد گوئی اس حوالے سے ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض میں کوتاہی برت رہے ہیں یا مثل یہود دین کو سستے داموں بیچتے ہیں، حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں اور لباس دینی میں رہتے ہوئے دنیاوی امنگوں میں سرگرم رہتے ہیں چنانچہ انکی مذمت ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے ایسے علماء کی پہلے مذمت اللہ نے کی ہے پھر حضرت محمدؐ نے اپنی زبان سے کی ہے، علماء نے اس حوالے سے کتب تحریر کی ہیں، علم رجال اسی نوع سے ہے۔ ہم ان علماء کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے اس مسلمان علاقے میں مسلمانوں سے نفرت جبکہ دشمنان اسلام سے محبت کی ہے بلکہ انہوں نے اسلام کا نام استعمال کر کے یہاں کفر کو جاگزین کیا ہے۔

اس بات کو بہت سے لوگوں نے اٹھایا ہے اور اس کو بھی میری کردار کشی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ احساس کمتری وہ کرتا ہے جو پہلے خود کو بڑا سمجھتا ہو، مجھے اپنی کمتری کا احساس ہے، اس پر غصّہ کرنے کی ضرورت نہیں، جہاں تک میرے ادارے پر پابندی کی بات ہے، وہ علماء کے کہنے پر لگی ہے جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے علماء نے ہی فتاویٰ جاری کئے ہیں اس سلسلے میں ہم مظلوم ہیں تو کیا مظلوم ظلم کے خلاف آواز اٹھائے تو بتائیں کیا قرآن وسنت محمدؐ میں اس سے منع کیا گیا ہے اور کیا مظلوم کا اپنے حق میں اور ظلم و ظالمین کے خلاف آواز اٹھانا جرم ہے یا یہ سنت انبیاء وصالحین وصدیقین ہے اور اسی سنت کا امام حسین نے احیاء کیا ہے۔ جہاں تک یہ کہنا ہے کہ علماء کی مخالفت دین کی مخالفت ہے یہ بات وہ علماء کرتے ہیں جنہوں نے دین سے خیانت کر کے اہل باطل کا ساتھ دیا ہے وہ اس کو چھپانے کیلئے شور شرابہ کرتے ہیں تو اس بارے میں گزارش ہے کہ اگر ہر عالم کی مخالفت دین کی مخالفت ہے تو اللہ نے سورۂ توبہ میں علماء یہود کی مذمت کی ہے (۳۱۔۳۴)۔

بتائیں یہاں علماء یہود و نصاریٰ کی مذمت کیوں کی گئی ہے، آپ خود ابو حنیفہ، احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، سیّد مودودی اور ابو ہریرہ کی اٹھتے بیٹھتے مذمت کیوں کرتے ہیں، یہ بھی علماء ہیں نیز آپ کے پاس بہت سی کتب علم رجال موجود ہیں جن میں شیخ طوسی اور آیت اللہ خوئی کی کتب بھی شامل ہیں انکے علم رجال میں بہت سے علماء پر تنقید وتنقیص ہے آپ کے ان علماء نے آپ کے بہت سے علماء کو جھٹلایا ہے، کیا فریضۂ دینی کو چھوڑ کر یہاں سوشلزم، آغا خانزم، بھٹوازم، عمران ازم اور قادری ازم کو بلانے اور بسانے والے قابل مذمت نہیں ہیں۔

آپ اس کو علماء کے اچھے کارناموں میں شمار کریں گے یا یہ ان کے اعمال بد میں شمار ہوگا اور اگر یہ اعمال بد ہیں اور یقیناً ہیں تو ان علماء کی مذمت نہ کرنا خلاف قرآن وسنت ہوگا۔

میں اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے یہاں علم دینی اور علم دنیوی کے فرق کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں آیئے دیکھتے ہیں کہ علم دینی اور علم دنیوی کے درمیان فرق کیا ہے اور کس کو برتری حاصل ہے، علم پرستوں کا کہنا ہے علم، علم ہے، ایک علم کو دوسرے علم پر برتری نہیں ہے یہ فکر وتصور کوتاہ نظری اور کند ذہنی کی نشانی ہے دنیا میں قدیم زمانے سے عصر حاضر تک علوم میں تفاضل و برتری چلی آرہی ہے، علم طب، طبیعات، ہندسہ کو باقی علوم پر برتری حاصل ہے، علم دین اور علم دنیوی میں فرق اللہ اور بندے کے فرق جیسا ہے درمیان میں کوئی مقایسہ نہیں ہے۔ یہ

برگشت دنیاداری اور ایمان داری کی طرف جاتی ہے۔ایک کہتا ہے جو کچھ ہے وہ یہی دنیا ہے، جو کچھ حاصل کرنا ہے اسی دنیا میں ہی ممکن ہے جبکہ دوسرے کا کہنا ہے کہ انسان کی اصل کامیابی ایمان باللہ اور ایمان بہ آخرت میں مضمر ہے اور اصل زندگی تو روز حشر کے بعد کی زندگی ہے اگر انسان وہاں ناکام ہے تو یہاں کی کامیابی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اگر انسان کی عاقبت اچھی ہے تو یہاں کی ناکامی قابل افسوس نہیں ہے۔

''اور اللہ نے آسمان و زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس لئے بھی کہ ہر نفس کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جا سکے اور یہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا'' (جاثیہ ۲۲)

۶۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے ہی سب سے پہلے قرآن کا بلتی ترجمہ وتفسیر کیا تھا۔

جناب دانشمند آپ نے کہا ہم وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کا بلتی میں ترجمہ وتفسیر کیا، آپ کی اطلاح کے لیے عرض ہے قرآن کا سب سے پہلے انگریزی ترجمہ مستشرق مسیحی نے کیا تھا کیا یہ اس کے لیے قابل فخر اور باعث سعادت ہوگا؟، لہٰذا جب تک قرآن کو نفاذ کے لیے نہیں اٹھائیں گے اس کی تلاوت وترجمہ وتفسیر بے فائدہ و بے ثمر ہوگی، قرآن میں ہے

''ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بار رکھا گیا اور وہ اسے اُٹھا نہ سکے اس گدھے کی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو یہ بدترین مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے آیات الٰہی کی تکذیب کی ہے اور اللہ کسی ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے'' (جمعہ ۵)

جناب دانشمند مؤقر آپ کے افتخارات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ بلتی زبان میں مفسر ومترجم قرآن کریم ہیں، میں گرچہ محلی اور صوبائی زبانوں میں قرآن کے ترجمہ کا مخالف ہوں کیونکہ ان محدود زبانوں میں اتنی گنجائش کہاں کہ اس کتاب الٰہی کے ترجمے کا حق ادا کرسکیں کہ جو رہتی دنیا تک کے جن وبشر کو چیلنج کرتی ہو اور جو عالمی وابدی حقائق ودقائق پر محیط ہو، کوئی بھی زبان اس کے حقائق ودقائق کو اپنے محدود الفاظ میں ترجمہ کرنے کی سکت وہمت وگنجائش نہیں رکھتی فارسی زبان عربی زبان کے بعد دوسری وسیع وعریض زبان ہوتے ہوئے بھی اس کام میں عاجز وقاصر وناتواں رہ گئی ہے ابھی تک علماء وعارفین قرآن کے نزدیک کوئی بھی ترجمہ شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکا۔اردو زبان جو برصغیر کی تمام مسلمانوں کی زبان دین ہے وہ بھی ابھی تک قاصر ہے۔

ترجمہ وتفسیر فرمان صاحب کی جو تعریفیں کرتے ہیں وہ ترجمہ وتفسیر صحیح ہونے کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ اس میں قرآن سے متصادم غلو کی بھرمار کی وجہ سے کرتے ہیں۔

جبکہ خود بلتیوں کے پڑھے لکھے افراد اور دانشوروں کے نزدیک بلتی منفور و متروک زبان ہے۔ یہ زبان اب صفحہ ہستی سے مثل سنسکرت و سریانی زبان مٹنے اور ناپید ہونے والی ہے شاید اس کے کچھ آثار بلتی میوزیم میں باقی رہیں ہو سکتا ہے یہ بھی آپ کے افتخارات کی فہرست میں شامل ہو جائیں لیکن اس کتاب سے شغف و محبت رکھنے کی وجہ سے جو بھی اس کو اٹھا کر چومیں گے، میں اس کے ہاتھ چوموں گا لیکن آپ کی خدمت میں یہ عرض اور وضاحت پیش کروں گا کہ قرآن کی غرض نزول وانزال روئے زمین میں اللہ کی حاکمیت قائم کرنا ہے یہ اس مقصد و ہدف عظیم کیلئے نازل ہوا ہے یہ قرآن مسلمانوں کا دستور جامع وکامل ہے اس کے دستور سے انحراف کرنے والوں کو اس قرآن کی ان آیات میں فاسق وظالم وجہنمی کہا گیا ہے۔ مائدہ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۷۔ حاکمیت قرآن اور احیاء واجراء ونفاذ قرآن کو رد کر کے قرآن کو قبرستان و مسجد اور وضو خانہ تک محدود رکھنے والوں کو قرآن نے کافر کہا ہے خاص کر جو اسلام کا نام بلند کرنے سے معذرت کرتے ہیں انہیں اس کی تلاوت اور غلات اور نصیریوں کا ترجمہ وتفسیر پڑھنے یا نشر کرنے سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

آپ نے کہا اسلام کو اٹھانے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں لیکن قرآن حکیم اللہ کی یاد دلانے والی کتاب ہے یہ آپ کو دعوت دیتی ہے کہ زمین میں اللہ کی حاکمیت قائم کریں اور اگر روگردانی اور پہلوتہی کریں گے تو اللہ آپ کو قیامت کے دن اندھا محشور کرے گا۔

'' اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محشور کریں گے'' (طہٰ ۱۲۴)۔

میں نے عرض کیا آپ لوگ سیکولر ہیں ہم آپ سے تعاون نہیں کر سکتے ہیں، آپ نے فرمایا میں سیکولر نہیں ہوں، میں کیسے سیکولر ہو سکتا ہوں، میں بلتستان میں پہلا مترجم ومفسر قرآن ہوں، میرے لیے آپ کا مفسر قرآن ہونا اور سیکولر ہونا دونوں لمحۂ فکریہ بن گیا، میں ان دونوں کو جمع نہیں کر سکتا تھا کیونکہ بلتی میں ترجمہ وتفسیر قرآن میں نے خود دیکھا ہے۔ جب مجھے جناب ناشاد صاحب نے اپنے گھر میں بلایا تھا تو یہ ترجمہ وتفسیر قرآن عنایت کیا تھا مفسر

قرآن اور سیکولر دونوں ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں اوران کو جمع ہوتے دیکھا گیا ہے یہاں پروفیسر کرار صاحب اور پروفیسر محمد حسن رضوی صاحب دونوں سیکولر تھے بلکہ الحادی حزب کا مغز ومتفکر اور شعبہ مذہبی کے عہدے دار تھے لیکن تعجب یہ ہوا کہ جناب یوسف حسین تو عربی نہیں پڑھے تھے انہوں نے ترجمہ وتفسیر قرآن کیسے کیا ہوگا ، انتہائی سوچ کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ آپ نے ترجمہ وتفسیر فرمان ومقبول اور نجفی صاحب کا اردو سے بلتی میں ترجمہ کیا ہوگا کیونکہ یہاں جتنے بھی تراجم وتفاسیر قومی زبان میں شیعوں نے کیے ہیں تفسیر فرمان سے کیے ہیں اور شیعوں نے یہ تراجم وتفاسیر کو قرآن سے دور کرنے کیلئے لکھے ہیں۔

۷۔آپ کا مکرر جملہ میں اپنا توشۂ آخرت بنانے میں مصروف ہوں۔

اللہ آپ کو اس میں مزید توفیق عنایت کرے ہم بھی اللہ سے توفیق کے لئے درخواست کرتے ہیں لیکن برادر گرامی میں اور دیگر بہت سے غافل انسان ومسلمان یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بہتر توشہ آخرت کیا ہوتا ہے، کونسے اعمال وکردار زیادہ کارآمد ومفید ہوتے ہیں کیونکہ یہ کلمہ بھی ایک کثیر الاختلاف معمیٰ میں سے ایک ہے اس کلمہ سے بہت سے لوگ غلط معانی اخذ کر کے خود بھی گمراہ ہو گئے اور دیگران کو بھی گمراہ کیا ہے ہم دور نہیں جائیں گے اپنے علاقہ بلتستان کے دانشوران زیاد وعباد تہجد گزاروں میں سے بعض نے کل دین کو سیاست بنایا ہے سیاست سے بالاتر کوئی عبادت نہیں بتائی ہے اور آپ نے بھی دیگران کی طرح سیاست سے مراد علاقے کے عوام کو بھٹو اور اس کے خاندان اور اس سے وابستہ بے دینوں سے وابستہ ہونے کو ہی زاد وتوشہ آخرت بنایا ہوگا۔

بعض دیگران نے توشہ آخرت انگلش میڈیم سکول کھولنے کو سمجھا تاکہ یہاں کی نسل کو انگریزی سکھا کر ان کے فقر وپسماندگی اور بے روزگار دور کرنے اور نوکری دلانے کے بہانے سے احزاب باطلہ کا ممبر بنایا جائے یہاں کینڈا، بیلجیم اور امریکا وغیرہ کی این جی اوز اس علاقہ کی ترقی کے لئے نہیں کھولی گئی ہیں بلکہ وہ لوگ بری نیات لے کر یہاں آئے ہیں۔ ہم نہ علم کے خلاف ہیں نہ کسی زبان کے سیکھنے کے خلاف ہیں ہم دھوکہ بازوں اور فریب کاروں کے خلاف ہیں۔ اگر آپ دل کی گہرائیوں سے صدق نیت سے خوف آخرت رکھتے ہیں تو اپنی من پسند چہروں کو چھوڑو، میں یہ سمجھتا ہوں میرے نزدیک یہ مفید ہے ایسا کہنا چھوڑو، اگر ہر شخص کی معلومات یا اس کے پاس موجود علم دین یہ تشخیص کرنے کے لیے کافی ہوتا کہ اس کے اندر کون کون سی کمی یا خامیاں موجود ہیں کہ جن کا دور

کرنا اس کی اخروی نجات کے لیے ضروری ہے تو حضرت محمدؐ کی بعثت اور نزول قرآن کریم کی کوئی ضرورت و فائدہ نہ ہوتا برادر دانشمند کوئی چیز آپ بازار میں فروخت کے لیے لے جائیں تو وہاں ویسے ہی نہیں لیتے ہیں بلکہ ناپ تول کر لیتے ہیں چندین آیات قرآن میں آیا ہے اللہ کے ہاں بھی ایک میزان ہوتا ہے انسانی زندگی کو متوازن رکھنے کیلئے اللہ نے تین میزان معین کیئے ہیں:

۱۔میزان فطرت ۲۔میزان شریعت ۳۔میزان اعمال

میزانوں میں سے ایک قرآن ہے جیسا کہ جس کی ترجمہ وتفسیر پر آپ کو فخر ہے قرآن کریم کی چند آیات میں آیا ہے قیامت کے دن بھی ایک میزان ہوگا۔ میزان اعمال سے گزرے بغیر جتنے بھی اعمال ہونگے مردود ہونگے آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کے علاقہ میں کتنے احکام قرآن معطل ہے۔

بعض دیگران نے توشہ آخرت کو آغا خان سے وابستہ ہونا اور اس سلسلے میں دروغ گوئی ودھوکہ دہی سے کام لینے کو گردانا ہے۔

جبکہ خود آغا خان منکر آخرت ہے ان کا کہنا ہے آخرت برپا ہو چکی ہے اور تکلیف ساقط ہو چکی ہے لہٰذا آخرت کا انتظار بے معنی اور دیوانگی ہے بعض لوگ اس ملک میں توشہ آخرت کے نام سے چلہ کاٹ رہے ہیں، لیکن دنیا میں جو کفر والحاد اور فسق وفجور پھیل رہا ہے، وہ ان سے غافل ہیں۔ بعض دیگران نے توشہ آخرت کو صرف خدمت خلق بتایا ہے ان کا کہنا ہے کہ کسی بیوہ ویتیم نادار انسان کی مدد کرنا بھی ایک بہترین توشہ آخرت ہے اگر بغیر کسی شرط وشروط کے خدمت خلق توشہ آخرت بنتا ہے تو اس دنیا میں سب سے زیادہ بچوں اور بیواؤں کی خدمت کرنے والے یہود ہیں یہی لوگ اس خدمت خلق کے نام سے دین وملک وملت کو برباد کرنے کیلئے ہمارے ہاں سرگرم این جی اوز کی سرپرستی کر رہے ہیں جتنے بھی بیوہ ویتیم یا دیگر لوگ کہ جنہوں نے ان کی خدمت سے فائدہ اٹھایا ہے وہ سب بے دین وملحد داور دین کا مسخرہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

برادر دانشمند آپ دس پندرہ بیواؤں کی سرپرستی کرتے ہونگے یا دس بیس لڑکیوں کو جہیز ناسور دیتے ہونگے لیکن آپ کے علاقہ میں نہ جانے اور کتنی بیوہ ہوں گی کہ جن کا کوئی سرپرست و پرسان حال نہیں ہوگا کیا آپ نے ان کے لئے کچھ سوچا ہے اور کبھی سوچا ہے کہ ان کے مسائل کا اصل حل کیا ہے دانشمند محترم آپ نے کبھی

سوچا ہے ہمارے ہاں بیواؤں کی حالت ناگفتہ بہ ہے ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے آپ سے سوال ہے۔روشن خیالوں نے بھی عقل وشریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ملک وملت کی خدمت نہیں کی ہے بلکہ این جی اوز کی ترجیحات اوران کے عطیات کے تحت نام کی حد تک کچھ خدمت کی ہے۔آپ سے سوال ہے کہ بیواؤں کو اس پریشان کن صورت حال کا سامنا کیوں ہے؟ ان کی یہ حالت اس لیے ہے کیونکہ ان کو ارث نہیں دیا جاتا ہے اگر آپ بہت مہربان ہیں تو کیوں ان کیلئے تحریک نہیں چلاتے کہ عورتوں کو ان کا معین کردہ ارث دیا جائے۔

۸۔ہم آپ کے دوست ہیں:

یہ ایک اچھی خوشخبری ہے حدیث مروی میں آیا ہے عاجز ترین انسان وہ ہے جو اپنے لئے کوئی دوست نہ بنا سکے اس سے عاجز تر انسان وہ ہے جو اپنے دوست کو کھودے،آپ نے تکرار سے فرمایا کہ ہم آپ کے دوست تھے لیکن یہ میرے لئے تسلی بخش واطمینان آور نہیں ہے کیونکہ آپ دانشوران انگلش میڈیم کے فارغ التحصیل ہیں جبکہ میں ایک فرسودہ مولوی ہوں، میں کسی بھی علمی میدان میں کوئی مقام نہیں رکھتا ہوں ویسے بھی دانشوران کو کوئی مولوی پسند نہیں آتا ہے' جیسا کہ جناب اشرف صاحب چپلو اوران کے مرید محمد نواز صاحب کو ہم اپنا دوست سمجھتے تھے آج یہ دونوں ہمارے دوستوں کو ہم سے کاٹنے میں مصروف ہیں وہ مولویوں کو قرون اولیٰ و وسطیٰ کے رجعت پسند اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔آپ لوگوں کو وہی مولوی پسند ہوتے ہیں جو روشن خیال ہوں،ڈش کے ذریعے ٹی وی کی بے حیائی دیکھتے ہوں، گانے سنتے ہوں، ناموس کے بارے میں بے غیرت ہوں، بے حجابوں سے گھل مل جاتے ہوں یا آپ لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دیتے ہوں' آپ انہی کو پسند کرتے ہیں اور وہ آپ لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔لوگ سیکولر نظام کے داعی وحامی ہیں ہمیں قرآن ایسے لوگوں سے محبت کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ہم پہلے دانش طلب ودانشوران باریش اور صوم وصلاۃ والوں سے محبت رکھتے تھے لیکن جب مجھے مطہری ہوسٹل کے باریش صوم وصلاۃ کے پابند، دانش طلب ودانشمند ودانشوران جیسے اشرف، ڈاکٹر اشرف محمد نواز حتیٰ ہمارے چھورکا کے ہائی سکول کے پرنسپل ماسٹر احمد تک کے رویہ اور چہ مے گوئیوں سے آگاہی ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ ہم جیسے مولویوں سے بہت عداوت وبغض رکھتے ہیں چنانچہ سکردو کے حاجی محمد علی جیسے دانشوروں کی الحاد پسندی دیکھنے کے بعد ہم اس گروہ سے مایوس ہوگئے۔آپ نے چوتھی جماعت فیل ہونے والے سے کیسے دوستی کی

جبکہ آج کل کے دانشوروں کی دانشوری ہی مولویوں کی تنقیص سے ہوتی ہے' وہ اپنے ساتھی دانشوروں سے کہتے ہیں آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں ان مولویوں کے ساتھ گفتگو کرنا آپ کو زیب نہیں دیتا ہے سوائے ان کے جوان کی الحادیات کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔

مسلمانوں نے اپنے تین خلفاء کو مارا ہے:

ہم آپ کی تاریخ اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے آپ سے صادر ایک غلطی کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ خلیفہ دوم کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے آپ کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کو یہود و مجوس اور مسیحیوں کے اشتراک سے قتل کیا گیا ہے، ابولولو اور ہرمزان دونوں غیر مسلم تھے نیز کعب احبار منافق یہودی بھی اس میں شریک تھا۔ مزید وضاحت کیلئے رشد و رشادت پڑھیں۔

خلیفہ سوم کو منافقین مصر و عراق نے مارا اور خلیفہ چہارم کو خوارج نے قتل کیا جو اشعث بن قیس مرتد کی زیر چھتری تھے وہ حضرت علی کے پیادہ لشکر کا قائد تھا لیکن منافق تھا' منافق یعنی اند کے کفر کو چھپا کر خود کو مسلمان دکھانے والا، اس سے بڑا جرم ان خلفاء کو سبّ وشتم کا نشانہ بنانا ہے پہلے تینوں خلفا راشدین پر سب وشتم ولعن ان سے بغض ونفرت اور ان کی کردارکشی کو آج آپ کے مذہب والے اپنا جز وعقائد سمجھ کر انجام دیتے ہیں جہاں انہیں قتل کرنا جرم ہے وہاں ان کو سب وشتم کا نشانا بنانا اور ان سے بغض ونفرت وعداوت کرنا اس سے بڑا جرم ہے کیونکہ یہ جرم فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا درواز بنتا جا رہا ہے جس کسی نے ان کو سبّ وشتم کرنے سے منع کیا اس کو سنی، وہابی یا سعودی ایجنٹ کہہ کر کنارے پر لگایا جاتا ہے اندرون خانہ محصور کیا جاتا ہے اس کے حقوق کو غنیمت میں لیا جاتا ہے میں نہ سنی ہوں نہ وہابی ہوں نہ شیعہ لیکن شیعوں کے اسلام و مسلمین سے طنز ونفرت اور الحادیوں سے دوستی کی وجہ سے سنیوں کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں میں تمام اصحاب کیلئے نازیبا کلمات استعمال کرنے، ان کیلئے کفر کا لفظ استعمال کرنے اور ان پر لعن کرنے کا مخالف ہوں تاہم فضیلت کے لحاظ سے تمام اصحاب کو یکساں بھی نہیں سمجھتا ہوں، اصحاب میں بعض عصیان وجرم کا ارتکاب کرنے والے بھی موجود تھے اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ عمرو بن عاص جنہوں نے خلیفہ دوم کو مصر کا خراج نہیں پہنچایا، حضرت عمر ان سے شاکی تھے۔ عمرو بن عاص نے لوگوں کو حضرت عثمان کے خلاف ورغلایا اور اکسایا ہے آخر میں وہ اپنے گھر میں تلاوت قرآن کرتے

ہوئے قتل ہوگئے۔عمرو بن عاص نے ہی علی سے خلافت چھیننے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

۲۔اشعث بن قیس جواندر سے خوارج کا مغز متفکر تھا اور ان کی ترجمانی کرتا تھا وہ خلیفہ چہارم کو ہر موقعہ پر پریشان کرتا تھا۔

۳۔حسان بن ثابت جس نے قصہ افک میں ام المومنین حضرت عائشہ کے خلاف تہمت کی مہم چلائی ہے۔

۴۔کعب بن احبار، ابولولواور ہرمزان کے ساتھ قتل خلیفہ دوئم کی سازش میں شریک تھا اس کو پتہ تھا کہ یہ لوگ حضرت عمر کو قتل کریں گے۔

۵۔کعب بن مالک، ضرارہ بن ربیع صحابی تھے جنہوں نے حضرت محمدؐ کے ساتھ جنگ میں نہ جانے کا بہانہ بنایا اور گھر میں رہے چنانچہ نبی کریمؐ نے پوری امت کو ان سے بات کرنے سے منع فرمایا جس صحابی نے احد جاتے وقت راستے سے سوآدمیوں کو واپس مدینہ بھیجا۔

۶۔عبداللہ بن ابی بن سلول راس المنافقین۔

۷۔جن لوگوں نے مسجد ضرار بنائی ہے۔

۸۔جن لوگوں نے مسجد میں رسولؐ اللہ کو تنہا چھوڑا اور مسجد سے باہر دف وڈھول کی آوز کے پیچھے چلے گئے' سورہ جمعہ کی آخری آیت۔

۹۔جن لوگوں نے تبوک سے واپسی کے موقعہ پر نبی کریمؐ کو گرانے کی منصوبہ بندی کی تھی۔

۱۰۔جس شخص نے حنین سے واپسی پر نبی کریمؐ سے کہا تھا اعدل یا محمد۔(اے محمد عدل کریں)

۱۱۔ابولبابہ جس نے پیغمبرؐ کا راز یہودیوں کو بتایا تھا اس نے نبی کریمؐ کے ساتھ خیانت کی تھی۔

۱۲۔حاطب بن بلتعہ جس نے مشرکین کے لئے خفیہ خبر بھیجی تھی۔لہٰذا یہ کہنا کہ یہ سب قرۃ العین رسولؐ اللہ تھے سب یکساں اور ایک درجے پر فائز تھے یا اصحاب کے بارے میں یہ کہنا کہ ان سب کی شان وفضیلت میں کچھ فرق نہیں، درست نہیں۔اسی طرح اصحاب کا نام سن کر سب سے نفرت کا اظہار کرنے کی سنت قرآن اور سنت کے خلاف ہے۔

میں یہاں کے علماء ودانشوران کوتحدی کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن وسنت کے معیارات کے تحت چاروں خلفاء حضرت عمر سے بہتر وبرتر کوئی صحابی ہوتو بتائیں۔ میں اس کواپنی استطاعت کی حدود میں جائزہ و انعام دونگا۔

ان ہستیوں کی کردارکشی اوران کوقتل کرنے کا کام اس وقت کے خوارج نے کیا تھا لیکن ان کی کردارکشی کا سلسلہ جوخوارج نے شروع کیا تھا وہ اب بھی جاری ہے، ان پرلعن وسبّ وشتم آپ کا جزءوایمان ہے جس کے بغیر آپ کا ایمان مکمل نہیں ہوتا آپ کے اس ایمان سے مراد ایمان باللہ نہیں بلکہ ایمان با لطاغوت ہے یعنی وزیر ترقیات حسین آباد اسکے بغیر راضی نہیں ہوتے۔ حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ یہی ذوات تھیں جوآغاز رسالت سے لے کر آپؐ کی وفات کے بعد تک رہیں، یہ اس کاروان کا ہراول دستہ تھیں انہوں نے کبھی بھی بذل مال وجان سے دریغ نہیں کیا انہوں نے اسلام وپیغمبرؐ سے دفاع کی خاطر بارہا خودکوخطرات میں ڈالا۔ ان خلفاء اوراصحاب کے خلاف جومقدمہ گڑھا گیا ہے وہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے سیاہ کارناموں میں سے ہے۔ یہ جوآپ اٹھتے بیٹھتے موقعہ محل ملنے پرتینوں پرلعنت اورحضرت عائشہ پرلعنت کانعرہ لگاتے ہیں یہ چیز آپ نے اسماعیلیوں سے لی ہے اور اسماعیلیوں نے یہ خوارج سے لی ہے پھر اسماعیلیوں اورشیعوں کی طرف سے اس کواصول دین میں گنا گیا ہے تا کہ دلیل پیش کرنے کی زحمت گوارانہ ہو۔

رسولؐ اللہ نے اپنی حیات طیبہ میں تولاّ وتبرا کی تشریح وتفسیر کس طرح سے پیش کی ہے قطع نظراس کے آپ یہ بتائیں کہ علماء بلتستان کے نزدیک دین کی کس شق کواصول عقائد میں اورکس کوفروع دین میں رکھنا ہے، اس کیلئے وہ کسی اصول کے تحت فیصلہ کرتے ہیں یا اپنی من مانی کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے بہت سی چیزوں کوجوفروع دین میں بھی نہیں اصول دین میں گنا ہے۔

۹۔ آپ نے جناب ڈاکٹرحسن خان اوران کے مشن سے بھی دفاع کیا:

آپ کاان سے دفاع ہم فکروہم مشن ہونے کی وجہ سے ہے۔ ان کے اپنے مقام وحیثیت سے تنزلی اور بے جاامور دینی میں مداخلت سے ہم ان سے شاکی تھے لیکن وہ اس قدر گر گئے کہ آپ نے مجھے اورمیرے گھرانے والوں کو دھمکی دینے کیلئے آدمی بھیجنا شروع کیا ہے۔ آپ خوددانشوری میں غرورفرعونی رکھتے ہیں علماء آپ کے ٹیلی فون پر

حاضر ہوتے ہیں، میرے جواب میں واقع لغزشات کا منہ توڑ جواب لکھتے لیکن دھمکی دینا ہمیشہ سے عاجزوں اور قاصروں کا ہی وطیرہ رہا ہے۔

۱۰۔ آپ کی تمام کتب آج تک یکمشت کس نے خریدی ہیں:

جناب دانشور محترم مجھے آپ کا آخری مکالمہ سن کر بہت دکھ ہوا۔ آپ ایک دانشور ہیں آپ کا دعویٰ ہے آپ فروغ علم میں سرگرم ہیں۔

۱۔ آپ نے فروغ علم کیلئے ہماری کتابیں خریدی ہیں۔

۲۔ آپ کے دعویٰ کے مطابق آپ کروڑ پتی ہیں۔

۳۔ کروڑ پتی انسان کے پاس دس پندرہ ہزار روپے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

سنہ ۱۹۸۰ء سے ۲۰۰۰ء تک میرے ادارے کی کتابیں پورے پاکستان کے کتاب فروشوں کے معرض کتب میں نظر آتی تھیں، ان پر پابندی عائد ہونے کے بعد اور میری کتابوں کی قیمت دگنی تگنی کرنے کے بعد بھی لاکھوں کی کتابیں خریدی گئی ہیں' میری سب سے مہنگی کتاب موضوعات متنوعہ' انبیاء قرآن میں حضرت محمد، فصل نامہ عدالت اور رشد ورشادت ہیں ان چار کتابوں سے چند لاکھ حاصل کئے جس سے ہمارے محاصرے کے دور میں اخراجات پورے ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سرفہرست کتاب انبیاء قرآن حضرت محمد مصطفیٰؐ ہے جو سب سے ضخیم ہے جس کی قیمت بارہ سو روپے ہے، تین چار آدمیوں نے یہ پچاس سے زائد خریدی ہیں گرچہ پابندی کی وجہ سے میں ایک تاجر کتب فروش نہیں بن سکا نہ میری خواہش تھی لیکن میری گزر اوقات تو اس سے باعزت چل رہی ہے۔

میں نے یہ شعبہ اس لئے انتخاب نہیں کیا تھا کہ اس میں اچھی درآمد ہوگی بلکہ میں اس سے دین عزیز اسلام کو اٹھاؤں گا نیز اپنی قوت لا یموت بھی اس سے نکالوں گا تاکہ میں مولویوں کو غلاظت کھلا کر بے دین بنانے والے غدار وخیانت کار منافق تاجروں کے برے عزائم سے بچ جاؤں۔

الحمد اللہ ارشاد و تبلیغ اور اپنی گزراوقات کے لیے بھی جتنی ضروریات تھیں ہم اس میں خود کفیل ہوگئے لیکن این جی اوز کے نمائندے شبیر کوثری نے سوچا وہ خود تو ہاتھ سے نکل گئے یہ ہم سے غلطی ہوگئی لیکن اب ان کی اولاد، اعزاء، داماد اور لڑکیاں اس لین میں نہیں ہونی چاہئیں۔ اس کے لئے انہوں نے میری چند کتابیں خرید کر مخصوص

افراد کو دیں تا کہ مجھے بدنام کریں اور دوسرے میرے بیٹے محمد باقر اور ان کی زوجہ کو میری کتابیں لکھنے تصحیح کرنے سے منع کر کے مجھ سے برات کروائی، محمد سعید کو پہلے ہی لاتعلق کیا تھا لہذا مجھے اپنی کتابیں فروخت ہونے پر کچھ رقم ملنے پر خوشی نہیں ہے میں نہیں چاہتا ہوں میرے مرنے کے وقت میری جیب میں کچھ پیسہ ہو۔

شیعہ کے ساتھ تمام فرقوں سے اختلاف کرتا ہوں:

ہم شیعہ کو حضرت علی وحضرات حسنین کے تابع سمجھتے تھے نیز اسلام تک جانے کا دروازہ سمجھتے تھے۔

حدیث مخدوش سند اور متن کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا نے اس دروازے پر غور وفکر کا تالہ لگایا تھا لیکن حال ہی میں اس حدیث کے مصدر کو تلاش کرنا پڑا تو معلوم ہوا اس کی السند ومتن کے علاوہ غرض وغایت بعثت انبیاء اور تاریخ حضرت محمدؐ وحضرت علی سے ملنے والے شواہد وقرائن سے پتہ چلا ہے یہ حدیث فرقہ تعلیمہ اسماعیلیہ نے ایمان پر علم کو فوقیت دینے کیلئے گڑھی ہے کیونکہ علی بحیثیت باب علم رسول اللہ ﷺ ہوں اس کی کسی قسم کی مثال تاریخ میں نہیں ملی ہے۔ ہمارا خیال تھا اسلام کے عقائد اور فرائض، قرآن اور سنت اسی دروازے سے ملتے ہیں، اسلام کے عقائد میں اللہ کی صفات ثبوتیہ میں حیات علم لامحدود، قدرت لامحدود کو صفات ثبوتیہ میں سے گنتے ہیں، اس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے، جب علماء اور عوام وخواص کی زبان سے آئمہ کے بارے میں سننے میں آیا کہ آئمہ تو چھوڑیں آئمہ کے بچے حتیٰ ان کے غلام وکنیز موسوم قنبر وفضہ بھی غیب وغیوب جانتے ہیں، کائنات میں تصرف رکھتے ہیں اور اس کائنات میں کچھ بھی ان سے پوشیدہ نہیں ہے جبکہ یہ عقیدہ توحید کے منافی اور قرآن سے متصادم ہے۔ ایسا علم غیب تو خود رسولؐ اللہ کو حاصل نہیں ہے۔ جب ہم نے امام حسین کے قیام ونہضت پر کتاب لکھی تو ان سے علم غیب کی نفی کی نیز عزاداری میں شامل خرافات واکاذیب کے خلاف لکھا تو علماء اعلام نے غوغا شروع کیا، تہمت و افتراء کی برسات برسائی، برسات سیلاب بنا تو اس سیلاب نے دارالثقافہ کے ساتھ میری عزت وحیثیت سب کو بہایا، یہاں تک میری بعض اولادوں اور دامادوں کو بھی بہانہ ملا یہاں سے ہماری تنقید کا رخ خطباء مدارس وحوزات کی طرف ہو گیا یہ علماء اعلام پر گراں گزرا کیونکہ وہ سمجھتے تھے اگر قرآن کو نصاب میں شامل کریں گے تو فرقوں کی تمام جڑیں سوکھ جائیں گی چونکہ وہ منافقانہ طور پر کہتے رہتے ہیں ہمارے پاس قرآن اور سنت ہیں لیکن انہوں نے میدان تطبیق میں استدلال واقامہ برہان کے موقع پر قرآن کو معزول کر رکھا ہے۔ لوگ قرآن کے بارے میں بہت

سی منافقت اور دروغ گوئی کرتے ہیں جس طرح صدر اسلام میں منافقین کرتے تھے جب اپنے ہم خیالوں کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں تو قرآن کے بارے میں کہتے ہیں:

۱۔ یہ شیخین کی جمع شدہ کتاب ہے، تنہا قرآن کی بات کرنا حضرت عمر کی منطق ہے۔

۲۔ اس قرآن سے بہت سی آیات گرگئی ہیں اور بہت سی آیات میں تحریف ہوئی ہے۔

۳۔ اصل قرآن امام مہدی کے پاس ہے، وہ لائیں گے چونکہ مہدی خود مشکوک ہے تو گویا ان کے نزدیک قرآن بھی مشکوک ہے۔

۴۔ جب ام الکتاب کہتے ہیں تو ہم سمجھتے تھے کہ ان کے نزدیک ام الکتاب قرآن ہے حالانکہ اصل میں ام الکتاب اسماعیلیوں کی کتاب ہے۔

۵۔ قرآن بغیر تفسیر اہل بیت سمجھنا ناممکن ہے جبکہ اس وقت دنیا میں اہل بیت ہیں نہ تفسیر اہل بیت ہے۔

۶۔ قرآن میں سب احکام نہیں جبکہ قرآن میں آیا ہے اس میں ہر خشک وتر کا حکم ہے۔

۷۔ کہتے ہیں ہمارا مذہب قرآن اور سنت پر قائم ہے جبکہ دونوں پر عمل سے گریز کرتے ہیں یہ کہتے ہیں قرآن بغیر تفسیر اہل بیت سمجھ نہیں سکتے ہیں، گویا ان کے نزدیک قرآن کلی طور پر سمجھنا ناممکن ہے۔

۸۔ جبکہ سنت نبی کریمؐ کے بارے میں شیعوں کے جید ممتاز علماء کا کہنا ہے اس پر اصحاب کا ہاتھ لگ گیا ہے۔ شیعوں کی آبادی اس ملک میں خود ان کے دعویٰ کے مطابق ۲۰ فیصد ہے جبکہ دیگران کے احصاء کے مطابق ۱۵ فیصد ہے اس تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو یہاں کے نظام سیاسی میں کردار اپناتے وقت دو صورت حال میں سے ایک کو اپنانا ہے۔

۱۔ وہ خود کو مسلمان تصور کریں ایک مسلمان کو جو کردار اپنانا چاہیے وہ وہی اپنائیں جس طرح علامہ محسن امین نے شام میں اپنایا ہے۔

۲۔ وہ اسلام سے ہٹ کر غیر مسلمین جیسے اقلیتی حقوق طلب کریں۔

لیکن انہوں نے درمیان کا کردار ادا کرتے ہوئے دوغلی پالیسی اپنائی ہے جو پوری دنیا میں کسی بھی اقلیتی فریق نے نہیں اپنائی ہے۔

ا۔بعض جگہ اپنے لئے اقلیتوں کے حقوق طلب کرتے ہوئے ہر موقعہ ومحل پر اپنا تشخص قائم کرنے کیلئے مسلمان مساجد کے مقابل میں امام بارگاہ بنائی ہے۔بعض دیگر نے مساجد کے برابر مساجد ضرار بنائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نماز وروزہ کیلئے الگ وقت کا مطالبہ کر کے ختم نہ ہونے والے فساد کی بنیاد رکھی ہے۔

۲۔سیاسی میدان میں الگ حزب بنا کر شیعہ ووٹوں کے ذریعے الحادیوں اور سیکولروں کو کامیاب کروایا ہے۔

۳۔بقول جناب ساجد یہاں داڑھی والوں کی حکومت قائم نہیں ہونے دیں گے۔شریعت نافذ نہیں ہونے دیں گے چنانچہ انہوں نے اس کیلئے بہت سی کرسیاں جہنم بھیجی ہیں بقول راجہ ناصر ہم نے ہر طرح اور ہر حوالے سے اس بھیڑ کو روکنا ہے اس بھیڑ سے ان کی مراد اسلام کا نام لینے والے یا اسلام کے حامی افراد ہیں ضد اسلام والے نہیں کیونکہ وہ ضد اسلام والوں کے اتحادی ہیں انہوں نے اپنے کردار کیلئے دو مثالیں میں بھی پیش کی ہیں ایک لبنان کے حزب اللہ جس میں سوشلسٹ ومسیحی دروز کا مشترکہ اتحاد یہ ہے دوسرا محمد علی جناح جنہوں نے پاکستان بنایا ہے وہ اسماعیلی وقادیانی عمرانی کے اتحادی ہیں۔

ایک طویل عُمر ان کے ساتھ گزارنے کے بعد پتہ چلا ان کے تغیر ناپذیر اصول میں سے ایک مسلمان ستیزی اور کفر دوستی ہے۔میں نے اپنی چھوٹی عمر اور آغاز جوانی سے اس بات کا بطور عیاں ونمایاں مشاہدہ کیا ہے کہ شیعوں نے آغا خانیوں کو یہاں بسایا ہے،ظاہری طور پر خود کو ان کا مخالف دکھایا اور انکے خلاف نعرہ بازی کی لیکن معلوم ہوا یہ نورہ کشتی ہے اندر سے یہ ان سے ملے ہوئے تھے اور ان کے حامی تھے جیسا کہ جان علی شاہ،مرزا یوسف ،عزیزی۔پاک فاؤنڈیشن کے اراکین حاجی محمد علی صاحب اور امین وغیرہ جو خود کو آغا جعفری کا مخالف دکھاتے تھے لیکن سب ایک ہی پارٹی کے تھے۔یہ بھٹو پارٹی کو اقتدار پر لائے،ملاؤں کا ان کا گرویدہ ہونا اور علاقہ شگر باشو کے بعض عمامہ پوش علماء کا گلگت میں آغا خان کی بیعت کے لئے جانا اور آغا جعفری کا کھورا میں ان کے جلسے میں شرکت کرنا اور مغرب کے اسلام مخالف بجٹ کا معارفی فاؤنڈیشن کے ذریعے مساجد ومدارس پر خود علماء کے ذریعے خرچ ہونا کسی سے پوشیدہ نہیں۔یہی داڑھی والے جو خود کو علماء کا معتمد اور دیندار دکھاتے ہیں ان کو اس وقت اسلام کا نام لینے سے چڑ ہے۔ان کی برگشت الحادیزم کو جاتی ہے،ان کا زرداری یا خان وقادری سے ملنا اور ان سے ان

کی وفاداری سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا قبلہ کعبۃ اللہ نہیں بلکہ فرانس و برطانیہ اور امریکہ ہے۔

مجھ سے فیس بک پر ایک سوال کیا گیا کہ آپ کا علماء کرام سے کیوں اور کب سے اور کس مسئلہ پر اختلافات ہوا ہم جاننا چاہتے ہیں قراء عزاء ہمارے علماء اعلام سے اختلافات اس وقت سے شروع ہوئے جب سے علماء اعلام نے دین عزیز اسلام کی ترویج واشاعت چھوڑ کر بھٹوازم اور خانی ازم کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا انہوں نے ملت کو اس طرح مطمئن کیا کہ دین وملت کا مفاد اس میں ہے کہ ہم کفر والحاد کو یہاں بسائیں ہم ان کو تحفظ دیں کہ یہ لوگ شیعۂ اصلی ہیں بقول محمد علی شاہ و جناب جعفری آغا خان اصلی سید ہے اس طرح انہوں نے اپنے عمامہ وعباء کے نیچے ان کو اس طرح چھپایا کہ یہاں کے لوگوں کی نظر میں یہ دو گروہ بھٹوازم والے اور آغا خانی محبوب ہو گئے اور ان کی عورتوں کے لیے بے نظیر، شیری رحمٰن، شازیہ شہلاء رضا، فوزیہ ایان علی اور عابدہ حسین جیسی عورتیں نمونہ بن گئیں۔

ان کے زعم میں علامہ غلام محمد مرحوم اور جناب مرحوم آغا علی موسوی اور آغا جعفری مدرسہ اسلام کے فارغ التحصیل ہیں جو دین وشریعت کے خود ترجمان بنے ہوئے ہیں جہاں جہاں جس جس نے ان کے اس اقدام نا مشروع کے خلاف زبان کھولی ہے ان کی حمایت میں بیان نہیں دیا ہے وہ مکروہ و نااہل ہے انہوں نے اسے خائنوں کے لئے کام کرنے والا بتایا ہے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آغا خانیوں نے بندوق علماء کے کاندھوں پر رکھ کر مجھے نشانہ بنانے پر اصرار کیا یہاں تک کہ جناب جعفری نے میرے داماد کو جس کے منہ سے سقط لسان سے ان کے مہدی حاضر کے لئے بے ادبی کا کلمہ نکلا تھا ان سے کہا تمہاری سیادت میں شک ہے جبکہ میرے لئے کہا شرف الدین کا وضو ٹوٹنے والا ہے۔

ہفتہ ۳ محرم الحرام دنیا ص ۸ پر آیا ہے عمران خان نے حکومت گرانے کیلئے ۱۲۷۵ امریکی کمپنیوں سے رقم لی تھی یہ بات مسلم لیگ کے رہنما دانیال عزیز نے پریس کانفرنس میں بتائی یہ رقم امریکا میں جمع کی گئی ہے تاہم ۲۴۲ ملیون پاکستان میں لائے گئے ہیں۔

بلتستان کے آغا خانی ہم سے خوف زدہ کیوں ہیں؟

اس سوال کے شکم میں چندین سوالات کا جنین حامل ہے:

ایلتستان کے آغا خانی ہم سے خوفزدہ کیوں ہیں؟ یہ کہاں سے ثابت ہے، کہیں خواب وو ہم تو نہیں؟ کہیں ہم بہلول تو نہیں بن گئے ہیں۔ میری پاس کیا ہے جو ان کے پاس نہیں ہے۔

یہ دوسری تیسری صدی سے اسلام کے خلاف محاذ زن ہونے والی اور اسلام کے ایک بڑے حصے پر استبداد جمانے والی طاقت وقدرت کی حامل جماعت ہے مغربی دنیا کے معتمد وامین، اسلام مخالف بجٹ کے قاسم و مقسم اور فاطمین والقلعہ الموت کے نزارین، اپنے مخالفین کو راستے سے ہٹانے، ٹھکانے لگانے، ناپید کرنے، بد نام کرنے والے، فی زمانہ دنیائے کفر کی اسلام مخالف تنظیم جماعت والے اپنے شاگردوں، اولادوں اور دامادوں سے ظلم سہنے والے، اور اپنے خانہ میں محصور ہونے والے بدنام و نالائق سے کیوں خوفزدہ ہو سکتے ہیں اس کا جواب بہت آسان ہے ایک ہی کمزوری بہت سی طاقتوں کو ملامت کرتی ہے بہت سی طاقتیں ایک طاقت سے نیست و نابود ہو جاتی ہے یہ اللہ کی سنت کونی کا حصہ ہے امپر اطوار ابرھہ طیر ابابیل سے ختم ہوا، منصور دوانقی بنی عباس کے مقتدر خلیفہ تھے اس کو مکھی سے پریشانی تھی لہٰذا اپنے دربار کے علماء سے پوچھا کہ اللہ نے مکھی کو کیوں خلق کیا یہاں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ بات درست نہیں کہ کوئی مقتدر کسی کمزور سے نہیں ڈرتا ہے۔ گویا ایک ملک جس کے پاس بہت لشکر ہے ان کے پاس جدید اسلحہ راکٹ اور مشین گن ہیں لیکن دوسرے کے پاس افراد واسلحہ دونوں نہیں ہیں ان کے پاس صرف ایٹم بم ہے۔ وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

آغا خانیوں کی ایک کمزوری ہے وہ اس حوالے سے بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے دشمن کو یہ پتہ نہ چلے یا جن کو ہم نے اندھیرے میں رکھا ہے ان کو پتہ نہ چلے کہ وہ اس حوالے سے کمزور ہیں کسی کو یہ پتہ نہ چلے کہیں شرف الدین یہ سر و راز فاش نہ کریں کہ ہم یہاں اثنا عشری کے نام سے آغا خانی مذہب چلا رہے ہیں وہ اس حوالے سے ہم سے ڈرتے ہیں ان تین مفروضوں میں سے ایک کو ثابت کرنا ہوگا۔ جس کی وجہ سے آغا خانی ہم سے خوفزدہ ہیں لیکن پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ خوف زدہ ہیں یا نہیں، اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ لوگ ہم سے خوفزدہ ہیں اس کیلئے ضروری نہیں کہ سر آغا خان نے اس کا اظہار کیا ہو یا ان کے کسی ادارے کی طرف سے یا ذمہ دار فرد نے بتایا ہو کہ ہمیں شرف الدین سے خوف لاحق ہے ایسی کوئی بات نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ وہ بین الاقوامی سطح کی ایک طاقت ہیں، دنیائے الحادان کی حامی و پشت پناہ ہے، دنیا کی دیگر جگہوں کو چھوڑیں شمالی علاقہ جات پورا ان کے

قبضے میں ہے، جبکہ میری حیثیت یہ ہے کہ میرے بچے اور میرے داماد میری اطاعت میں نہیں بلکہ شاید میرے بچے اور داماد بھی ان کے حامی ہوں یہ چیزیں وسیع پیمانے پر ظاہر ہونے کی بات نہیں ہم مقامی سطح کی حرکات وسکنات سے قرائن وشواہد سے اس مدعیٰ کو ثابت کرتے ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

۱۔میرے بڑے بیٹے سید محمد باقر نام نہاد علم دین سے فارغ ہونے کے بعد پہلی بار میری مرضی کے بغیر بلتستان گئے تھے اس میں کسی قسم کی بحث وگفتگو اور مناظرہ ومجادلہ کرنے کی صلاحیت نہیں تھی جس طرح حوزات علمیہ سے آنے والے اکثر وبیشتر ایسے ہی ہوتے ہیں اچھے خاصے بولنے والے کو بھی گونگا بناتے ہیں کیونکہ حوزے میں داخل ہونے والے پانی نکالنے والے گھوڑے کی مانند ہوتے ہیں ان کی آنکھ کو بند رکھا جاتا ہے وہ اکثر وبیشتر لکیر کے فقیر ہوتے ہیں ان کا پڑھا ہوا علم یہاں کسی کام نہیں آتا ہے وہ مطالب کو مشکل بنا کر پیش کر سکتے ہیں، مشکلات کو آسان زبان میں پیش کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، وہ یہ جانتے تھے کہ یہ شرف الدین کا بیٹا ہے۔ چھورکاہ کے نام نہاد دانشوران جو علماء کو اٹھانے پھرگرانے، ان سے باتیں اگلوانے اور فساد پھیلانے کا کام کرتے ہیں انہوں نے باقر کو آغا خانیوں کے خلاف کچھ باتیں اُگلنے کیلئے اٹھایا تھا جو شیخ آغا خانی اور علی آباد کے آغا خانی جوانوں کو گراں گزرا، انہوں نے آگے مخبری کی پھران کو ڈرانا دمکانا شروع کیا۔اس لیے علی آباد کے آغا خانی خورد وکلان کے اندر خوف وہراس پھیلا ہوا تھا تو انھوں نے اس قاصر البیان کو وہاں سے جلد از جلد بھگانے کیلئے ان کے عزیزوں کو بتایا کہ ایجنسیاں باقر کے بارے میں پوچھ رہی ہیں چنانچہ علی آباد والے بار بار ہمارے رشتہ داروں کو ٹیلی فون کرتے یہاں تک کہ آغا سعید نے کہا گلگت کے آغا خانی ان کو گرفتار کرنے کے لیے پیچھے لگے ہوئے تھے یہ بات حقیقت ہو یا جھوٹ خود انھوں نے ہی پھیلائی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسماعیلی تنہا ہم سے نہیں بلکہ ہم سے مربوط افراد سے بھی ڈرتے ہیں۔

۲۔وزیر حامد صاحب دندان پا ایک دانشور ہیں جو کیڈٹ کالج کے کھیل کے استاد سے فارغ ہونے کے بعد المصطفیٰ اسکول میں ڈائریکٹر ہیں المصطفیٰ سکول میں ہمارے ایک دوست جو یہاں جامعہ امامیہ میں پڑھتے تھے وہ وہاں اردو کے استاد لگے ہوئے تھے حامد صاحب نے سنا تھا ثاقب صاحب شرف الدین کی کتابیں پڑھتے ہیں ، ہماری باتیں کرتے ہیں تو انھوں نے ان کو بلا کر ان سے کہا سپیشل برانچ والے آپ کو تلاش کر رہے ہیں، آپ کے

بارے میں پوچھتے ہیں یہاں تک کہ انھیں سکول چھوڑنا پڑااوروہ میری کتابیں گھر میں رکھنے سے ڈرنے لگے۔

۳۔ جناب فداعلی کراچی میں ایک عرصہ ہماری کتب کی املا کرتے تھےاور دیندار تھے یہاں سے بلتستان جانے کے بعد بھی ہماری کتابیں اپنے گھر میں رکھ کرفروخت کرتے تھے پھر بار بار ٹیلی فون کرتے تھے چونکہ وہ بھی ان کے سکول میں پڑھاتے تھےانہوں نے اچانک ہم سے رابطہ توڑا حتیٰ فون بھی نہیں اٹھاتے تھے۔

۴۔ حسن خان صاحب نے جب اپنے اہانت وجسارت اورتہمت وافتراء سے بھرے خط کا جواب دیکھا جوحقائق ووقائع پرمبنی تھا توانھوں نے وہی حرکت کی جس کا ہمیں پہلے سے احساس خطر تھا۔انہوں نے کسی آغا خانی جیالے کومیرے بھتیجے کے گھر دھمکی دینے کیلئے بھیجا کہ میری کتابوں سے فساد پھیلتا ہے ان کے کہنے کے مطابق میری کتابوں میں عزاداری امام حسین سے جھوٹ،افسانے کہاوتیں جوشریعت اسلام قرآن وسنت کے خلاف ہیں انھیں ختم کرنے کی درخواست سے اس علاقے میں فساد پھیلتا ہے جبکہ ان کے کہنے پر ہونے والے سبّ وشتم خلفاء و ام المومنین کی وجہ سے پورا علاقہ بدامنی کا شکار ہو چکا ہے جسکی وجہ سے علاقے والوں کی رفت وآمد مشکل ہو چکی ہے یہاں تک کہ فوجی دستوں کی حفاظت کے بغیر عادی مریض بھی سفرنہیں کرسکتے ان کی نظر میں یہ حرکتیں اصلاح وخیر خواہی پرمبنی ہیں۔

۵۔ڈاکٹرحسن خان صاحب کی تہمت وافتراء کہ میں نے سعودی عرب سے ریال لے کر یہ کتابیں لکھی ہیں ان کی یہ تہمت افتراء چندصورت حال سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ سعودی عرب نے مجھے اس علاقے کا ایک مانا ہوامفتی وفقیہ سمجھ کرلکھوایا کہ میری کتابیں لوگوں میں بہت اثر پذیر ہیں اگرایسا ہے تو یہ سعودی حکومت کی بےوقوفی ہوگی کیونکہ ایسے بیانات کیلئے ہمیشہ سے آغا ساجد،جعفری اورراجہ ناصرجیسی شخصیات کی ضرورت رہتی ہے ان کے جھوٹ پرمبنی فالتو باتوں نے علاقہ والوں کوابھی تک گرداب درگرداب میں مبتلاءکررکھا ہے۔

۲۔ جوکچھ ہے حقائق پرمبنی ہے قدیم ایام سے سنی شیعہ علماءسب نے لکھا ہے میں نے کوئی نئی بات نہیں لکھی ہے،حتیٰ ان کے کہنے پر گستاخی صحابہ والی فخر الدین ضیاء الدین کی کتاب سے فساد نہیں پھیلا ہے انہوں نے میری کتابوں کا سعودیوں سے انتساب اس لئے کیا ہے ایک تو عوام الناس کودھوکہ دیں کہ یہ سعودیوں کے مذہب کی با

ت ہے تا کہ جونفرت سعودیوں کیلئے یہاں کے شیعوں کے دلوں میں انہوں نے بوئی ہے اس سے استفادہ کریں دوسری طرف سے مجھے مرعوب وخوف زدہ کریں۔

۳۔ ڈاکٹر نے مجھ پر تہمت وافتراء باندھی ہے میں پوچھتا ہوں اگر سعودی عرب کسی کو قرآن اور سنت وسیرت حضرت محمدؐ کو بلند کرنے اور خرافات اور بدعت کو جھاڑو کرنے کیلئے رقم دے اور اس کے مقابل میں آغا خانی قرآن اور حضرت محمدؐ سے دوری اور ہر قسم کی بدعات وخرافات کو پھیلانے اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لے لیے دیتا ہے، عام مسلمانوں سے نفرت کرنے کیلئے رقم دیں تو ایک مسلمان کو کون سی رقم لینی چاہیے اور کس کو مسترد کرنا چاہیے۔ اگر یہاں کوئی کسی مظلوم ومقہور انسان سے مفت میں دفاع کرنے والا وکیل ہوتا تو میں عدالت عالیہ پا کستان سے ہتک عزت کا دعویٰ کرتا کہ انھوں نے میری ہتک عزت کی ہے جو آغا خانیوں کے خلاف ہیں آغا خانیوں نے ان کو ذلیل کرنے کیلئے ڈاکٹر صاحب جیسے بہت سے دانشور تیار کر رکھے ہیں دانشور تیار کر کے رکھا ہے۔

۶۔ جامعہ امامیہ سے فارغ ایک مولانا شکور صاحب جو انتہائی کم گو ہیں وہ جھگڑالو بھی نہیں ہیں وہ ایک دفعہ کواردو گئے تھے تو وہاں کے مقامی شیخ حسن فخر الدین آغا خانی چالیس جوانوں کو سروں پر یاعلی مدد کی پٹی باندھ کر لائے تھے، چالیس آدمی بمعہ شیخ جو اپنے خیال میں علی کو بھی مدد کیلئے لائے تھے لیکن مولانا شکور کے ساتھ کچھ نہیں کر سکے اور مایوس واپس چلے گئے۔

۷۔ میرا بھتیجا اور داماد سید محمد سعید خود ضامن علی سے زیادہ پڑھا ہوا ہے اس حوالے سے ان کی صلاحیت ضامن علی سے زیادہ ہے، جب وہاں پہنچے تو ضامن علی ان کے وہاں قیام سے ڈر کر مجالس میں منہ موڑ کر ان کو نہیں دیکھتے تھے، بات بھی نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سعید نے اپنے کرم فرما اور میرے خائن وغدار شبیر و باقر کو بتایا آغا کی وجہ سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں یہاں مسجد میں مظاہر صاحب، ضامن علی اور ان کے مرحوم فرزند کو مسجد میں امامت وخطاب کرنے دیا لیکن سعید کو مسجد میں گھسنے نہیں دیا انہیں ان سے میری فکر کی بو آئی ہوگی حالانکہ وہ میری فکر کے خلاف تھے۔

۸۔ ہم شیخ ضامن اور سید محمد طہٰ دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں میں سے تھے حتیٰ ضامن علی

کے ساتھ میں نے کیا سلوک کیا تھا پورا علاقہ جانتا ہے ہم نے ان کے حق میں کوئی لڑائی نہیں کی تھی دونوں نے یہاں آتے ہی میرے خلاف بولنا شروع کیا میری قرآن اور سنت سے مستند کتابوں پر پابندی لگائی نوجوانوں کو مجھ سے رابطہ کرنے سے روکا، اپنے جھوٹے مذہب کی وکالت کی اور خود کو باعمل عالم دین پیش کیا، اٹھتے بیٹھتے ہماری مذمت کرنے کی وجہ سے یہاں کے اوباش، فاسق وفاجر وغاصب حاجی غلام رضا وغیرہ نے میرے خلاف دھان نجس کھولنا شروع کیا محسوس ایسا ہوتا ہے شیخ ضامن اور سید محمد طہ کو میرے خلاف ورغلانے والے آغا خانی ہیں انہوں نے پہلے ہی سمجھایا ہوگا جتنا ہو سکے شرف الدین کے خلاف بولیں چنانچہ ضامن علی اور طہٰ نے پڑھے لکھے طلبہ کو میری کتابیں پڑھنے اور میرے پاس آنے جانے سے روکا ہے وفروپا کے ناقابل رویت ھبہ نامہ کے لیے ان دونوں نے اپنا ایمان فروخت کیا اس وجہ سے غلام رضا نے میرے خلاف غلاظت گوئی ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے آغا خانیوں نے نہ جانے کتنوں کو اپنا ہمنوا تیار کر رکھا ہے حالانکہ شرف الدین کا کوئی نام لیوا نہیں ہے۔

علاقہ شگر میں اس وقت آغا خانیوں کے ذمہ دار، بڑے عہدے کے مالک ان کے حامی وناصر ومدافع نے میرے خلاف کتنی تہمت افترا باندھی اور اہانت وجسارت پر مشتمل ایک صفحہ جو مجھے بھیجا ہے، وہ کتاب بک گئے میں ملاحظہ کر سکتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہم سے کتنے خوف زدہ ہیں۔

دوسرا مفروضہ:

میرے پاس کوئی بڑی طاقت وقدرت ہے جو آغا خانیوں کے پاس نہیں ہے یہ تصور بالکل غلط اور موہومی چیز ہے اگر کوئی سمجھتا ہے یا میں ہی خود کو قوی تصور کرتا ہوں تو یہ میری بے وقوفی کی دلیل ہوگی۔ میری ایمانی طاقت بڑی ہے ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا، میں خود کو اسلامی ذمہ داریوں کے بارے میں کوتاہی برتنے والا سمجھتا ہوں نہ میں خود کو زیادہ ذمہ داری ادا کرنے والا سمجھتا ہوں اور نہ ہی میں چلہ کاٹنے والا ہوں، میں تو صرف ادائے واجبات اور ترک محرمات پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اٹھتے بیٹھتے صرف اسلام کی سربلندی کے لیے سوچتا ہوں۔

تیسرا مفروضہ:

آغا خانیوں میں کوئی ضعف وخلل ہے، یہ کہاں سے ثابت کریں۔ ہاں ان کی یہ ایک بڑی کمزوری ہے

کہ ان کی طرف سے تنسیخ وتعطیل شریعت کے اعلان کی وجہ سے ان کا چہرہ مسلمانوں کے نزدیک منحوس ومکروہ ہوگیا ہے وہ مسلمان اجتماع میں اپنا تعارف اسماعیلی سے نہیں کرواسکتے ہیں۔ مسلمان ان کی ضد اسلامی تنسیخ شریعت سرگرمیوں کی وجہ سے ان کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اس علاقے کے وہ علماء جو آغا خانیوں سے دفاع کیلئے اپنا سینہ سپر کئے ہوئے ہیں وہ بھی منہ کھول کر اجتماع میں ان کا دفاع نہیں کرسکتے ہیں صرف مصلحت مصلحت کا ورد کرتے ہیں لیکن نجی محفلوں میں کھل کر حمایت کرتے ہیں چنانچہ ابھی تک دنیا میں ایک بڑی آبادی ہونے کے باوجود وہ کسی مسلمان تنظیم کے ممبر نہیں بن سکے، ان کا تعطیل وتنسیخ شریعت کا اعلان دور فاطمین حاکم بامر اللہ سے شروع ہوا ہے انہی سے دروز پیدا ہوئے ہیں، ان کے بعد قلعہ الموت میں دوبارہ کیا بزرگ سے تعطیل وتنسیخ کی وجہ سے وہ مثل یہود اندرون قلعات محدود ہو کر رہ گئے ہیں، یہاں تک کہ ہلاکو نے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا، قلعہ کو فتح کیا، ان کا چہرہ مسخ ہونے کی وجہ سے وہ عوامی اور کھلے چہرے سے لوگوں کو دعوت نہیں دے سکتے لہٰذا وہ حکومت بھی نہیں قائم کرسکتے، اس صورت حال کے پیش نظر شاہ اسماعیل صفوی نے پہلی بار شیعہ اثنا عشری کا اعلان کیا، اس نئے فرقے کا اعلان تنہا مسلمانوں کے لیے تعجب آور اور حیرت انگیز نہیں تھا بلکہ مسیحی بھی تعجب اور حیرت سے دیکھ رہے تھے چنانچہ سفیر روم نے شاہ اسماعیل کے وزیر امور مذہبی آیت اللہ کرکی سے پوچھا، آپ کا یہ نیا فرقہ مسلمانوں کو سمجھ میں نہیں آیا ہے تو کرکی اس کا درست جواب نہیں دے سکے اور ٹال مٹول سے کام لیا۔ شاہ اسماعیل نے شیطانی سنت وکردار ادا کرتے ہوئے اپنا نیا چہرہ اثنا عشری کے نام سے پیش کیا، ان کے عقائد ہوبہو بغیر کسی کمی بیشی فرق و امتیاز واستثناء اور اضافے کے وہی عقائد اسماعیلی ہیں۔ ان کی پالیسی تھی کہ آغا خانیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جائے دائیں بازو اور بائیں بازو ان میں ایک گروہ دین وشریعت کو یکسر مسترد کرنے والے اور صوم وصلاۃ کا مسخرہ وجسارت کرنے والے ہوں گے اور دوسرا گروہ دین وشریعت کی ظاہری پاسداری کرنے والا ہوگا جو صوم وصلاۃ کی پابندی کرتا ہوگا۔ موقع محل پر دونوں مل جائیں گے اور دین وشریعت کو مسترد کرنے والوں کو ہی کوئی درجہ دیا جائے گا۔

اس نے اسی دور اقتدار میں علماء کے ذریعے مزید اسماعیلیت کو پھیلایا جس کا ثبوت کرکی اور علامہ مجلسی کی کتابیں ہیں جو قرآن وسنت سے متصادم روایات سے بھری پڑی ہیں۔ شریعت کا عملی مظاہرہ کرنے والوں کو دیکھ

کر انھیں یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ خود اسماعیلیوں کے مقابلے میں حقیقی معنوں میں واقعیت کے ساتھ ایک فرقہ مستقل نہ بن جائے تو اس سے بچنے کے لیے انھوں نے اس گروہ کو طبقہ درطبقہ تقسیم کیا، اسمیں سے اثناعشری کا ایک گروہ صوم وصلوٰۃ وحج پر لگایا، ایک گروہ تارک صوم وصلوٰۃ وحج بنایا، وہ حج کو جا کر حاجیوں کو مسجد حرام سے روکیں گے، ہوٹلوں میں درس کے نام سے حج کے خلاف زیارات کی حمایت، مفسدین کی حمایت اور مسلمانوں سے نفرت پھیلائیں ایک گروہ خود کو اثناعشری کہتے ہوئے دین کا مذاق اڑانے والا بنایا جیسا کہ آج کل اس فرقے کے روشن خیالوں کا کردار ہے۔ چنانچہ ایک فرق سے انھوں نے گوسفند کو ڈرانے کے لیے بھیڑیا اس کے ساتھ باندھ کر رکھا، گوسفند ایک طرف سے گھاس کھاتی ہے دوسری طرف سے بھیڑیے سے ڈرتی رہتی ہے۔

۱۹۷۰ء سے اب تک ہر آئے دن یہ افواہ پھیلاتے ہیں کہ آج وہابیوں نے دھمکی آمیز خط لکھا ہے ٹرک بھرا اسلحہ پکڑا گیا ہے ایوب پل سے آج ایک ٹرک پکڑا گیا ہے گویا پاکستانی فوج کے محاذ پر لے جانے والا اسلحہ سب شیعوں کو مارنے کے لیے لایا گیا چالیس سال ہو گئے ابھی تک نہیں سنا کہ کسی سنی نے کسی شیعہ کو ایک گولی بھی ماری ہو اسماعیلیوں نے اثناعشری کو اس طرح چلایا ہے کہ عام مسلمانوں سے نفرت وبیزاری اپنائیں اور اپنی خالص محبت ولایت الحادیوں سے رکھیں۔ ہم بلتستان میں آغا خانیوں کے قیام کے مخالف نہیں کیونکہ حکومت پاکستان کی طرف سے تمام اقلیتوں کو یہاں سکونت کا اختیار دیا گیا ہے ہم حاکم ہیں نہ حکومت مخالف، ہم علماء اور نام نہاد مسلمان نماؤں خاص کر پیروی اہل بیت کے داعیوں کے خلاف ہیں کہ انہوں نے کیوں عام مسلمانوں سے نفرت اور آغا خانیوں سے محبت بلکہ ان سے یکجہتی کو عین دین قرار دیا ہے اور اپنی عباؤں کے اندر ان کو تحفظ دیا ہے۔ تاریخ بلتستان شاہد و گواہ ہے یہاں انھوں نے کسی غیر شیعہ کو اسلامی جماعت بنانے کی اجازت نہیں دی ہے، جبکہ ہر آئے دن کفر والحاد اور سوشلزم وکمیونزم اور اس سے بدتر خانی ازم کا استقبال کیا ہے یہ جو انھوں نے اثناعشری کو آزاد چھوڑا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کردار وہی رہے جو صدر اسلام میں منافقین کا رہا ہے۔ ہم ان کو منافق تو نہیں کہیں گے لیکن ان کا کردار ان سے زیادہ خطرناک رہا ہے۔

ا۔ یہ مسلمانوں کے مقابلے میں کفر والحاد سے دوستی ویک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں چنانچہ اس علاقے کے عمائدین بار بار حکومت پاکستان کو دھمکی دیتے آئے ہیں کہ اگر ہمارے مطالبات منظور نہیں کریں گے تو ہم

ہندوستان سے مل جائیں گے۔ کیونکہ وہاں آٹا یہاں سے سستا ہے بلکہ اصل مقصد وہابی کو ہستانیوں سے لینے کی بجائے لداخ کے ہندوؤں سے کیوں نہ خریدیں۔ بعض حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کررہے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ زمینی راستہ کھولیں کیونکہ:

۲۔ مناسب مواقع پر کارشکنی کرتے ہیں جس طرح عبداللہ بن ابی نے پیغمبرؐ کے ساتھ کیا تھا۔

۳۔ وہ دین کے نام سے غیر شرعی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی و پشت پناہی کرتے ہیں اور کم اہمیت والے شرعی مظاہر کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں مثلاً زیادہ نمازیں پڑھیں، دعائیں کریں، نفلی روزے رکھیں، خاص کر عزاداری میں نت نئی بدعتیں رکھیں جیسے اسد عاشورا جو دنیا بھر میں کہیں نہیں مناتے ہیں لیکن بلتستان میں زور وشور سے مناتے ہیں وہ ڈرتے ہیں ان کی یہ سازش اور منصوبہ فاش نہ ہو جائے جیسا کہ اس کلمہ قرآنی میں آیا ہے کہ ہر آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ سورہ منافقین پر اس منصوبے پر عمل پیرا ہیں جو صلیبیوں نے برصغیر میں اپنایا ہے جب ان کو یقین ہوا کہ مسلمانوں کو جنگ کے ذریعے مطیع نہیں بنایا جا سکتا لہٰذا جنگ چھوڑ کر اندرون شہر اقتصادی و تعلیمی اور رفاہی میدانوں میں سرگرم ہو گئے، ناداوں و غریبوں کی معاونت اور طالب علموں کیلئے اسکالرشپ کا سلسلہ شروع کیا اور علاج معالجہ کے لیے ہسپتال وغیرہ کھول کر لوگوں کو اپنا گرویدہ و مداح بنایا اور مسلمانوں کے لیے دشنام ولعن کی تربیت دی۔

اس سلسلہ میں بلتستان کا ضلع خپلو باقی ضلعوں سے آگے اور پیش پیش ہے ان کے لڑکے یہاں مطہری ہوسٹل میں اپنی مصطلحات لے کر جاتے ہیں اب وہ اپنی خیانت کاری و منافقت بھرے عزائم سو کے فاش ہونے سے اسی طرح ڈرتے ہیں جس طرح صدر اسلام میں منافقین ڈرتے تھے اور جس طرح چور، ڈاکو اور دہشت گرد بلی کے قدموں کی چاپ سے بھی ڈرتے ہیں۔

یہاں سے وہ اس بے شکل وصورت بے قد وقامت علم وعمل دونوں میں چھوٹے قد کی شخصیت کے حامل شخص کی کتابوں سے ایسے نکات کو تنقید کے لیے اٹھاتے ہیں گویا آئندہ دنوں میں یہ کتابیں انکے عقائد کیلئے دھماکہ ثابت ہوسکتی ہیں چنانچہ انھوں نے میری کتاب تفسیر عاشورا سے یہ جملہ نکالا کہ وہ امام حسینؑ کا قیام دس محرم کو پیش آئے گا اگر یہ پہلے سے معلوم ہوتا تھا تو اس صورت میں یہ اقدام ایک قسم کی خودکشی ہوگی۔

بلتستان میں آغا خانیوں کی بیعت کرنے والے حاجی محمد حسین نے کہا دین کو یہی تارک صوم وصلاۃ اورشرابی و چرسی بچاتے ہیں، جناب ڈاکٹرحسن اوران کے گھر والوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اگر دین کی بنیاد پر ووٹ دیں تو اعظم خان کو دیں گے اپنے مخالفین کی یک سو ہو کر مخالفت کریں گے عزاداری جس سے ان کے کہنے کے مطابق وہ زندہ ہیں اور جس کے لیے وہ کھلاتے ہیں وہ دوگروہوں میں تقسیم کر رکھی ہے:

ا۔ مظاہر شریعت کی پابندی کرنے والے بمعہ دروغ گو ذاکر اندر رہوں گے۔

۲۔ چرسی وشرابی تارک صوم وصلاۃ والے دین کی کسی بھی بات کو سننا گوارہ نہ کرنے والے باہر اپنی باری کا انتظار کریں گے۔

میری کتابیں بلتستان کے اسماعیلیوں کے خیمے میں غلاظت خوروں پر ایک قسم کی آسمانی بجلی کی طرح گریں تو انھوں نے سینہ زنی، سرزنی، زنجیر زنی کرنے والوں اور علماء و دانشوران کو میرے خلاف ورغلایا اور اکسایا ان میں سرفہرست ضامن علی، سید طہٰ اوران کی گوریلا جماعت ماتم سراؤں کے مجاور غلام رضا اور فخر الدین چھورکاہ ہائی اسکول کے استاد احمد علی وغیرہ شامل ہیں انہوں نے اپنی غلاظت گوئیاں پھینکیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں آغا خانی ہم سے خوفزدہ ہیں چنانچہ آج سے چھ سات سال پہلے سکردو خاص سے تعلق رکھنے والے ایک شخص بنام الیاس نے خود کو گلگت ہوٹل چلانے والا ظاہر کیا، میرے عقائد جاننے کے لیے بے تاب ہو کر کراچی میں مقیم اپنے ایک رشتہ دار ہادی شمشیر کو لے کر آئے، اس نے پہلا سوال امام مہدی کے بارے میں پوچھا پانچ منٹ سننے کے بعد چلا گیا، پھر دو تین سال کے بعد میری سکردو سے نئی کتابوں کے بارے میں فون کیا تو میں نے بتایا امام مہدی سے متعلق کتاب باطنیہ آئی ہے۔ ابھی اس ذوالحجہ میں میری کتاب خطد احیون کی ترسیل کے لئے فون کیا اسی طرح امام قتل گاہ دین وشریعت شیخ جوہری سے ایک شخص نے ملتان سے میری کتاب امام وامت کے بارے میں پوچھا تھا، وہ مجھے نہیں پہچانتا تھا اور میں بھی اس شخص کو نہیں جانتا تھا تو جوہری نے اس سے کہا تم علی شرف الدین کے جاسوس ہو۔ آغا جوہری اور جعفری ورئیسی قمی، سید نثار موسوی ودیگر کا کہنا ہے دین کی ہر بات کہنے کی نہیں ہوتی بلکہ اس کا کتمان واجب ہے گویا ان کا مذہب ہاتھی کے دانت کی طرح ہے ہمیں اس مذہب سے بدظن کرنے والے یہی علماء ہیں جو ممبر پر اور نجی گفتگو میں قرآن وسنت سے متصادم فتاویٰ اور کفر والحاد سے دوستی اور زرداری و پرویز اور

ان جیسے دیگر لوگوں سے یک جہتی اور بے چارے سنی عوام سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں جس سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ گروہ دشمن اسلام ہیں لیکن اسلام ہے پہلے یہ دشمن اہل بیت اور خاص کر دشمن علی ہیں۔ جس بنیاد پر وہ خلفاء کو سبّ کرتے ہیں کیونکہ نشر اسلام میں پیغمبرؐ کی حیات میں یہ آپؐ کے معاون و مددگار رہے اور آپکے بعد دشمنان اسلام سے لڑتے رہے اور ان پر فتوحات حاصل کی ہیں لہٰذا یہ ان پر لعنت بھیجتے ہیں، لیکن انکو علی سے بھی دشمنی ہے کیونکہ علی نے بھی پیغمبرؐ کا ساتھ دیا ہے اور اس حوالے سے بھی دشمنی ہے کہ کیوں علی نے خلفاء کا ساتھ دیا ہے لیکن علی سے دشمنی کا طریقہ انھوں نے خلفاء سے دشمنی کے طریقے سے مختلف روا رکھا ہے، خلفاء پر لعنت بھیجتے ہیں اور علی کے لیے قرآن وسنت، تاریخ اسلام اور عقل و وجدان سے متصادم مناقب گھڑ کر خانۂ علی میں پھینکتے ہیں تا کہ یہ علی شوہر زہرا والد حسنین کو افسانہ شیریں وفرہاد و رستم واسفندیار الف لیلہ جیسا پیش کرتے ہیں۔

لیکن کتب بنی کو شجر ممنوعہ سمجھنے والے علماء اس حقیقت اور واقعیت کو تسلیم بھی نہیں کریں گے لیکن بواشاہ عباس کے قصائد و مناقب کا مصدر بھی حملہ حیدری ہے اور یہ حملہ حیدری میں گڑھے گئے افسانے ہیں جسے بومان علی مجوسی نے شعر میں پیش کیا ہے حضرت علی کے جو فضائل یہ پیش کرتے ہیں وہ میدان عمل میں کارآمد نہیں ہیں یہ فضائل شب شعر و رقص کے لیے اچھے ہیں یہاں سے ثابت ہوتا ہے یہ پہلے دشمن علی ہیں۔ ہم نے علی کے فضائل کے نام سے گھڑے گئے رذائل و مطاعن علی اور علی کو مولود کعبہ بنا کر صلیبیوں جیسا ابن اللہ ثابت کرنے کی ان کی مذموم کوشش کو فاش کیا تھا، ان چیزوں سے وہ ہم سے خائف ہو گئے ہیں، اگر وہ ہم سے خائف نہیں ہوتے تو شیخ ضامن علی جو کہ ایک حوالے سے عالم بننے میں میرے پروردہ تھے ان میں مجھ سے عداوت کرنے یا غداری کرنے کا تصور و شائبہ تک نہیں تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے میرے مخالف ہو جائیں اصل میں وہاں کے آغا خان نوازوں نے ان کو میرے خلاف اٹھایا اور ان کو میرے خلاف ورغلا کر آغا خانیوں کے ایک نمائندے مدرسہ مہدیہ کے سرپرست نے طٰہ اور میرے عزیز بھتیجے سید محمد سعید کو میرے خلاف ورغلایا ہے۔ شیخ سلیم نے اپنے مدرسہ سے جس دوسرے شخص کو گمراہ کیا وہ سید محمد طٰہ ہیں اس کو انھوں نے ٹویشن پر لگایا یہاں سے اندازہ ہوا کہ مدارس بنانا چلانا اتنا مشکل نہیں ہے ورنہ یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی کہ میری مخالفت کرے۔

آغا خانیوں کے ہم سے خوفزدہ ہونے کی ایک مثال دانشوران چپلو ہیں جہاں لوگ اچھے خاصے پڑھے

لکھے ہوں وہاں آغاخانی سکردو کی نسبت زیادہ نفوذ رکھتے ہیں علاقہ بلتستان سے کراچی میں پڑھنے کے لئے آنے والے نوجوانوں میں علاقہ خپلو سے آنے والے ہم سے زیادہ رابطے میں رہے، ظاہری طور پر ہم محسوس کرتے تھے وہ ہم سے دین سمجھنا چاہتے تھے لیکن ان کے باطنی عزائم کچھ اور تھے۔ وہ ہم نہیں جانتے تھے وہ اپنی نوکریوں پر لگ گئے اور ہم اپنے مسائل میں مبتلا ہوئے تو ہم نے ایک شکایت نامہ ان دانشوروں کے نام میونسپل لائبریری خپلو کے پتہ پر بھیجا تھا، وہاں کے لائبریری کے ذمہ دار حسنین صاحب نے از خود یا ان دانشوروں کے مشورے پر اس خط کو چھپایا اور ہم سے مربوط افراد کو رابطہ کرنے سے منع کیا، چند سال پہلے وہاں سے حج کیلئے آنے والے ایک ایس ایچ او غلام نبی مکہ میں ہم سے ملے تھے، ان سے گفتگو ہوئی تھی وہ واپس آنے کے بعد بار بار ہم سے گفتگو کرتے تھے، ہم نے انھیں از خود فون نہیں کیا کیونکہ پولیس کا دین و دیانت متزلزل رہتا ہے تا کہ ان سے رابطہ خود میرے لیے اور ان کے لیے کوئی مسئلہ نہ بن جائے، لیکن انھوں نے دوسرے سال مجھے فون کیا کہ اس سال بھی حج پر جا رہا ہوں اس پر میں نے ان کو اپنی حج وعمرہ والی کتاب بھیجی، اس کے بعد ایک دو فون آئے اس کے بعد ہم نے دو تین دفعہ ان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے فون کیا تھا لیکن انھوں نے فون نہیں اٹھایا شاید انہیں بھی ہدایت کی گئی ہوگی کہ ہم سے رابطہ نہ کریں۔ اس کی ایک اور مثال ہے کہ ہم نے اس سال سکردو میونسپل لائبریری کو ایک خط لکھا تھا کہ ہم حضرت محمدؐ سے متعلق اپنے ادارے کی کتابیں آپ کی لائبریری میں بھیجنا چاہتے ہیں اگر آپ انھیں شرف الدین سے منسوب ہونے کی وجہ سے علماء کے کہنے میں آ کر غائب نہیں کریں گے تو ہم ارسال کریں گے اس کا انھوں نے جواب نہیں دیا گویا وہ میرے نام سے حضرت محمدؐ کی سیرت پر مبنی کتاب بھی اپنے مذہب کے لیے حلوے میں زہر جیسا محسوس کرتے ہیں۔

جناب پرنس آغا کریم خان پیشوائے فرقہ اسماعیلیہ نے مورخہ ۲۴ رجب ۱۴۳۶ھ کو کراچی میں اپنی اتباع کرنے والے ۴۵ افراد کا دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل ہونے پر اپنے بیان میں اپنے فرقے کی تعریف میں کہا یہ ایک امن پسند فرقہ ہے۔ کراچی اسماعیلی کمیونٹی کے روحانی پیشوا پرنس آغا خان نے کہا ایک پر امن برادری کو نشانہ بنانا نا قابل فہم ہے۔ انہوں نے کہا میری دعائیں جاں بحق اور زخمی افراد کے لواحقین کے ساتھ ہیں۔ اسماعیلی ایک پر امن عالمگیر برادری ہے جس کے افراد دنیا بھر میں دوسرے نسلی اور مذہبی گروہوں کے ساتھ پر امن انداز میں

رہتے ہیں۔انہوں نے سانحہ صفورا کو بہیمانہ کاروائی قرار دیا(۲۴رجب روزنامہ ایکسپریس)۔ہم ان جملوں کی روشنی میں آپ سے سوال کرتے ہیں ہم بلتستان سے تعلق رکھتے ہیں بلتستان آپ کی اتباع کرنے والوں کا علاقہ ہے یہ جو کہتے ہیں وہاں اثنا عشری کی اکثریت ہے یہ دھوکا اور فریب ہے۔اثنا عشری یعنی بارہ اماموں کا ماننے والا یہ عقل وتجربہ اور شریعت وقرآن کے خلاف ہے۔امام معاشرۂ انسانی کو فی زمانہ قیادت کرنے والے کو کہتے ہیں'ان کے ائمہ میں سوائے حضرت علی اور امام حسن کے چھ مہینہ اور امام حسین کے علاوہ کسی نے بھی معاشرے میں کوئی قیام نہیں کیا بلکہ امام حسن دست بردار ہوئے۔امام حسین کو موقعہ نہیں ملا،امام سجاد خانہ نشین ہوئے،امام محمد باقر بھی خانہ نشین ہی رہے،امام جعفر صادق نے ابوسلمہ خلال کی پیش کش کو مسترد کیا امام موسی بن جعفر زندان میں رہے امام رضا نے بھی مسترد کیا امام جواد وامام ھادی نابالغ تھے امام حسن عسکری بھی زندان میں نظر بند رہے تھے۔جبکہ امام غائب،مستور،معذور،خائف اور محبوس امام نہیں ہوسکتا ہے۔

اثنا عشری:

یہ اسماعیلیوں کے مکروہ چہرے کو چھپانے کا ایک نقاب ہے۔اس وضاحت کے بعد آپ سے سوال ہے کیا دہشت گردی صرف قتل کرنے کو کہتے ہیں یا کسی کے خلاف تہمت وافتراء باندھنے خوف وہراس پھیلانے،کسی شہری کے حقوق چھیننے اور کردار کشی کرنا بھی دہشت گردی میں شامل ہے۔اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو آپ کے فرقہ سے بلتستان میں تنہا سنی ہی بدامنی کی زندگی نہیں گزار رہے بلکہ خود نام نہاد شیعہ کے کچھ پڑھنے لکھنے کی صلاحیت رکھنے والوں کو بھی اپنے مذہب کے اصول وفروع کے بارے میں حتیٰ تاریخ کے بارے میں بھی تحقیق کرنے کی اجازت نہیں ہے اس طرح قتل اکسیڈنٹ غائب تو نہیں کرتے لیکن غیر متصورہ مصائب کے پہاڑ اس پر گراتے ہیں۔

ا۔کس کے وہم وخیال میں تھا کہ گلاب جامن منہ میں حل نہ ہونے والے ضامن علی میرا جانشین میرا پروردہ بلتستان میں آتے ہی بغیر کسی کوتاہی اہانت وجسارت بغیر کسی جرم وجنایت کے میرے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے اور الف سے ی تک میری مخالفت پر اتر آئیں گے گویا انہوں نے میرے خلاف ایسا تاثر دیا ہے۔

وہ خود قم میں درس اسلام لے رہے تھے اور میں کسی موچی درزی کے پاس کام سیکھ رہا تھا جو بات میں کہتا تھا حتیٰ میری

ماں کی ارث کو بھی روکنے کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

۲۔کسی کے وہم وخیال میں تھا میرا عزیز بھتیجا جسے میں نے ہی پڑھانے کیلئے یہاں لایا پھر ایران بھیجا اور پھر مخالفتیں مول کر اسے اپنا داماد بنایا اور اولادوں سے عزیز رکھا وہ آغا خانیوں کے گرویدہ ہونگے۔

۳۔کس کے وہم وخیال میں تھا کہ جہاں کہیں کسی نے مجھ سے رابطہ کیا اس کو ڈرایا دھمکایا جائے گا۔

۴۔علاقہ شگر کے آغا خانی گورلیے قاسم کو میرے گھر بھیجا تا کہ میری اولادوں کو یرغمال بنائے۔

۵۔آج بلتستان میں کوئی ادنیٰ سا معمولی انسان بھی خلفاء اسلام کا نام احترام سے نہیں لے سکتا کیونکہ ایسا کرنے والے کو وہاں وہابی وسنی یا سعودی کہتے ہیں کیا یہی آپ کے امن پسند ہونے اور دوسروں کے ساتھ بھائی چارگی کا نمونہ ہے۔

۶۔آج بلتستان والے فوجی دستے کے بغیر اپنے علاقے سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں، یہ صورت کیوں پیش آئی ہے۔ایسا کیوں ہوا ہے یہ دو حال سے خالی نہیں ہے ایک یا تو آپ کی جماعت نے اس علاقے کو اس مرحلے پر پہنچایا ہے اور آپ اس سے خوش ہیں ورنہ آپ اسکے حل کیلئے کوشش کرتے لیکن آپ نے اس حوالے سے کچھ نہیں کیا۔لہٰذا آپ پہلے والی حالت سے خوش ہیں۔

۷۔جس محلے کو گالی وفحش نام سے نکال کر میں نے اس کا نام علی آباد رکھا اور جہاں سات سال تک بغیر کسی نذرونیاز وخمس خدمت کی، آج اس محلے کے خورد وکلاں اور شیخ میرے خلاف متحد ہو کر سکردو سے مخالفین کو یہاں بلا کر میری مذمت کرتے ہیں، یہ آغا خانیوں کی ایماء اور پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

۸۔مجھے کوئی عام وکیل یا یا شرعی عدالت کے وکیل شریعت کی بات کرنے والے بالائے ممبر خطاب کر کے یا چند صفحات تحریر کر کے سمجھائیں میں اور میرے بھائی کیوں اور کس بنیاد پر اپنی ماں کی ارث سے محروم ہیں ان تمام بے بنیاد کاموں کے باوجود علی آباد کے شیخ اور نام نہاد حاجی زوار آنکھ چراتے وہاں جاتے ہیں' ٹھیک ہے مجھے ایکسیڈنٹ یا قتل واغواء نہیں کیا بعض ذرائع سے دھمکی نہیں دی ہے لیکن مجھے زندہ اپنے گھر میں مدفون کس نے کیا ہے آپ کی برادری نے کیا۔

دہشت گردی کا نشانہ بننے والوں میں یہ حقیر بھی ہے۔اس کے ساتھ انھوں نے یہ سلوک روا رکھا

ہے، لہٰذا میں خرس سے قاطع سے کہتا ہوں، اطمینان قاطع سے کہتا ہوں، قرائن وشوائد غیر متردد سے کہتا ہوں جو کچھ ظلم وجنایت تہمت وافتراء کے ہمالیہ مجھ پر گرائے گئے ہیں مشیئت الٰہی نے مجھے پاش پاش اور ناپید ہونے سے بچا کے رکھا ہے یہ سب کچھ علماء ودانشوران بلتستان وآغا خانیوں کے گٹھ جوڑ سے ہوا ہے آغا خان نے گہوارہ آزادی کے ساکن آغا خان کے پیروکاروں نے علی اور امام جعفر کے علم کے وارثین نے اس حقیر کو اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر کتاب لکھنے کی آزادی سے بھی محروم کیا میری کتابوں کو دیمک اور چوہوں کی غذا بننے پر بھی قانع نہیں ہوئے میرے پیچھے جاہل اوباشوں کو لگایا جسطرح عمائدین طائف نے اپنے اوباشوں کو حضرت محمدؐ کے پیچھے لگایا تھا علماء بلتستان ودانشوران آغا خانیوں نے یہاں کے اوباش کو میرے پیچھے لگایا ہے اب تو میں وہاں کی گلیوں سے بھی نہیں گزر سکتا لیکن وہ مجھے گولی نہیں ماریں گے بلکہ تیر تہمت وافتراء چلائیں گے یہ کہیں گے کہ سعودیوں کا ایجنٹ آیا ہے، ایام صبح میں وہاں سے آنے والے ایک دوسرے سے چشم خیانت اور دست اہانت سے میری طرف اشارہ کرتے تھے، یہ سارے ان دو کی گٹھ جوڑ سے ہوا ہے آئندہ بھی جو کچھ ہوگا وہ انھیں کی طرف سے ہوگا، لیکن ان سب کے پیچھے مشیئت الٰہی ایسے ہی رہے گی، ہمیں اللہ کا حکم ہے کہ ہر شرور سے بچنے کے لیے اللہ ہی سے پناہ مانگو۔

چنانچہ اس کا روشن ثبوت آپ کے مدافع وحامی ڈاکٹر حسن خان صاحب عماچہ کا میرے نام لکھا گیا جسارت آمیز خط ہے جسے آپ ہماری کتاب ''بک گئے'' میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

میرے خلاف علمائے بلتستان اور دانشوران نے اہل بیت اطہار کے نام سے مختلف قسم کی الزام تراشیاں روا رکھی ہیں، ایام حج میں یہاں سے آنے والوں پر پابندی ہے کہ مجھ سے بات نہ کریں مجھے چہرہ عبوسی سے دیکھیں انہوں نے یہ اہل بیت کی خاطر نہیں کیا بلکہ آغا خانیوں کی خاطر کیا ہے آغا خانی اپنے آپ کو اثنا عشری کہہ کر اس چھتری کے نیچے اپنے مذموم عزائم کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ سب کچھ پنڈورا بکس کھلنے کے ڈر سے کیا ورنہ وہ کھل کے بیان دیتے کہ فلاں شخص نے اہل بیت کی شان میں فلاں جسارت آمیز جملات لکھتے ہیں اہل بیت کا مقام حضرت محمدؐ کے سائے میں ہے، بتائیے اہل بیت کی کس شان وفضیلت سے ہم انکار کرتے ہیں۔

اس کی چند مثالیں ملاحظہ کریں:

ملک میں جاری جرائم وموبقات کی ایک لمبی فہرست ہے بعض شخصیات والا کی برائیوں کے بارے میں

سوال واستفسار پر پابندی ہے صدر مملکت وزیراعظم وزیراعلیٰ اب تو فرقوں کے بارے میں کسی قسم کی انگلی نہیں اٹھا سکتے ہیں یہاں دو حال سے خالی نہیں یا وہ پیکر جرم و جنایت ہیں اس کے بارے میں کسی قسم کی اصلاح کوشش بے سود و بے فائدہ دھوکہ ہوگی۔ میں الحمداللہ اللہ کے فضل و کرم سے اسماعیلیوں کے آئمہ کی طرح اپنے جرائم کے بارے پوچھنے سے نامعقول نامشروع کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں بلکہ علماء دانشوران سے ہمیشہ درخواست کرتا ہوں کہ میری کوتائیوں کم عقلیوں کی نشاندہی کریں۔

علماء و دانشوران بلتستان میں سے بعض جو میری کردار کشی پر تلے ہوئے ہیں میری تنہائی اور وقت و حالات ناسازگار کو دیکھ کر یا اپنے دم بریدہ و سربریدہ اور کمر شکستہ مذہب کیلئے میرے خلاف پروپیگنڈا سے سہارا لے رہے ہیں ان میں سے بعض ایسی بزرگان شخصیات بھی ہیں جن کے نزدیک یہ بے صورت و بے شکل و بدنام زمانہ مردودان میں سے بعض بزرگان اور دانشوران اس آیت کریمہ کا مصداق بنے ہیں ﴿ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾۔

دونوں صورت میں سوالات واستفسار پر پابندی ظلم فاحش ہے۔ جنگ حنین میں آپ نے غنائم جنگی نو مسلم مؤلف قلوب شخصیات میں تقسیم کیئے جس پر پورے گروہ انصار میں بے چینی واضطراب پیدا ہوا کچھ نے رسول اللہ ﷺ پر انگلیاں اٹھائیں رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی آپ کے خلاف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے سعد بن عبادہ کو بلا کر انصار کو ایک جگہ جمع کیا ان سے آپؐ نے سوال کیا آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں جواب دیا آپؐ نے انصار پر مکہ والوں کو ترجیح دی ہے۔ یہ شخصیات جن کو ہمارے ملک میں مفقود سوال قرار دیا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بالاتر نہیں اس وقت اوپر سے نیچے تک کالم نگاروں، حکومت کے کارندوں اور علماء کا موقعہ ملنے پر دانشوران روشن خیال اور فرقوں کے خلاف بولنا تنہا برا نہیں بلکہ اسے اپنی اصلاح پسندی و خیر خواہی گردانا جاتا ہے لیکن تمام فتنہ وفساد کو کنٹرول روم آغا خانی وقادیانی سے چلایا جاتا ہے۔ ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی جاتی ہے بلکہ ان کے بارے میں منہ کھولنا جرم تادیب کا سبب رہا ہے۔ سب جانتے ہیں شیعہ سنی کے درمیان جھگڑے کا بنیادی سبب سبّ وشتم خلفاء ہے۔

دانشوران کو امام غائب پر بہت اصرار ہے:

ان کے عقیدے کے مطابق غیبت امام کے دور میں کسی غیر معصوم کی اطاعت صحیح نہیں اس سے انکی مراد یہ ہے کہ انھیں کسی سنی کی حکومت قبول نہیں ہے۔ چونکہ معاشرہ بغیر حاکم بھی نہیں رہ سکتا ہے لہٰذا ان کے ارباب فکر ودانش نے انتہائی غور وخوض کے بعد اتفاق رائے سے یہ تصویب کیا ہے کہ ان بد بخت سنیوں سے جو دانستہ یا نادانستہ طور پر نظام اسلام یا خلافت راشدہ کی بات کرتے ہیں پی پی والے بہت بہتر ہیں کیونکہ پی پی میں گیلانی جیسے عیاش خورد برد کرنے والے اور اس مہران میں اپنے آپ کو یکتا شہسوار سمجھنے والے بہت ہیں خاص کر ان کے سر پرست اعلیٰ واستاد زرداری کرپشن خوری میں آگے ہونے کے ساتھ ساتھ بے حیائی و بے غیرتی میں یکتا مثال ہیں کیونکہ وہ اپنی جوان بیٹیوں کو دنیائے کفر والحاد کے سربراہان سے مصافحہ ومکالمہ کرتے ہوئے انتہائی کشادہ چہرہ اور خوش دلی سے نظارہ کرتے ہیں نیز ان کے وارث حقیقی بلاول پاکستان میں مسیحیوں کے اقتدار اعلیٰ دیکھنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

اگر ہم ان کی اطاعت میں رہیں تو یہ اسلام کو دور دور تک پھینکیں گے۔ یہاں سے خود بخو دسیکولرازم نظام کا دروازہ کھل جاتا ہے ان کے نزدیک امام سے زیادہ سیکولرازم اہمیت رکھتا ہے ورنہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں امام جب حاضر نہیں ہے اور امور مملکت نہیں چلاتا تو وہ امام نہیں بنتا ہے امام کے معنی ہی حاضر اور سرگرم وفعال کے ہیں جس طرح شمال جنوب نہیں بن سکتا ہے جنوب شمال نہیں بن سکتا ہے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا ہے تو غائب حاضر نہیں بن سکتا ہے، حاضر غیب نہیں بن سکتا ہے اسی طرح امام غائب امام حاضر نہیں بن سکتا ہے۔

بلتستان میں اپنے دین کو خیر باد کہہ کر دانشوروں سے مل کر ترقی کو ہی دین قرار دینے میں پہل کرنے والے بھی یہی دو عالم غروی وموسوی ہیں ان دونوں کے توسط سے یہاں پی پی اور خانی کی بنیاد رکھی گئی ہے بھٹو کو محمد علی شاہ نے بلتستان میں آنے والا پیامبر کہا، جناب ناشاد نے بھٹو مخالف کو نسل حرام کہا۔

انہی دونوں نے آغا خانیت کو یہاں بسایا، یہاں سادات غلات کھرمنگ کی طرف سے خمس لینے کی وجہ سے ان کو صحیح النسب سادات گردانتے ہیں حالانکہ دین اسلام میں سادات کا کوئی مقام نہیں ہے۔ چنانچہ آج حسین آباد علاقہ شگر کلی طور پر ان کے قبضہ میں ہے سابق زمانے میں آیات الٰہی کا کتمان اور غلط تفسیر کرنے والوں کی

مذمت کی جاتی تھی، لیکن آج کل عالم بننے والے نے پہلے دن سے دین کو سمجھا ہی نہیں ہے وہ عوام الناس کی سماجیات اور من پسند چیزوں کو ہی عقائد دین کہنا پسند کرتے ہیں لہٰذا دنیا ان کے گرد جمع ہوتی ہے حالانکہ وہ آیات قرآن کا کتمان اور غلط تفسیر کرتے ہیں۔

''دین'' نظام تعلیم میں رائج عنوانات طب، ہندسہ، ریاضیات، معاشیات اور تعلقات عامہ جیسا نہیں ہے کہ آپ ان میں سے اپنی خواہش و پسند کے مطابق کسی ایک کو انتخاب کر سکتے ہیں اور چاہیں تو دین پڑھیں، دین پڑھنا، دین سیکھنا اور دین پر رہنا دیگر موضوعات کی طرح ایک شعبہ ہے اس وضاحت کے بعد بہت سے مسائل واضح ہو گئے حتیٰ کہ جناب یوسف صاحب کا بیان کہ میں سیکولر نہیں ہوں کا بھی علم ہوا کہ آپ سیکولر ہیں بلکہ ہمارے بہت پڑھے لکھے دانشوروں کا بھی پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ سیکولر ہیں۔

کلمات اختتامیہ:

اختتامی کلمات میں میں حضرت امام حسین کے شبِ عاشورہ یا سحر عاشورہ پر پڑھی جانے والی مناجات پیش کرتا ہوں، جہاں آپ نے اللہ سے مناجات کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے مجھے کون سے حالات درپیش ہیں مجھے اور میرے اہل بیت کو کیسے گھیر لیا گیا اور کس نے ہراساں کیا ہے، اگر آج تو نے میری پریشانیوں کو دور نہیں کیا تو میں تیرے سابقہ فضل واحسان اور الطاف وعنایات کو نہیں بھولوں گا، اے اللہ تو جانتا ہے میں تیرا وہ بندہ ضعیف وناتواں ہوں جو مچھر کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا اور چیونٹی اور چوہے سے بھی پریشان رہتا ہے۔فرمان امام حسین سے اقتباس ہے اے اللہ تو نے ہر بلا اور ہر مصیبت پر صبر وتحمل اور برداشت کے لیے کہا تھا میں بھی اس ناتوانی کے ساتھ تمام تہمت وافترا اور خوف وہراس کے مراحل ومدارج پر صبر کرتا آیا ہوں اور آئندہ بھی اس پر آمادہ ہوں ،لیکن بعض امتحانی مصیبت کے بارے میں تو نے خود ایک دعا بتائی ہے کہ بندہ یہ دعا پڑھے، اے اللہ میرا امتحان و آزمائش کسی کافر کے تسلط سے نہ لینا۔(ممتحنہ ۵) ﴿اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیو﴾ (یونس ۸۵) ﴿اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال﴾

اے اللہ! یہاں کے اسماعیلی علماء نے جوانوں کے لئے چرس و افیون کی اجازت دے رکھی ہے ہندوؤں، یہودیوں، مسیحیوں اور بوذیوں کے گانے اور فلموں کو آزادی دے رکھی ہے یہاں کیسانیوں کے مختار ثقفی

پر بنائی گئی ضد اسلام ضد قرآن اور اہل بیت کے خلاف کردار والی فلم کونشر کرنے کی آزادی دے رکھی ہے، یہاں ثقافت قرآن وسنت کا خاتمہ کرنے والے اداکاروں اور گلوکاروں کو غیر اسلامی ثقافت پھیلانے کے لیے آزاد رکھا ہوا ہے، یہاں عمران پرویز اور قادری کی سرگرمیاں آزاد اور بلا روک ٹوک جاری ہیں یہاں میری کتب امثال قرآن سے پوچھو، اٹھو قرآن سے دفاع کرو، قرآن میں مذکر و مونث، قرآن میں شعر و شعراء پر پابندی ہے، یہاں مجاہد اعظم اور اصلاح عزاداری کی کتابوں پر پابندی ہے گویا اس مسلمان نشین علاقے میں حضرت محمدؐ اور قرآن سے منسوب کتب پر پابندی ہے۔ شرف الدین کی قرآن اور سنت نبیؐ سے مستند کتابوں پر پابندی ہے، یہاں رشد و رشادت خلفاء اسلام پر پابندی ہے، اس ظالمانہ پابندی کے خلاف کہاں شکایت کروں، میں ڈاکٹر حسن خان کی طرف سے تہمت وافتراء اور جسارت واہانت کے خلاف کس عدالت میں استغاثہ دائر کروں کیونکہ یہاں کے قضات ملحدین کے حامی مسلمین کے خلاف ہیں۔

اے اللہ اس وقت آغا خانیوں کا جیش ابر ہہ لباس نفاق اثنا عشری پہن کر میرے پیچھے لگا ہوا ہے، وہ کسی دلیل و برہان و منطق کو نہیں مانتے، وہ اسلام کے بنیادی عقائد کے برعکس اپنے خود ساختہ عقائد کو یہاں کے عوام پر ٹھونسے ہوئے ہیں، وہ ظاہری طور پر اپنی زبان سے کہتے ہیں قرآن ہماری کتاب ہے لیکن اس کی تفسیر میں ان کے غاوی شعراء کہتے ہیں قبر میں اگر ہم سے پوچھیں گے کہ تمہاری کتاب کون سی ہے تو ہم کہیں گے یا علی ہے، یہاں کتاب سے مراد ان کی علی ہے، بظاہر وہ کہتے ہیں حضرت محمدؐ ہمارے نبی ہیں لیکن ان کا نام لینے سے چڑتے ہیں اور حیلہ و بہانہ تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں علی نفس رسولؐ ہیں، یعنی رسول نے دنیا سے جانے کے بعد علی میں حلول کیا ہے، اس لیے علی کا نام لینا ہی محمدؐ کا نام لینا ہے۔ ایک طرف دکھانے کے لیے کہتے ہیں ہم امت محمدؐ ہیں لیکن ان کی عملی زندگی میں دیکھیں تو یہ امت محمدؐ سے نفرت کرتے ہیں اور امت بھٹو، امت عمران خان اور امت زرداری کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان سے دوستی کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں ہم امت حسین ہیں، بلتستان کے لوگ دین کو اپنے غالی علماء و مجتہدین سے اوپر لے جانے کے لیے تیار نہیں، بڑے بڑے دانشور یہ کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے دین انہیں علماء اور مجتہدین سے لیا ہے بقول جوھری تحقیق کرنا ہماری ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ تحقیق ہماری تقلید کے لیے مضر ہے ہمارے علماء کا پنڈورا بکس کھلنے کا خطرہ رہتا ہے، یہ بھی کہتے ہیں ہم

تقلیدی ہیں، انھیں دین کو تقلید پر چلانے میں مزہ آتا ہے۔ ان کے ہاں مذہب پر اعتراض واشکال کا جواب خاموشی ہے۔

اے اللہ اس وقت میری کوئی پناہ گاہ نہیں، تو نے فرمایا ہے ایسے وقت میں رب فلق رب ناس مالک الناس الہ الناس حاکم ومحکوم دونوں کے مالک سے پناہ مانگتا ہوں میں دعا کرتا ہوں میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اے رب فلق، اے رب الناس اے الہ الناس، اے مالک الناس مجھے اور میرے بھتیجے کو ڈاکٹر حسن خان سے خطرہ ہے جو کسی دلیل و برہان کو سننے اور قرآن کی آیات سننے کیلئے تیار نہیں تو ان پر بھی قدرت رکھتا ہے اور مجھ ناچیز پر بھی۔ اے اللہ میں تیری درگاہ میں انہی مناجات کو دہراتا ہوں جو حضرت علی سے منقول ہیں خطبہ ۱۳۱، حضرت علی کی یہ مناجات اور امام حسین کے صبح عاشورہ کی مناجات سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

''میرے اللہ تو جانتا ہے میں نے حکومت کے بارے میں جو اقدام کیا ہے اس میں نہ سلطنت کی لالچ تھی اور نہ مال دنیا کی تلاش۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ دین کے آثار کو ان کی منزل تک پہنچاؤں اور شہروں میں اصلاح پیدا کروں تاکہ مظلوم بندے محفوظ ہو جائیں اور معطل حدود قائم ہو جائیں۔ اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے سب سے پہلے تیری طرف رُخ کیا ہے۔ تیری آواز سنی ہے اور اسے قبول کیا ہے اور تیری بندگی میں رسول اکرمؐ کے علاوہ کسی نے بھی مجھ پر سبقت نہیں کی ہے۔''

اے اللہ تیری درگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ کسی ممبر، کسی محراب یا کسی کے اقتدار سے رقابت میں آ کے اور ان کو چھیڑ چھاڑ کرنے کیلئے حسد میں آ کر نہیں کیا ہے اے اللہ تو عالم سر واخفا ہے تو جانتا ہے، اگر کتمان شہادت نہ کریں تو یہ لوگ بھی جانتے ہیں، میں نے کوئی فتنہ وفساد نہیں کیا، میں نے کبھی ووٹ کا کاروبار نہیں کیا ہے، میں نے ایک آغا خانی کو ووٹ دینا دین اور دوسرے خانی کو دینا گناہ نہیں کہا ہے۔ میں نے کسی مال ومنال کی طمع ولالچ میں بھی یہ نہیں کہا، میں نے اس ادارے کے نام سے کوئی چندہ بھی جمع نہیں کیا، بھیک نہیں مانگی بلکہ ہم نے لفافوں کو مسترد کیا، عطاو بخششوں کو مسترد کیا جب مجھے پتہ چلا دین وایمان کش اور خمس ذلت آور ہے تو میں نے خمس کو بھی مسترد کیا، میں آج بھی دعوت دیتا ہوں میں نے کسی کو دھوکہ دے کر پیسہ لیا ہو یا میرے اوپر کسی کا حق ہو تو وہ ثابت کرے جو دینا چاہتے تھے ان کے نام بھی میری کتابوں میں آئے ہیں، ہم نے اُن سب

کی پیش کش کو مسترد کیا ہے، اے اللہ، تیرا فضل وکرم ہے کہ میری عمر ۷۵ سال ہوگئی ہے لیکن تو نے مجھے کسی بھی وقت ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا کہ مجھے اپنی زندگی کیلئے کسی سے بھیک مانگنا نہیں پڑے، ابھی میرے پاس لوگ آتے ہیں اور پیش کش کرتے ہیں اور بعض میری کتابوں کو میری معاونت کی خاطر خریدنا چاہتے ہیں تو میں کہتا ہوں اگر آپ پڑھنے کیلئے نہیں لیتے میری معاونت کیلئے نہ خریدیں کیونکہ اس طرح یہ پیسے میری جیب میں آئیں گے ہوسکتا ہے ابھی میں مرجاؤں تو یہ پیسے میرے وارث لے لیں گے، میں مال و دولت لے کر کیا کروں، میرے پاس جو مال و دولت موجود ہے وہ میرے دوست عباس ولد حسین اور چچازاد عزیزہ بہن سکینہ بیگم دختر نواب شاہ نے مجھے ھبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس جو مال ہے وہ بیس سال سے زیادہ عرصے سے چلتے ہوئے دارالثقافتہ اسلامیہ سے ہے۔ یہ نام غلات نصیریوں کے لئے صاعقہ آسمانی کی آواز تھی۔ اہل اسلام کیلئے شیریں وخوشگوار ہے، دار الثقافتہ اسلامیہ میرے لیے توشہ حیات دارین ہے۔ ادارے کی رقم ہے جس کو میں نے ادارے کو چلانے کیلئے محفوظ رکھا ہوا تھا وہ بھی نذر اسماعیلیان ہوگئی ہے، میرا کوئی کاروبار نہیں دکان نہیں، شراکت نہیں ہے، جو تہمت وافتراء آغاخانیوں کے نمائندہ جناب ڈاکٹر حسن خان اماچہ نے مجھ پر لگائی ہے میں نے ان کو دعوت دی ہے وہ ثابت کریں۔

میرے نزدیک پیسے کو چومنا یا بوسہ کرنا شرک ہے، لیکن اس کو تھوکا بھی نہیں جاسکتا ہے، کیونکہ جب تک زندگی ہے اس کی ضرورت رہے گی، یہ پیسہ ہے جو میرے لیے بوجھ بنا ہوا ہے، اس کو اگر پھینک دوں چھوڑ دوں تو زندگی رہی تو شاید زندگی کے لیے مانگنا پڑے گا، پھر دیگران کی طرح ذلیل ہونا پڑے گا اگر اپنے پاس رکھوں تو یا تو چوری ہوجائیگا یا بعد میں میری بے دین اولاد وارث بنے گی اور یہ بے وفا اور غدار لوگ اس سے عیش وعشرت کریں گے، حیران وسرگرداں اور پریشان ہوں، اسے کیا کروں، یہی فیصلہ کیا ہے کہ جو تو فیصلہ کرے گا وہی مجھے قبول ہوگا، اسے میں تیری ذات پر چھوڑتا ہوں، مجھے اسے اپنی آخرت کے لیے ذریعہ بنانے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ مسجد بناؤں تو اس وقت این جی اوز بڑھ چڑھ کر مسجد پر مسجد بنا رہی ہیں، اسلام دشمنوں نے مساجد بنانے پر کثیر سرمایہ لگایا ہے، اے اللہ، اس وقت مساجد تیری شریعت کی سربلندی کیلئے نہیں بن رہی ہیں بلکہ اس وقت مساجد علماء کے ذریعہ معاش کے طور پر بنائی جارہی ہیں اور ایک مسجد کے اندر جماعت کو بانٹنے کیلئے بن رہی ہیں۔ اگر دینی مدرسہ

بناؤں تو قرآن وسنت محمدؐ اور تاریخ اسلام پڑھانے پر پابندی ہے۔ان تعلیمات کو نصاب کا حصہ بناؤں تو میرے مدرسہ میں داخلے پر فتوائے حرمت لگنے کا خطرہ ہے، لوگ اس کا مسخرہ کریں گے، دینی کتاب چھاپ کر نشر کروں اور مفت میں دوں یا سستی دوں تو تہمت وافترا باندھتے ہیں کہتے ہیں اتنی مہنگی کتاب کون خریدے۔ڈاکٹر حسن خان اوران کے پسندیدہ عبا پوش کہتے ہیں سعودیوں سے لیا ہے۔میری کتابیں پڑھنے اور ہاتھ میں اٹھانے پر بھی پابندی ہے، میرے عزیز بچے داماد اسے چھونے سے بھی پرہیز کرتے ہیں، مدارس کے طلاب کو مجھ سے ملنے پر پابندی لگائی گئی ہے۔میں اپنے پیسے کو کہاں خرچ کروں اور اسے کس کے لیے چھوڑوں، ان تمام مناظر کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے یہ کتابیں اس لیے لکھی تھیں تاکہ قرآن کی جگہ پر جاگزین کی جانے والی قرآن سے متصادم حدیث کساء مدائح کے نام سے غزلوں، مدح ومرثیہ اہل بیت کے نام پر چلنے والے گانوں اور موسیقی کو ہٹاؤں اور ممبر سے اہل بیت کے نام پر باندھی اور گھڑی جانے والی کفریات وشرکیات، بوذی وبراہمی ومجوسی اور صلیبی کو ہٹاؤں۔یہ مصائب وآلام میرے اوپر اس وجہ سے آئے ہیں کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں۔علماء کی طرف سے اس تمام دشمنی و عداوت ونفرت کو دیکھ کر اوباش بھی میرے خلاف لب کشائی اور زبان درازی کرنے لگے ہیں لیکن مجھے خود کو بڑھانا یا اونچا نہیں دکھانا ہے میں پیغمبرؐ پر گزرنے والے مصائب کو دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آتا ہے میں حضرت محمدؐ کی گناہ گار امت کا ایک فرد ہوں، آپؐ پر گزرنے والے مصائب اوران کے بارے میں آپؐ کے کلمات ومناجات میرے لیے مشعل راہ اور راہ کشا ہیں جہاں طائف کے اوباش لڑکے اور بچے آپؐ کو پتھر مارتے ہوئے پیچھے لگے اور جہاں آپؐ سجدے کی حالت میں تھے کہ ابوجہل نے آپ کی گردن کو دبا کر رکھا، کسی نے آپؐ کی پشت پر غلاظت سے بھری اوجھری رکھی تو آپؐ نے اللہ کی بارگاہ میں فرمایا، اے اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو یہ سب میرے لیے آسان ہے۔اے اللہ یہ جو کچھ میرے خلاف ہوا ہے تو جانتا ہے، تو نے مجھ سے امتحان لینے کے لیے اور میرا صبر واستقامت دیکھنے کے لیے ان کو روکا نہیں، اگر تو ان کو روکتا تو کوئی ان کو چھڑانے والا نہیں ہوتا، فاطر ۲۔﴿اگر اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے وہ ہر شے پر غالب اور صاحبِ حکمت ہے﴾ اے اللہ میں یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ میں حضرت محمدؐ جیسا صبر کروں گا، میں جتنا صبر کرسکتا ہوں کروں گا اور کوشش کروں گا کہ ان کی تاسی کروں، اے اللہ

تیری اجازت سے میں ان ظالمین سے وہی بات کروں گا جو حضرت یوسف صدیق نے اپنے بھائیوں سے کی تھی یا حضرت محمدؐ نے قریش سے کی تھی اگر راہ راست پر آجاؤ تو ہم معاف کریں گے۔ہم آپ حضرات سے وہی کلمات کہتے ہیں جو ھود ولوط وصالح وشعیب نے اپنی قوم سے کہی تھی۔

میں اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ میں دینے کے بعد خود کو کسی شخص کی دھمکی سے خائف نہیں پاتا ہوں بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے مقابلے کے لیے خود کو آمادہ دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کے لیے سورہ اعراف کی آیت ۱۹۵ کا آخری ٹکڑا پیش کرتا ہوں۔﴿قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ﴾(آپ کہہ دیجئے تم اپنے سب شرکاء کو بلالو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، پھر مجھ کو ذرا مہلت نہ دو)اسی طرح سورہ مبارکہ مرسلات کی آیت ۳۹﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ﴾(اب اگر کوئی داؤ تمہارے پاس ہے تو مجھ پر وہ داؤ چلالو) کو پیش کرتا ہوں۔﴿مِنْ دُونِهِ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِي﴾(لہٰذا تم سب مل کر میرے ساتھ مکاری کرو اور مجھے مہلت نہ دو) ہود ۵۵،﴿ذَلِكُمْ وَأَنَّ اللهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ﴾(یہ تو یہ احسان ہے اور اللہ کفّار کے مکر کو کمزور بنانے والا ہے) انفال ۱۸،﴿وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِي﴾(اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کردو) دخان ۲۰۔

میں وہی بات کہتا ہوں جو عقیلہ ہاشمی زینب بنت علی نے یزید بن معاویہ سے خطاب میں کہی تھی۔چنانچہ تم لوگوں کو جو کچھ کرنا ہے کرو تم اپنے مکر وفریب دغا اور منافقت سے میری جوانی سے بوڑھا ہونے تک میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔میں اس کتاب کے ذریعے گواہی دیتا ہوں تم لوگ مذہب فاسد وگمراہ ابی الخطاب ودیصائی کے پیروکار ہو تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کہ پیروی اہل بیت اطہار میں ہو۔اہل بیت اطہار مسلمانوں سے محبت اور کفر سے نفرت فرماتے تھے جبکہ تم لوگ کفر سے دوستی اور مسلمانوں سے نفرت کرتے ہو،تم لوگوں کا راستہ اہل بیت اطہار سے جدا ہے۔تمہیں اس دنیا میں بدبختی وشقاوت اور اختلاف وناچاکی نصیب ہوگی اور آخرت میں قہر وعذاب الٰہی کے ساتھ اس کی عدالت میں نامہ اعمال تمہارے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔وہاں تم خود کو بیل اور گدھا کہہ کر جان نہیں چھڑا سکو گے۔

ہم آخر میں ان دوستان عزیزان کا شکریہ ادا کرتا ہیں جنہوں نے میری زبان وقلم سے صادر زائد کلمات و

حروف کو نکال کر عبارات کو بے عیب بنایا، اور جو ہم سے رہ گئے جملات و حروف کا اضافہ شامل کر کے عبارات کے نقص کو رفع کیا ہے۔ مساعی جمیل کا وشوں نے یہ کتاب قارئین کے لئے قابل ملاحظہ و مطالعہ بنائی ہے۔ جن برادران نے اپنا قیمتی وقت دیکر اس بے ادب کے کتابچے کو ادیبوں کے لئے گوارا بنایا ہے وہ جناب ابرار حسین، خادم حسین، محمد تیمور، محمد علی نقوی، ناصر شاہ، تاثیر شاہ ہیں، اللہ سے دعا ہے وہ انہیں سر بلندی اسلام کے لئے توفیقات کثیرہ عنایت فرمائے۔

آمین ثم آمین

مظلوم علی شرف الدین

۲۴ ذوالحجہ الحرام ۱۴۳۶ھ

☆☆☆---☆☆☆☆---☆☆☆

فہرس

دیباچہ کتاب ـــــ ۳
اسباب ومحرکات تالیف علماء ودانشوران بلتستان ـــــ ۴
نص گفتگو ـــــ ۵
علماء ودانشوران بلتستان ـــــ ۶
علماء بلتستان ـــــ ۸
دانشور ـــــ ۸
بلتستان ـــــ ۹
علمائے اعلام کی ذمہ داریاں قرآن کریم اور سنت کریم کی روشنی میں ـــــ ۱۱
علماء بلتستان کی شرعی ذمہ داریاں ـــــ ۱۵
علماء کی ذمہ داری ـــــ ۱۵
علماء کی اپنے عوام کو شرعی سہولتیں ـــــ ۱۸
علماء ودنشوران بلتستان کی فراری وبازی ـــــ ۱۹
دین سے فراری یا دین میں سہولتیں ـــــ ۲۰
عزاداری کے عناصر وجود کا رود وامی ـــــ ۲۲
علماء کی دین شناسی اور دین داری ـــــ ۲۶
ان کے فیصلے ملاحظہ فرمائیں ـــــ ۲۸
نام نہاد فقہات خودساختہ بلتستان سے سوال ہے ـــــ ۳۰
تقلید مطلق ـــــ ۳۲
علماء بلتستان کی سیاست مداری ـــــ ۳۴
علماء بلتستان کی سیاسی خدمات ـــــ ۳۹
پی پی داغ بدجبین علماء ودانشوران بلتستان ـــــ ۴۴
داغ سیاہ دوم ـــــ ۴۶
داغ سوئم ـــــ ۴۷
مدارس ضرار ـــــ ۵۲
داغ چہارم ـــــ ۵۳
بلتستان کے علماء اور دانشوران کا میرے ساتھ سلوک ـــــ ۵۴
میری کتابیں علماء ودانشوروں کی آنکھوں میں تیر ـــــ ۵۶
بلتستان میں دین پر ڈاکہ ڈالنے والے نورانی ـــــ ۵۶
علماء وعوام بلتستان عرصہ محشر میں ـــــ ۵۸
ہم اور علماء بلتستان عرصہ محشر ـــــ ۶۲
علماء اعلام نے میری کتابوں پر پابندی لگائی ہے ـــــ ۶۵
امام مہدی دلیل بے دلیلان ـــــ ۶۸
دروازہ دخول وخروج امام زمانہ ـــــ ۷۴
علماء بلتستان کے قرآن وسنت سے متصادم فتاویٰ ـــــ ۷۵
علماء بلتستان کی ناقابل فراموش خدمات ـــــ ۷۶
دانشوران ـــــ ۷۶
علماء ودانشوران میں تناؤ وکھچاؤ ـــــ ۷۷
بے دینی کے رواج میں دانشوروں کا کردار ـــــ ۸۱

دین وملت کیلئے علماء ودانشوران سے لاحق زیان —— ۸۳
دانشوران نے شریعت اسلامی سے فرار کیلئے یہ تفقین بنائی ہے —— ۸۷
حاجی محمد علی کی غیرت دینی —— ۹۱
حالانکہ وہ میری کتابوں کو اس طرح روکر سکتے تھے —— ۹۴
معاشرے میں دانشوران کا مقام —— ۹۵
تعارف یوسف حسین آبادی —— ۱۰۱
انگریزی زبان کا رواج —— ۱۰۳
احیاء آثار جاہلیت —— ۱۰۶
قوم پرستی بطور اعلیٰ وارفع اقدار —— ۱۰۷
شرف الدین سے جنت کا سرٹیفکیٹ نہیں لینا —— ۱۱۰
اس فرمان کے چند مفروضے بنتے ہیں معلوم نہیں آپ کے منظور نظر کونسا مفروضہ ہے —— ۱۲۱
ہم آپ کے دوست ہیں —— ۱۲۹
مسلمانوں نے اپنے تین خلفاء کو مارا ہے —— ۱۳۰
بلتستان کے آغا خانی ہم سے خوف زدہ کیوں ہیں —— ۱۳۷
دوسرا مفروضہ —— ۱۴۲
تیسرا مفروضہ —— ۱۴۲
اثنا عشری —— ۱۴۹
اس کی چند مثالیں ملاحظہ کریں —— ۱۵۱
دانشوران کو امام غائب پر بہت اصرار ہے —— ۱۵۳
کلمات اختتامیہ —— ۱۵۴

فرمان منسوب به امام حسین

اس انسان پر ظلم کرنے

سے باز رہو

جس کے لیے اللہ کے سوا

کوئی یار و مددگار نہیں

کلمات امام حسین

مرحوم سید حسن شیرازی

Http://www.sibghtulislam.com

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان